ولو شاء ربك لآمن من في الارض جميعا

القول المحمود

فی

المهدی الموعود

من تالیف العلامة الکامل المحقق الفاضل البارع فی علم الاصول النقلیة مولانا السید [illegible]

(غیرہ) جس کو (مصنف)

سید موسی ابن روشن میاں ابن عالم نجم الدین میاں صاحب مقیم بڑودہ نے

مطبع نور الاسلام میں طبع اور شایع کیا

MAHDVEA BOOK DEPOT

KAMAL YAAR JUNG ... 00 019

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا الى الصراط المستقيم۔ واوصلنا الى مكانة الرشادة والدين القويم۔ ونصلي على محمد خاتم الانبياء والمرسلين۔ وعلى خلفائه الراشدين۔ واصحابه الكاملين۔ خصوصاً على سيدنا المهدي الموعود محمد افضلهم في الاولين۔ واكرمهم في الاخرين وعلى آله واصحابه الطيبين الطاهرين۔ وبعد۔ فهذه رسالة كافية وعجالة شافية في احوال المهدي الموعود خليفة الله الودود من على ابن السيد الشريف ابن السيد على ابن السيد يدالله ابن السيد موسى ابن السيد جلال ابن السيد خوندمير ابن السيد يعقوب ابن السيد محمود رضي الله عنه ابن السيد محمد المهدي الموعود۔ صاحب المقام المحمود صلى الله عليه وعلى نبينا الصلوة والسلام۔ اعلموا يا ايها الاخوان ان النبية اذ جاء من الرحمن افترق الناس ثلث فرق فمنهم من يصدق ويومن به۔ ومنهم من ينكره ويجاهده۔ ومنهم من يتفحص في شانه بالتفحص التام المحتاج الى التفهم والافهام۔ فكذلك حين بعث خليفة الله المهدي وادعى المهدية۔ اختلف الناس في شانه اختلافاً فانكدا

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ کیلئے تعریف ہے جس نے ہمکو سیدھی راہ بتلائی۔ اور ہدایت اور دین مضبوط کی۔ منزل تک ہمکو پہنچایا۔ خاتم الانبیاء محمدؐ اور آپکے خلفاء راشدین اور اصحاب کاملین پر ہم درود پڑھتے ہین۔ خصوصاً ہمارے سردار مہدی موعودؑ پر جو اولین و آخرین مین برتر اور بزرگ ترین۔ اور آپکے آل واصحابؓ جو نہایت پاک اور طہارت کی صفت سے موصوف ہین۔ بعد۔ حمد وصلوٰۃ کے یہ رسالہ کافی اور شافی ہے۔ مہدی موعودؑ کے حالات گرامی مین۔ جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے خلیفہ ہین۔ سید علےؓ ابن سید شریف ابن سید علی ابن سید یداللہ ابن سید موسیٰ ابن سید جلال ابن سید خوندمیر ابن سید یعقوب ابن سید محمودؓ ابن حضرت سید محمد مہدی موعودؑ کی طرف سے۔ ای برادرو تم اس بات کو جان لو کہ جب کوئی خلیفۂ خدا مبعوث ہوتا ہے۔ آدمیون کے تین فرقے ہو جاتے ہین۔ پہلا فرقہ۔ وہ ہے جو اُس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اُس پر ایمان لاتا ہے۔ اور بعض لوگ اُس کا انکار کرتے ہین۔ اور بعض لوگ تاویل کرتے ہین اسی طرح جب مہدیؑ مبعوث ہوئے اور آپنے دعویٰ فرمایا تو لوگون نے

یعنی

امت محمدیہ مین اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور آپ سے جھگڑنے لگے۔

وانشعبوا بعده ثلاث فرق متصفين بالنعوت المذكورة انشعابا لدوا۔ اما الفرقة الاولى فهى
منحصرة فينا۔ واما الثانية فهى من ينكره ويعاندنه عنادا عنيدا ويلده لدادا شديدا واما
الثالثة فهو من يتجسس فى شانه صامتا عن الاقرار ويسعى فى تحقيقه ساكتا عن الانكار ولكن نخاطب
فى هذا المقام الامن هذه الفرقة لانها كالعليل الشاخص لدواء شاف۔ اوكالغليل الظمآن فى ركود الهواجر
المشتاق الى سلسل الانصاف۔ فنقول للتفحص ان يسمع قولا تحقيقيا فى بيان وقائعه واحواله
وامرا تدقيقيا فى اثبات مهدويته وافعاله۔ فان كنا منحرفين فى سياقه من اهل السنة فعليه ان
يثبتنا ويهدينا الى صراط المستقيم۔ وان وجدنا سالكين على الدين القويم۔ غير ظالمين عن ضبا
الحق فعليه ان ينصرنا على القوم المعاندين فها انا اشرع فى احواله واقواله من غير تطويل واستعين
بالله وهو حسبى ونعم الوكيل۔ اعلم ان اباه كان من اشرف سادات زمانه مواظبا فى طاعة
الله ورضوانه وكذلك امه زاهدة متزهدة عابدة متعبدة منتسبين الى حضرة الحسين بن
على كما جاء فى الخبر ان المهدى يكون من ولد الحسين وكان اسم ابيه عبد الله واسم امه آمنة و
يشير اليه قول الرسول عليه الصلوة والسلام يواطى اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى الخ فالآمنة
ذات ليلة كانت مراقبة بعد صلاة الليل مستغرقة فى بحار التجليات ناظرة الى مشاهدة الملكوت
سابحة فى امواج الاسماء والصفات اذا رأت فى رقادها ان الشمس قد غابت فى جيبها
فلما مثلت لها تلك الحالة ارتعدت وسقطت مغشية على طنفستها فتاب اهلها وحشدوا
فى قربها ومداناتها واشتغلوا فى مداواتها لكن لم يظفروا على افاقتها فدهشوا وحاروا
ثم بادر اليها اخوها قيام الملك وهو من اصحاب الكشوف والمعارف فرنى اليها وعثر على حقيقتها
فقال ان هذا ليس بداء ولا طب ولا بمرض ووصب۔ فلا ترادوها ولا تراقوها بل استولت
عليها السطوات الحقانية وسطت عليها التجليات الرحمانية۔ فهذه الحالة

اور آپ سے جھگڑنے لگے اور اختلاف میں اقسام کے شبہے نکالے۔ غرض پہلا فرقہ وہ ہم ہی [illegible]
دوسرا وہ فرقہ ہے جو آپکا انکار کیا۔ اور تیسرا وہ فرقہ ہے جس کو آپ کی مہدویت میں سکوت رہا اور ثبوت کی
تلاش جاری رکھا ہم اس رسالہ میں اسی خاص فرقہ سے خطاب کرینگے کیونکہ اسی فرقہ کو اوس کی تحقیق کی طلب ہے
پس یہ فرقہ بمنزلہ اوس مریض کے ہے جو دوا کا طالب ہے۔ یا بمنزلہ اوس پیاسے کے ہے جو دھوپ کے قیام کے
وقت دوپہر کو میٹھے پانی کی جستجو کرتا ہے۔ اب ہم قول تحقیقی کو متفحص کے سامنے پیش کرینگے جو حضرت کے مقدس
اوقات اور آپ کے مہدویت کے ثبوت سے متعلق ہے۔ اس غرض سے کہ متفحص حضرت کے وقائع
و احوال کو برابر سنے۔ اگر بعد استماع یہ معلوم ہو کہ ہم اہل سنت سے مخالف ہیں تو ہمکو ہدایت کرے
اور اگر یہ واضح ہو جائے کہ ہم ہدایت پر ہیں تو ہماری مدد کرے۔ اب میں آپکے مقدس حالات کا
بیان شروع کرتا ہوں۔ اس امر کو جاننا چاہئے کہ آپ کے والد بزرگوار اپنے زمانہ کے سادات میں
اشرف اور خدا کی عبادت اور اوسکی رضامندی میں مواظب تھے اور آپ کی والدہ کی بھی
یہی کیفیت تھی آپکا نسب شریف باپ اور ماں کی طرف سے حضرت امام حسین بن علی کو پہنچتا ہے۔
آپکے والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا چنانچہ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ انکا
نام میرا نام ہوگا۔ اور اُن کے باپ اور ماں کے نام میرے ماں باپ کے نام ہوں گے۔

آمنہ ایکدن تہجد کی نماز کے بعد مراقب بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور اوس میں آپکو کچھ غنودگی
ہوگئی یکایک آپ نے دیکھا کہ آفتاب اونکے مبارک دامن میں غایب ہوگیا۔ جب یہ مثالی کیفیت آپ کو
متمثل ہوئی آپ کو لرزہ ہوگیا اور جانماز پر بے ہوش ہوکر گر گئیں گھر باہر لوگوں کا ہجوم ہوگیا اور سب
منہ پر ٹوٹ پڑے اور آپکے آرد گرد کھڑے ہوگئے اور دوا دارو کی فکر کرنے لگے۔ مگر اسمیں اونکو کامیابی نہیں ہوئی
اور نہ ہوئی آمنہ کو افاقہ ہوا جس سے وہ حیران ہوگئے۔ آمنہ کے بھائی جنکا نام قیام الملک تھا اور صاحب کشف
و معرفت تھے آمنہ کو دیکھا اور اونکی حقیقت پر اطلاع پاکر کہا کہ ان کو کوئی مرض یا سحر نہیں ہے انکی دوا مت کرو بلکہ انکے اوپر سطوات
حقانیہ کا استیلا ہوگیا ہے۔

(جب آمنہ)

من اطوار الجذبة الشريفة والخلسة اللطيفة فلما افاقت الآمنة قصّت واسمرت ما ر
فى منامها ووجدته فى احلامها فقال لها اخوها لا تقولى هذا القول لعله يتولد
خاتم الولاية المحمدية - وموعود رسول الله لتبيان الحقيقة الاحمدية - فلما مضى ستة وار
بعد ثمان مائة من الهجرة النبوية حملت الآمنة فلما مضت من حملها اربعة اشهر اذا تسمع من ب
بصوت منذ فصيح - ونداء معلن صريح بشارة بعث المهدى مرة بعد اولى - وكرة بعد اخ
حتى طلع الشمس الولاية ومشارق الحقيقة من جرباء الولادة وسطع ذكاء الهداية وصعقاء الن
بازغة فى ضواحى الكواهة - غير متلطخ بالقذرات ولا متشطخ بالنجسات - وحين تولد هذا النور كان
ساترين عورته ولن يستطيع احد ان يرفع يده عنها فلما القى الثوب عليها رفع يده - فاسفر الصبح
الحق فتقشع ليل الغواية وتنفس فجر الهداية - وادبر ظلام الجهل من افاق السماء وبزغ الشمس
من مطالع الجرباء - فاضاءت انوار التجليات فى البر والدهماء - وكان لا يظل جثمانه الشريف كما لا ي
ضوء محض ونور لطيف ولا يستقر الذباب ولا غيره ان يتمكن على جثمانه بل لا يصل اليه بجناحه و
ولن يبرز بوله وبرازه فى حين من الاحيان لانه كان روحا محضا فى قالب الجثمان وكان انينه يج
قلوب السامعين وحنينه يذيب افئدة الخاشعين واول ما نطق بان جاء المهدى وحصحص
الحق - فانكبت اصنام البلدة واوثانها على وجوهها ناكسة - وتلى اقمار المعرفة والتوحيد فى ليال د
وهذه البلدة من بلاد الهند اسمها جونفور وفيها زاهد متورع بين الوضيع والشريف مشهور ل
فى العلم والهدى والمذكور بالورع والتقى صاحب المقامات البهية والكرامات السنية جام
والكمال المسمى بالشيخ دانيال - سمع حين ولادته نداء جهيرا فاستيقظ من مضجعه سمي
وبصيرا - ثم القى السمع وهو شهيد بان جاء الحق وزهق الباطل فشكر الله بدمغ البطلان وق
الغواية بالقلب الواجل - فراقب مستغرقا فى بحار الانوار - سابحا فى تلاطمها من التيار آ

جب آمنہ کو افاقہ ہوا اپنا حال اور خواب کا قصہ بیان فرمایا اونکے بہائی نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ تم
راز کو پوشیدہ رکھو شاید تمہارے پیٹ سے خاتم الولایۃ کا ظہور ہوگا جب سنہ ۸۴۶ھ ہجری گزر چکا
حاملہ ہوئین اور جب اونکے حمل کی مدت چار مہینے کی گزری اون کے پیٹ سے یہ آواز نہایت فصاحت سے
ائی دیتی تھی کہ مہدی مبعوث ہوگیا - مکرر یہ آواز آتی تہی - تا آنکہ آفتاب ولایت آسمان ولادت سے
ع ہوا اس طرح پر کہ نجاسات سے بالکل پاک تہا اور جب آپ پیدا ہوے آپکے دونون ہاتہہ برہنگی کو
ہانک لئے تھے اور کسی کو یہ قدرت نہین تھی کہ آپ کے ہاتہہ اوٹھا سکے اور جب کپڑا اوڑایا جاتا خود اپنے ہاتون کو
ادیتے - غرض صبح ہدایت کی روشنی پھیل گئی اور جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی دنیا سے دور ہو گئی -
سلیات کی انوار دنیا مین چمک گئی - آپکے مبارک جسم پر مکھی نہین بیٹھتی تھی کیونکہ آپ محض نور تھے -
ا [illegible] شنی تھی [illegible] کہ مکھی آپکے طرف بہی اوڑ سکتی تھی - اور آپکا بول وبراز ظاہر نہین
تا تہا - کیون کہ آپ روح محض تھے - اور آپ کا رونا سننے والون کے دلون کو کھینچتا تھا - اور
کی درد بہری آواز ڈرنے والونکے دلون کو پگھلاتی تھی - اور پہلے پہل جو آپنے بات کی وہ یہ تھی -
ہ مہدی آگیا اور حق ظاہر ہوگیا آپ کے پیدا ہونے سے شہر کے بت اوندہے گر گئے اور معرفت
ر توحید کے چاند اندہیری راتون مین نکلے = اس شہر کا نام جونپور ہے - اس مین ایک زاہد تھے
جن کا نام شیخ دانیال تہا - ورع و زہد مین مشہور تہے - شیخ نے مقامات ولایت کو
طے کیا تہا کشف باطنی آپ کو حاصل تھا - مہدی علیہ السلام کی ولادت کی
شب مین شیخ کو ایک آواز سنائی دی شیخ نے اوس کی طرف
اپنے کان جھکا لئے اور یہ آیت سنی ؟
(جاء الحق وزهق الباطل الخ)
شیخ نے بطلان کے مٹ جانے اور ضلالت کے دور ہو جانے سے خدا کا شکر کیا اور مراقب ہوے

الى التيار ليظهر عليه هذه الاسرار الجنية ويكشف عليه [illegible]

ايضاً من الزراعات والعباديد. من القريب والبعيد. من كان لهم [illegible]

وقلوب ذاكية. فتحير الناس فى سرّها متمنين فى طلب العلاقب [illegible]

مشتعلين بذيل التأمل الثاقب. والفكر الصائب [illegible] الشيخ [illegible]

والد المهدى م فسأله الشيخ هل تولد ولد فى هذه الليلة قال نعم اعطانى الله [illegible]

اللّهم اجعله هاديًا مهديًا رشيدًا. قال ما سميته قال رأيت فى هذه الليلة بنبيًا يقول

ان تسمى هذا الولد باسمى فسميته محمدًا وكنيته بابى القاسم. ثم سأله الشيخ عن اعراقه وشمائل

واخلاقه وخصائله. فقال ابوه اجلى الجبهة اقنى الانف مقرون الحاجبين اسمر اللون. [illegible]

من عمره ستة او سبعة الح الشيخ لابيه عبد الله ان ارسله فى مدرسة فادخله فى مدرسة

فبالغ الشيخ فى تجليله وتعظيمه. وانتهض مبادرًا فى تكريمه. حتى تعجب اخوه الاكبر [illegible]

بهذا التعظيم الجليل. والتفخيم الجزيل. بالنسبة اليه خاصة ولا يشارك فيه نفسه ولا تلميذًا

ولا نبيلا وجميذا من تلامذته وجهابذته وكان قد بلغ طلبة الشيخ حينئذ الى الف واربع [illegible]

كاملين فى العلوم النقلية. ماهرين فى الصناعات العقلية فلما راى احمد كوامة [illegible]

الشيخ ومكانته كذلك صار مغتبطًا عليه لا كنه من الغير العناد. بل نبغ منه على غير المراد. فقال

بعينه. وظهر الرصاص من لجينه. فحمله الشيخ على عدم اكتناه حقيقته واكتناف سيمه. فى هذه

كان يأتى رجل عند الشيخ غدوًّا ورواحًا. ويزوره مساءً وصباحًا. فقال الشيخ يومًا يا احمد هل

هذا الرجل الذى يأتينى فقال لا اعرفه لعله صديق من اصدقائكم. وخليل من اخلائكم. فتوجه الشيخ [illegible]

وقال اتعرف من هو قال هو الخضر. روى ان تلامذة الشيخ ربما يباحثون عنه فى مقامات [illegible]

[illegible] گرد اون پراسی مولود کا چھپا ہوا بھید کھل جائے ۔ چنانچہ شیخ نے سنی اور [illegible]

[illegible] گرد و نواح سے تمام لوگ جن کو قریب ہون یا بعید ۔ جن کے کان [illegible] والے اور [illegible] روشن

اور دل پاک تھے ۔ لوگون کو اس آواز کے سننے سے حیرت ہوئی اور اپنی آنکھ [illegible] انہون مین

[illegible] روشنی کے [illegible] ہوئی حیرت کرنے لگے تو آکر سید عبد اللہ صاحب جو حضرت مہدی علیہ السلام کے

والد ہے شیخ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے کیفیت پوچھی آپنے فرمایا کہ مجھے لڑکا پیدا ہوا

شیخ نے نام پوچھا تو عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے

مین نے اس لڑکے کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم رکھی ہے ۔ شیخ نے آپ کی حالت پوچھی فرمایا

روشن پیشانی اونچی ناک جٹے بھوں ۔ گندمی رنگ ہین جب آپکی عمر سات برس کی ہوی ۔

شیخ نے سید عبد اللہ صاحب سے کہا کہ سید محمد صاحب کو مدرسہ مین داخل کیا جائے آپ نے

داخل کر دیا شیخ دانیال حضرت مہدی علیہ السلام کی زیادہ تعظیم کرتے تھے آپ کے بڑے بھائی

سید احمد صاحب نے جب یہ دیکھا کہ شیخ اپنے چھوٹے بھائی کی جتنی تعظیم کرتے ہین کسی طالب علم کی

تعظیم نہین کرتے اسوقت شیخ کے چودہ سو شاگرد تھے جو معقول اور منقول مین ماہر تھے ۔

سید احمد صاحب کو شیخ کی اس قدر بے انتہا تعظیم سے جو مہدی علیہ السلام کیلئے کرتے تھے

کچھ رشک ہوا ۔ شیخ صاحب نے اوسکو سید احمد صاحب کی عدم واقفیت پر محمول فرمایا ۔

ان ایام مین شیخ کے پاس ایک شخص صبح و شام آتے تھے شیخ نے سید احمد صاحب سے

ایکدن پوچھا کہ احمد کیا تم ان صاحب کو جو روزانہ میرے پاس آتے ہین ۔ پہچانتے ہو ۔

سید احمد صاحب نے کہا کہ نہین پہچانتا شاید یہ آپ کے کوئی دوست ہون گے ؟

شیخ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا آپ نے کہا کہ یہ خضر ہین ۔

روایت ہے کہ شیخ کے تلامذہ اکثر مرتبہ شیخ سے ایسے مسائل کا سوال کرتے تھے جنمین بڑے عالم حیران ہوتے (تھے)

كشاف على ايضاحها واستكشافها فيحتاج الشيخ الى المهدى فيبينها بابلغ بيان - ويوضحها
باوضح تبيان - على وجه انيق - ونهج عنيق - يفهم السائلين تقريره - ويضحا الطلاب تنويره - ومضى
برهة من الزمان كذلك حتى اشهر صيته فى الآفاق والممالك فشد العلماء رحالهم للقاء
هذه المدينة من اقطار بعيدة - وسار كائب الاجلاء اليه من اماكن شاسعة ومدنه بعيدة
فصار مدرسة الشيخ مجمع العقلاء والعلماء - وناديه عظيمة من نوادى النبلاء والفضلاء
فزاره كما هو داب الكرام والسادات العظام - فشاهدوه بانه متوحد فى السودد والجلالة
واذعنوه بانه متفرد فى المجد والجلالة - قرم الانام - جحجاج الكرام متقدم فى الكرامة والتقى امام
من ائمة الدين والهدى فاغتنموا مصاحبته ومنادمته - وغنموا مقاولته ومكالمته - فسالوه فى علوم شتى
من كل جانب فى كل باب - فاجابهم والجمهم بعذوبة البيان وحسن الخطاب فلعنوا بفضله وشانه
واعترفوا بعلو كعبه ومكانه - فخاطبوه بانه اسد العلماء وهموس الفضلاء - فلما ترعرع وبلغ الى اثنا عشر
الى معارج الكمال ورقى على قصوى سر المعالى - وذروة الجلال كقول الشاعر مجربا فهما من قبل التجربة
مهذبا كرما من قبل تهذيب - فلما حضر عنده الخضر وعلم مهديته بالاذعان التام - وايقن انه فى هذه
الامة مقتدى وامام - بادر اليه لاقتباس الانوار القدوسية - واجتناء جناء الفيوض الملكوتية
والاثمار اللاهوتية - وبايعه فانار قلبه باشعات الذكر الخفى الذى هو راس الاذكار ومصباح
منار الانوار - فاشتعل مشكوته بكوكب درى - ولاح فى فواده فيض سر مكى ومهر نورى - ثم قال الخضر للشيخ
ما ابطاك عن مبايعته فتقدم ثم وضع يده فى يده مبايعا كما هو ديدن المريدين اقتداء الحديث النبى
كما قال صلى الله عليه وسلم فبايعوه ولو حبوا على الثلج رواه ابن ماجه وغيره ثم ظهر الخوارق على يده فى الخوارق
متواترة - وتتابعت التجليات على قلبه البهى متكاثرة - اعلى كلمة الله بنصرته الروحانية
وبركاته النورانية - فذرى ذروة الشاهقة - على عقبات ملكانية - وطار صيته آنا فانا - واشتهر

(تھے) پھر اونکا جواب حضرت م سے پوچھتے تھے حضرت م اون کی تفہیم کر دیتے جس سے حضرت م کا چرچا
ہو گیا اور دہن رسا اور عذوبت بیان کا شہرہ عام ممالک مین پھیل گیا۔ تا آنکہ علماء وقت دور دراز کی
مسافت طی کر کے حضرت م کی مبارک خدمت مین اس غرض سے حاضر ہونے لگے کہ اپنے شکوک و اوہام کا انحلال ہو
غرض اکثر بعید سے علما و فضلا بڑے شوق سے آپکے پاس حاضر ہونے لگے اور شیخ کا مدرسہ فضلا کا مجمع ہو گیا
اور آپکی ملاقات بطرز ریقہ سے کرنے لگے جیسا کہ بزرگون کی ملاقات کی بزرگانہ روش ہوتی ہے۔ پس بعد
ملاقات علما نے آپکو دیکھا کہ آپ سیادت او بزرگی مین متوحد ہین اور خلایق مین سردار اور بزرگون مین
پیشوا ہین کرامت مین آپکو متقدم اور دین وہدایت مین آپ کو امام تصور کیا پس آپکی صحبت اور آپسے گفتگو کرنے کو
غنیمت جاننے لگے اور متعدد علوم مین ہر مسئلہ کے متعلق آپسے تحقیق کی حضرت م نے اونکو جوابات دئے اور ساکت کر دئے
بالآخر اون کو حضرت م کی بزرگی پر ایمان لانا اور بالضرور آپکی علو مرتبت کا اعتراف کرنا پڑا پس آپ کو علماء وقت
اسد العلماء کے خطاب سے پکارنے لگے = اور جب آپکی عمر بارہ ١٢ برس کی ہوئی آپ معارج کمال پر چڑھے اور بلندیون کی
کنگرون پر آپنی ترقی کی۔ چنانچہ متنبی نے کہا ہے۔ صاحب تجربہ اور فہیم تجربہ کے پہلے اور تہذیب کے پہلے مہذب اور
کریم ہے۔ جب خضر م کو آپکی مہدیت کا علم ہو گیا اور آپ کی امامت اور مقتدا ہونیکا یقین ہو گیا تو
خضر نے آپ سے بیعت کی اور قدوسی انوار اور لاہوتی پہل آپ سے حاصل کئے اور مہدی م نے آپکے دل کو
ذکر خفی سے منور کر دیا پس خضر کا دل مثل کوکب دری کے روشن ہو گیا۔ پھر خضر نے شیخ دانیال سے فرمایا
کہ تم نے کس لئے بیعت مین تعویق کو گوارا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیخ نے مہدی م کے ہاتھ پر بیعت کی
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب مہدی کا خروج ہو جائے تم اوس سے بیعت کر د
گو تم کو برف پر رینگتے ہوے جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ ہے چنانچہ ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔
پھر آپکے ہاتھ سے خوارق پے در پے ظاہر ہونے لگے اور تجلیات الٰہی آپکے قلب روشن پر چمکنے لگے۔ کلمۃ اللہ کا اعلا
آپکی روحانی مدد اور روحانی اعانت سے ہو گیا اور آپکے معراج کا کنگرہ ملکانی گھاٹیون پر بلند ہو گیا۔ آپکا

حلاوة ... واهلاك ... الملك الجبار الذي هو من سيرات الملوك
الكفار. وان كان معه عسكر عرمرم. ولجيب جمعهم وفل في منازلته. وهرب المشركون في مساحلته
فهربوا مستخفين ومخاذلين. وتابدوا كالاوابد ولجلين. ثم تتابع على يده خوارق كثيرة. وخوارق
خطيرة. لان العامة لا يعطون الا الافعال الا هشر الباهرة. ولا يرصص ايمانهم الا بالامور الغريبة
الظاهرة. الا ان الكرامة الحسية عند الاكابر ملاك رعونة النفس في استكبارها. واصل زهوها
وافتخارها. ولذلك لم يشتهر عن الصحابة كثرة كرامات ولم يظهروا بانهم ذو ما بين الترهات
فهي مستهجنة عند ذوي الايادي الالهية بل تعد في المثالب المعنوية والامور الالهية فالكرامة
المرغوبة عند اهل الله كرامة معنوية وهي مواظبة العبد في رضوان الله تعالى وهي يورثه
مكارم الخلال الانسانية ومحامدها. ويتباعد عن اقتراف الشبهات النفسانية ومواردها
فيسارع العبد الى الله تعالى جهرا ولا عاثرا. ويسعى الى صفاء التقرب ساعيا. فيزاح عن قلبه
خصائل الحقد والعناد. ويتمكن فيها الشمائل المرضية كالرسوم على صفحات الجلاميد لا طوا
فيراعي حقوق الحق في كل الامور والاحوال. ويحافظ حدود الله في الاقوال والاعمال. فهذه
الامور كرامات متعالية مقدسة عن غوائل المحاق كالكواكب المتلالية فهذه الكرامة هي الكرامة
العظمى والفخر الكبرى. فالمهدي واصحابه موصوفون بهذه الصفات الجليلة. وفي الخوارق
الخلائق الجزيلة. وبالجملة لما بلغ عمره الى اربعين كلمه الله تعالى سبحانه ...
... جامع الناس الى دين الحق ... للعاندون ...
عامة على كافة الناس بعثك عليهم متحتمة. فادعى المهدية بامر الله تعالى على الناس ...
الامة المحمدية خصوصا على مقتضى تعليم الله في الناس وانكروه كما هو شيمة الامم السالفة
فجاء او الطوائف وناووه على وفق آرائهم وعلائم. وعاندوه كما عاندوا الرسل ... الا ...

... جب جونپور ... نہایت جابر اور کافر
بادشاہ تھا لوگوں میں مشہور ہو گئی تھی اوس کی ہمراہی میں ایک بیشمار لشکر اور بے انتہا سوار
موجود تھے۔ بالآخر سب لشکر کو ہزیمت ہوئی اور حاکم کو قتل ہوا۔ اور جو کچھ باقی رہے وہ زخمی
اور رسوا ہو کر فرار ہو گئے۔ پھر آپ سے بے شمار کرامتیں صادر ہوئیں کیونکہ عام لوگ افعال
ظاہرہ پر نظر کرتے ہیں اور انکا ایمان اسی سے استوار ہوتا ہے مگر کرامت حسی بزرگان دین
اور کامل اولیا کے پاس نفسانی رعونت کا اصل ہے اور اسی واسطے صحابہ رضی اللہ عنہ سے
زیادہ کرامتیں صادر نہیں ہوئیں۔ اور اپنے نفس کا جماعتوں کے درمیان افتخار نہیں جتایا۔
مگر ان بزرگوں کے پاس جن کو خدا کی طرف سے جلیلہ نعمتیں حاصل ہوئی ہیں کرامت
قبیح ہے۔ اور کرامت معنوی اُن کے پاس مرغوب ہے۔ اور کرامت معنوی سے مراد یہ ہے کہ
اللہ تعالی کی رضامندی میں بندہ کو مداومت حاصل ہو اور خصائل انسانی اوس کو حاصل ہوں
اور نفسانی شبہات سے دور ہو جاوے۔ پس اس فضیلت کے حاصل ہونے کے بعد
اللہ تعالی کی طرف بندہ دوڑنا شروع کرتا ہے اور صفائی تقرب کی طرف سعی کرتا ہے۔
پس دل سے حسد و عناد کی خصلتیں محو ہو جاتی ہیں۔ اور عمدہ اخلاق اوسکے دلمیں اسطرح
... جیسے پتھر پر نقوش پس ہر ایک کام اور حال میں حقوق خدا کا لحاظ کرتا ہے۔ اور اقوال
... اور حدود خدا کی حفاظت کرتا ہے۔ پس یہ امور کرامات معنویہ ہیں۔ اور یہی کرامت
... مہدی علیہ السلام اور آپکے اصحاب ان ہی بزرگ صفات سے موصوف ہیں۔
... مہدی علیہ السلام کی عمر چالیس برس کی ہوئی اللہ تعالی نے آپ سے کلام کیا کہ میں نے تجھے مہدی اور خاتم
... امت محمدیہ بنایا ہے تو خلائق کو دین حق کی طرف بلا۔ گو مخالفوں کو کراہت ہو تیری دعوت امت محمدیہ پر
... کہ محمد کی دعوت عام تھی پس آپ نے مہدیت کا دعوی کیا۔ اسکے بعد لوگوں نے مخالفت شروع کی جیسا کہ
... ہے

(عرض)

ومشاغلهم۔ فاشتد علیہ عداوتهم وعنادهم واغروا علیه اطار صوبهم و صحاراتهم فاصطبر واعلى الشدائد والنوائب۔ ولم یعرج علی مع فرط الصعوبات والکوائب دار ولى على بابه مذموما مدحورا بين القبائل والعشائر۔ ولم یبال مع قلة اصحابه من المرهفات البواتر۔ فلم یطمحوا بابصارهم فی حقیقة دعواه۔ ولم یدرکوا بافکارهم فی ماهیتها وما مع عاش متن غنا من الاغنياء ومتواضعا من الفقراء۔ مانحا ثار الجود والحيف۔ ثمال المساكين وابن السبيل والضيف۔ وبالجملة انه ادعى للهدية وصبر فی تبليغ الدعوة۔ على الدواهى والمصائب وما الکفهر فی اشد الرزايا واصعب الکوائب ثم اختار الهجرة بامر الله تعالى وحكم بيفارق تاركيها بايته ان الذين توفهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فيم کنتم قالوا کنا مستضعفين فی الارض قالوا الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها فاولئك ما واهم جهنم وساءت مصيرا وسياق الاية يدل على ان الهجرة واجبة حين الضعف والا لایکون ماواهم النار ومتبادر ان هذا الجزاء لا يليق الا بترك الواجب فالهجرة وقت الضعف وعدم التقوى على التبليغ واجبة والى هذا ذهب بعض اهل التفسير كالبيضاوی حيث قال وفی الاية دليل على وجوب الهجرة من موضع لا يتمكن الرجل فيه من اقامة دينه۔ وعن النبی صلعم من فر بدينه من ارض الى ارض وان كان شبرا من الارض استوجب له الجنة وكان رفيق ابيه ابراهيم ونبيه محمد عليهما السلام انتهى والیه اشار صاحب المدارك فی تفسیره فالذين هاجروا وهی المهاجرة عن اوطانهم الى الله بدينهم الى حيث يأمنون عليه فالهجرة كاينة فی آخر الزمان كما كانت فی اول الاسلام واذا كان كذلك فلا يختص وقت الهجرة بزمان دون زمان مناطها عدم التمكن والاقتدار على تبليغ الامور الشرعية فالامكان يجوز حدوث هذا الامر فی جمیع آنات الزمان۔ وهذا هو التحقيق حاصله ان الهجرة واجبة وقت عدم التمكن على طاعة الله وعدم التيسر على تبليغ الاوامر

(ترجمہ) [illegible] الفت کی اور اپنے خیالات کو بوجب آپ چھوڑ کر کے ... پلیٹ سختی کے ساتھ عداوت سے پیش آئے ... [illegible] اور ... کی گنت کو ... اپنے دلمیں جگہ نہیں دی ... معونی کی وجہ سے ... [illegible] ... کی پرواہ نہیں کی [illegible] ... کی حقیقت ... [illegible] ... اور آپکے مقصد و دعوی کے مضمون دریافت میں ذرہ بھی کوشش نہیں کی ... اور جو یکہ آپ پر اتنا ظلم تھا مگر آپ اغنیا سے ہمیشہ بے پروا اور فقرا سے متواضع۔ ظلم کو مٹانے والے مسافر کے مہمان۔ فقیر کے پناہ ہیں۔ غرض آپ اپنے دعوی میں بہت مصائب جھیلے اور سخت سی سخت مصیبتوں میں آپنی ترش روی نہیں کی۔ پھر آپ نے ہجرت کو خدا کے حکم سے اختیار کیا اور ہجرت کے چھوڑنے والو پر نفاق کا حکم کیا۔ اس آیت کی وجہ سے وہ لوگ جنکی جان فرشتے کھینچتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی ذاتو پر ظلم کر نیوالے ہیں (ہجرت کو ترک کرنیسے) فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس بات میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عاجز تھے کہتے ہیں کیا اللہ تعالی کی زمین کشادہ نہ تھی کہ وطن چھوڑ جاتے وہاں پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور بہت بری جگہ پہنچے۔ غرض آیۃ کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہجرت ضعف کی حالتمیں فرض ہے ورنہ اونکی جگہ دوزخ نہوتی اس سے ظاہر ہے کہ یہ جزا جو آیت میں بیان ہوئی ہے واجب کے چھوڑنے سے ہے پس سستی کے وقت اور تبلیغ کو قوت نہونیکے زمانہ میں ہجرت واجب ہوتی ہے اور بیضاوی کی بھی یہی رائے ہے۔ کہ آیت مذکورہ ہجرت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے ان جگہوں میں جہاں دین کے قایم کرنے پر انسان قادر نہیں ہوسکتا۔ اور نبی صلعم نے ارشاد فرمایا ہے جسنے دین کی محبت میں ایک زمین سے دوسری زمین کیطرف روانہ ہوا گو یک بالشت برابر اوسنے راہ طے کی ہو اوس کیلئے جنت واجب ہوگی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کا رفیق ہوگا۔ اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں ارشاد فرمایا ہے کہ مہاجرین سے وہ لوگ مراد ہیں کہ اونہوں نے اسکے مقاموں میں خالص دینی ضرورت کیلئے ہجرت کی ہے پس ہجرت اخیر زمانہ میں اوسیطرح رہیگی جیسا کہ اول اسلام میں تھی۔ اور جب یہی بات ہے تو ہجرت کسی زمانہ سے مخصوص نہیں ہے کیونکہ ہجرت کا موقوف علیہ یہ ہے کہ انسان امور شرعی کی تبلیغ پر قدرت نہو۔ پس امکان ہجرت زمانہ کے ہر ایک حصہ میں جبکہ وہ امور عاید ہو جائیں جو مانع تبلیغ ہوں تو تجویز کیا جاسکتا ہے اور یہی امر محقق ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت اوس وقت میں واجب ہے کہ انسان کو اللہ تعالی کی عبادت پر قدرت اور سہولت نہو اور اوامر کی اجرا

والنواهی کما هاجر رسول الله صلی الله علیه وسلم عند ازدحام غیاهب الکفرة ودیاجر الفجرة المتراکمة
فی جبال مکة وشواهقها الی یثرب فاضاء فیها انوار الاسلام وبلغ فیها احکام شریعة الشارع العلام
فکذلک امر المهدی بوجوب الهجرة علی اصحابه رض فبقی الهجرة فینا عند حدوث اسبابها واجبة
ومن قال ان الهجرة هی الفرار من دار الکفر الی دار الاسلام فقد اخطأ لانه علی هذا التقدیر
یلزم ان من هاجر الی الحبشة لایکون مهاجرا وذلک باطل وذکر فی التفسیر الکبیر تحت قوله تعالی
فلما اعتزلهم وما یعبدون من دون الله فان ابراهیم ع لما اعتزلهم فی دینهم وفی بلدهم
واختار الهجرة الی ربه الی حیث امره متناول لدار الاسلام والکفر وما ورد فی الحدیث بان
لا هجرة بعد الفتح فالمراد به الهجرة المخصوصة من مکة الی المدینة او الی رسول الله حیث
کان لا مطلقا لان الهجرة من دار الحرب الی دار الاسلام او من الموضع الذی لا یاتی
فیه امر الدین باقیة الی یوم القیمة بل هی واجبة اتفاقا کما اشار الیه الکرمانی والنووی فی شرح
الاربعین لا یقال ان الآیات المسطورة منسوخة لا یستدل بها لانا نقول ان النسخ فی اللغة
الازالة والتبدیل وله اعتباران فهو ان نسب الی علم الله تعالی یقال له بیان مدة الحکم
وان نسب الی علم العباد یقال له النسخ کما فی التوضیح لما کان الشارع علم بان الحکم الاول
موقت الی وقت کذا کان الدلیل الثانی بیانا محضا لمدة الحکم فی حقه تعالی ولما کان الحکم الاول
مطلقا کان البقاء فیه اصلا عندنا لجهلنا عن مدته فالثانی یکون تبدیلا بالنسبة الی علمنا
کالقتل بیان للاجل فی حقه تعالی لان المقتول میت باجله [illegible]
انه تبدیل ایضا فی حقه تعالی لزم کون علمه تعالی محلا للحوادث [illegible]
فی بیانه نسخ واما من لم یعلمه فهو قائل بالنسخ فالقرآن [illegible]
غیر منسوخ فیصح لنا الاستدلال بها [illegible] رسول الله

[illegible] اسوقت نہو جیسا کہ رسول اللہ نے کیا تھا کہ ہجوم کے وقت جنگے کفر کی گھٹا ٹوپ تاریکیان مکہ کے پہاڑون مین
[illegible] سے مدینہ کیطرف کوچ فرمایا۔ پس آپکا یہ ہجرت فرمانا صرف اسی غرض سے تھا کہ اپنی تبلیغ اسلام عمدہ طور پر نہین ہو سکتی تھی
[illegible] وہان پھیلی ہوئی اسلام کے انوار چمکنے لگے اور شارع حقیقی کے احکام کی کرنین اطراف عالم مین پھیل گئین۔ پس مہدی کی بھی یہی
[illegible] آپ نے بھی ہجرت کی وجوب کا حکم اوسوقت فرمایا جبکہ احکام ولایت محمدی کی تبلیغ عمدہ طور پر نہین ہو سکتی تھی۔ پس ہجرت کا حکم وجوب
[illegible] اسباب کے حدوث کے وقت باقی ہے۔ اور جس نے یہ بیان کیا کہ دار الحرب سے دار الاسلام کیطرف جانیکا نام ہجرت ہے اوسنے
[illegible] اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ جن اصحاب رسول اللہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ مہاجر نہون۔ اور یہ امر باطل ہے کیونکہ اونپر
[illegible] کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اور تفسیر کبیر مین آیہ فلما اعتزلهم الخ کے تحت مین یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے جب اونکے دین سے علیحدگی اختیار کی اور
[illegible] یکسوئی چاہی ہجرت کو اختیار کیا جس جگہ آپکے پروردگار نے آپکو ہدایت دی۔ اور حدیث شریف مین جو وارد ہے کہ فتح مکہ کے
[illegible] نہین ہے۔ اس سے مکہ سے مدینہ کیطرف مخصوص ہجرت مراد ہے۔ یا رسول اللہ کیطرف ہجرت کرنا مقصود ہے۔ غرض اس سے مطلق ہجرت کی نفی نہین
[illegible] دار الحرب سے دار الاسلام کیطرف ہجرت کرنا یا اوس مقام سے ہجرت کرنا جہان امر دین کا اتیان نہو سکے قیامت تک باقی بلکہ یون کہو کہ واجب ہے
[illegible] کیا ہے اور نووی نے شرح اربعین مین اسکا ذکر کیا ہے۔ یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ مذکورہ آیتین جن سے ہجرت کی وجوب پر
[illegible] کیا گیا ہے منسوخ ہین۔ کیونکہ اسکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ لغت مین نسخ کے معنی ایک چیز کو دور کر دینا اور بدل دینا اور
[illegible] ہین۔ پہلا اعتبار یہ کہ جب نسخ کی نسبت اللہ تعالی کے علم کیطرف کیجاتی ہے تو اوسکو بیان مدت الحکم کہتے ہین۔ اور اگر اوسکی
[illegible] کیطرف کیجاتی ہے تو اوسکو نسخ کہتے ہین چنانچہ توضیح مین مذکور ہے کہ جب شارع کسی حکم معین موقت کا عالم ہے تو دوسری دلیل
[illegible] بیان ہو گی اور چونکہ حکم مطلق تھا او سمین بقا ہمارے نزدیک اصل ہو گی کیونکہ مدت حکم کا ہمکو علم نہین ہے [illegible]
[illegible] تبدیل ہو گی جیسا کہ قتل کی دو جہتین ہین کیونکہ اگر اسکی نسبت اللہ تعالی کے علم کیطرف کرین بیان مدت اجل ہو گا اور اگر اسکی نسبت
[illegible] تو قتل بیان [illegible] اور لوازم قتل قاتل پر مرتب ہونگی۔ غرض مقتول اپنی موت کی اعتبار سے میت ہے اور ہمارے حق مین تبدیل ہے یہانتک کہ اگر تو منسوخ کا
[illegible] علم کو اللہ تعالی کی نسبت سے تبدیل قرار دیجاتو اللہ کا علم حوادث کا محل ہوجائیگا اور اوسکا علم تغیرات اور تبدلات سے مقدس ہے پس جو شخص خدا کی
[illegible] جانتا ہے اسکے پاس کوئی آیت منسوخ نہین ہے اور جسکو یہ علم نہین ہے اوسکے پاس بعض ناسخ اور بعض منسوخ غرض قرآن شریف وہ
[illegible] کیطرف منسوخ نہین [illegible] حضرت نے ہجرت کی تھی اور [illegible] نے دوانون پر اتفاق کا حکم فرمایا ہے (چنانچہ)

ایضاً کا درج فی حدیث کعب بن مالک المروی فی صحیح البخاری و المسلم بتفصیل کثیر و انی لحسنه قطعاً

قطعاً من الکلام و محاجمجمتن المرام ما یفید قال کعب بن مالک لم اتخلف عن رسول اللہ فی غزوۃ غزاها

قط الا فی غزوۃ تبوک غیر انی قد تخلفت فی غزوۃ بدر و لم یعاتب احداً تخلف عنه حتی بلغ تبوک

و کان اذا قدم من السفر بدأ بالمسجد فرکع فیه رکعتین ثم جلس للناس و جاءه المخلفون یعتذرون

الیه و کانوا بضعة و ثمانین رجلاً فقبل منهم حتی جئت فلما سلمت تبسم تبسم المغضب و نهی رسول اللہ

المسلمین عن کلامنا فتغیر و المناحی تنکرت لی فی نفسی الارض فما هی بالارض التی اعرف فلبثنا

علی ذلک خمسین لیلة و کنت اطوف فی الاسواق لا یکلمنی احد حتی تسورت جدار

ابی قتادة و هو ابن عمی فسلمت علیه فما رد علی السلام حتی اذا مضت اربعون من الخمسین اذا

رسول رسول اللہ یأتینی فقال ان رسول اللہ یأمرک ان تعتزل امرأتک فلا تقربها فقلت لامرأتی

الحقی باهلک فکونی عندهم حتی یقضی اللہ فی هذا فلبثت بذلک عشر لیال فکمل لنا خمسون لیلة

من حین نهی عن کلامنا فبینا انا جالس علی الحال سمعت صوت صارخ یقول یا کعب ابشر اذن

رسول اللہ الناس بتوبة اللہ علینا الی آخر الحدیث قال النووی اعلم ان فی حدیث کعب فوائد کثیرة

و عد منها السابعة و العشرین العاشرة منها قبول معاذیر المنافقین و نحوهم و الحادیة عشر استحباب

هجران اهل البدع و المعاصی الظاهرة و ترک السلام علیهم و مقاطعتهم تحقیراً لهم و زجراً

فثبت من هذه کلها ان تارک الهجرة منافق و مستحق للعذاب و مستوجب للهجر فیستحب ترک

السلام و الکلام منه و تعتزل عنه زوجته فلهذه الکریمة هاجر الی البلاد و الامصار و سیرت

الی الجوانب و الاقطار و داعی الی الهدایة و عطف عنان همته الی رشد الناس و سدادهم

و انقلبت زمام عزیمته الی هدایتهم و رشادهم و ان کان لا علیه [illegible] فی مقام

المباراة فافاض علی مقبلیه الانوار بارق کلامه کالدیمة الهطلاء [illegible] رحلة

حدیث رسول اللہ ہو کعب بن مالک کے مقدمہ میں مروی ہے اور جسکو بخاری اور مسلم نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے

اور اسکو ملاحظہ کرو کہ کیونکر کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کا ساتھ نہ چھوڑا مگر صرف تبوک کی لڑائی میں اور بدر میں

بھی شریک نہ ہوا اور رسول اللہ نے اوپر جو جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوئے عتاب نہیں فرمایا اور جب آپ واپس تشریف لائے مسجد میں داخل

ہوئے دو رکعت نماز پڑھی ۔ اسکے بعد جو لوگ جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ حاضر ہوئے اور معذرت چاہی اور یہ لوگ اسی سے زیادہ تھے

آپ نے اونکا عذر قبول فرمایا اسکے بعد میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو رسول اللہ نے تبسم غضب آمیز سلام لیا اور رسول اللہ

نے حکم فرمایا کہ کعب سے کوئی شخص بات چیت نہ کرے گویا میں اس زمین میں ایسا ہو گیا کہ میں اسکو جانتا ہی نہیں اسی طرح پچاس

دن میں بازاروں میں پھرتا تھا مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا میں ایکدن میرے بھائی ابی قتادہ کی دیوار پر چڑھ کر اوسکو سلام کیا

اوس نے جواب نہ دیا جب دن سے چالیس دن گزر چکے تو رسول خدا کے قاصد نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے اوسکو اوسکے ماں باپ کے پاس روانہ کر دیا اور اوسکے بعد دس دن اسی

طرح رہا ۔ تا آنکہ میں ایکدن بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آواز دی کہ اے کعب تم کو خوشخبری ہو کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کی اجازت دی ہے ۔ الخ ۔ نووی کہتے ہیں کہ کعب کی حدیث میں بہت فوائد ہیں جن میں سے

کچھ کا ذکر کیا ہے اونمیں سے دسواں فائدہ یہ ہے کہ منافقین کے عذرات قبول کئے جائیں اور گیارہواں فائدہ

اہل بدعت سے ہجرت اور سلام علیک موقوف کرنا مستحب ہے ۔ تا ان کی تحقیر ہو ۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ

ہجرت چھوڑنے والا منافق اور عذاب کا مستحق ہے اور قہر کے لائق ہے اوس سے کلام سلام ترک کرنا مستحب ہے

اور اوس کی بیوی اوس سے علیحدہ ہو جائیگی ۔ پس مہدی علیہ السلام نے اس آیت کی وجہ سے جو کہ بیان کی گئی ہے

ہجرت اختیار فرمائی ہے اور مہدیت کا دعوے فرمایا اور لوگوں کی ہدایت اور اونکے دین کی

اصلاح کیطرف توجہ کی ۔ گو خلایق آپ کی دشمن تھی پس امام نے

اپنے دعوے کو قبول کرنے والوں پر

انوار قدوسی ڈالے ۱ (اور ان کے)

امدّہم بسبحات التجلیات کالّیلۃ القمراء۔ ثم کتب الی الملوک العظام ووزرائہم۔ وقضاتہم وامرائہم
کتبًا مشحونۃ باسرار الہدایۃ۔ مخزونۃ بکنوز المعارف وذخائر الرشادۃ۔ بعبارات رائقۃ
واشارات فائقۃ۔ ملخصہا یا ایّہا النّاس اعلموا انّی محمد بن عبد اللہ مہدیٔ رسول اللّٰہ جعلنی
اللّٰہ تعالٰی خاتمًا للولایۃ المحمدیۃ وخلیفۃ علی امّتہ المکرمۃ۔ وانا الذی وعدت بالبعث وانا
وانا الّذی کنت مبشّرًا بالمجیٔ بلسان رسول الانس والجان وانا الّذی ذکرت فی صحف
الانبیاء والمرسلین۔ وانا الّذی وصفت فی زبر الاوّلین والآخرین۔ انا الّذی اُعطیت خلافۃ
الرحمٰن۔ ادعوا الی اللّٰہ علٰی بصیرۃ بحکم اللّٰہ وباذن رسول اللّٰہ المنّان۔ وانّی حین اتفوّہ
بھٰذا الفحوٰی لست سکرانًا۔ بل کنت عاقلًا ویقظانًا۔ ولست ناشیًا محتاجًا الی
الصحوۃ ولا راقدًا مفتاقًا الی الیقظۃ۔ رزقت من اللّٰہ رزقًا طیّبًا ولیس لی احتیاج الّا الی
اللّٰہ ولا اتمنّی الملک والامارۃ ولا اہوی الی الریاسۃ والخلافۃ فکل ذٰلک رجس بل ابغض
تارک الدنیا وشہواتہا۔ وہادم اُطمہا وقاطع غایاتہا۔ وباعث ہٰذہ الدعوۃ ائتمار امر
علٰی سبیل التوکید وطریق التہدید۔ حتّی جعلنی اللّٰہ مفترض الطّاعۃ فانّی مبلّغ الدعوۃ
الی الانس والجان۔ بانّی بعثت خاتم الولایۃ المحمدیۃ وخلیفۃ الرحمٰن۔ فمن اطاعنی فقد
اطاع اللّٰہ ومن عصانی فقد عصی اللّٰہ ورسولہ۔ فعلیکم ان تؤمنوا بی لعلّکم ترشدون
فاسمعوا قولی وبادروا الی طاعتی لعلّکم تفلحون۔ ولو تنکروا کلامی وتعرضوا من احکامی
فاخذکم اللّٰہ اخذًا وبیلًا۔ وارجوا بنکال یوم کانت الجبال فیہ کثیبًا مہیلًا۔ فلا تسافروا
وانتم ہالکون۔ واختاروا احسن ثواب الآخرۃ ولا تبایعوہ بثمن بخس فانّکم تعقلون
وان کنت زخرف القول فی زعمکم مفتریًا علی اللّٰہ فحققوا امری متہلین۔ وبادروا الی
[illegible] ۔ فان تعرضوا عن امری فہل انتم الا تکذّبون۔ لا

اور اونکے دلون کو چاندنی رات کیطرح روشن فرمایا۔ پھر آپنے شاہان وقت اور وزیرون امیرون قاضیون کیطرف
مراسلات ہدایت روانہ فرمائے جو معارف کے خزانون اور بھلائی کے ذخیرون سے بھرے ہوئے تھے نہایت صاف
عبارت میں آپنے یہ لکھا تھا [illegible] اے لوگو اس امر کو سمجھ لو کہ میں محمد ابن عبد اللہ
مہدی رسول اللہ ہوں [illegible] مجھکو خاتم اور اپنے نبی کی بزرگ امت پر خلیفہ بنایا ہے میں وہی
شخص ہون جو آخر زمانہ میں مبعوث ہونیکا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میں وہی ہون جس کی خبر رسول اللہ نے
دی ہے۔ میں وہی ہون جو پیغمبرون کے صحیفون میں ذکر کیا گیا ہون۔ میں وہی ہون جو اگلے اور پچھلے
گروہون میں توصیف کیا گیا ہون۔ میں وہی ہون جو رحمانی خلافت دیا گیا ہون۔ میں وہی ہون جو بصیرت پر
خدا کیطرف خلایق کو اللہ اور اوسکے رسول کے حکم سے بلاتا ہون۔ میں اس دعوے کیوقت میں نشہ کی حالت میں
نہیں ہون۔ بلکہ ہوشیار ہون ہشیار کرنیکا محتاج نہیں ہون۔ میں اللہ کیطرف سے پاک رزق دیا گیا ہون۔
مجھے خدا کے سوا کوئی حاجت نہیں ہے۔ میں ملک و امارت کا طالب نہیں ہون اور نہ ریاست اور حکومت کی
مجھے رغبت ہے میں اوسکو نجس سمجھتا ہون۔ دنیا کو چھڑانے والا ہون۔ اور اس دعوت کا باعث یہی ہے۔
کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اس دعوت کے لئے تہدید فرمائی ہے اور مجھے مفترض الطاعت بنایا ہے (یعنی) میری اطاعت کو
فرض کیا ہے) میں انس و جن کیطرف اپنی دعوت کو پہنچاتا ہون اس مضمون سے کہ میں ولایت محمدیہ کا خاتم
اور خدا کا خلیفہ ہون۔ جس نے میری اطاعت کی اوسنے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی وہ خدا کی
نافرمانی کی۔ مجھپر ایمان لاؤ تا تمکو رہائی ملے اور میری اطاعت کرو۔ اگر انکار کروگے تو خدا تمکو سختی کیساتھ پکڑیگا۔ اور اس
دن کے عذاب سے بچو جس دن کہ پہاڑ باریک ریت ہوگی۔ پس دنیا کیلئے ایسے حالتمیں مت سفر کرو۔ کہ ہلاکت میں پھنسے رہو۔
اور حسن ثواب آخرت اختیار کرو۔ اور کھوٹے پیسون سے اوسکو نہ بیچو کیونکہ تم سمجھنے والے ہو۔ اگر میں تمہارے زعم میں
بناوٹی باتیں اور اللہ پر افترا کرتا ہون تو تم میرے کام میں تحقیق کرو۔ اور اس کام میں جلدی کرو۔
اگر تم میرے کام میں روگردان ہونگے تو تمہارا جھٹلانا ثابت ہوگا۔

تعالیٰ جعلکم … لاصلاح الحق وایضاحه واعطاکم قوة فی انکشافه واشراحه …
امری … ذالک … فانتم توحدون ، وانی اشهد بالله وکفی با
الله … لا … المهدیة ورافع الضلال من هذه الجماعة
المقدسة … الی واحوالی علی کتب الله
… فان … فهذه سبیل نجاتکم ان تخشوا الرحمن و…
الیه بقلب منیب فانه لیس بظلام للعبید۔ فان فی ذالک لذکری لمن کان له قلب والقی السمع
وهو شهید۔ فلما وصل هذه الکتب الیهم وقراء واعبار اثر البهیة عاصبوا فی الترویة
فامن به من کان مؤمنا ازلیا۔ وبار اتقیاء ثم سار الی الگجرات والسند وخراسان وقندهار
والهرات۔ حتی بلغ اقصی الولایات ثم سافر الی المکة المعظمة والبقعة المکرمة واد
المهدیة بین الرکن والمقام فی روس الاشهاد کوجاء الغمام۔ ثم بالغ فی دعوته ونادی
جاهرا بانه المهدی الموعود۔ ناصر الدین وخلیفة الله الودود۔ فبایعه هناک کثیر
من المؤمنین عامتهم وخاصتهم من العلماء والفضلاء والحکام۔ وتشرفه من الشرفاء
الکرام۔ فی اکثر الممالک والبلدان۔ لاسیما من الهند والگجرات وخراسان۔ فان کنت
طالبا سوانحه المفصلة من حین ذهابه الی مکة کسجدة الحوت والخوارق الکثیرة
التی صدرت منه فی مسائرة البحار والبراری وابتلاء اصحابه فی الرزایا وامتحانهم
فی انواع الدواهی والبلایا فعلیک بمطالعة روضة الانوار فی احوال سید الابرار
فلهذا طویت صفحات هذه الاحوال وذکرت ما هو ضروری عند القیل والقال
ثم اقول فلما آب عن البیت المنیف وثاب عن المکان الشریف۔ استهض ایامه السو…

ہونگے … تم حق … اگر تم مجھے جھوٹ … تو خود … ہوگے اور … اللہ کو تم
کہا ہوں اور مہدویت کے لئے بس ہے کہ میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع … اور …
جماعت سے گمراہی کا دور کرنے والا ہوں۔ پس تم دھوکے میں نہ رہو بلکہ میرے اقوال۔ افعال۔ احوال کو
قرآن شریف سے ملاؤ اور اس میں غور کرو اگر قرآن سے موافق ہوں تو میری … قبول کرو
طریقہ تمہارے نجات کا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور قلب عاجز سے اوس کی طرف جھکو کیونکہ
وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ یہ تقریر نصیحت ہے اوس شخص کیلئے جس نے اپنے دل کو
حاضر کیا اور سنا جب یہ فرمان سلاطین وقت نے دیکھا غور کیا اور اونمیں سے بعض جو
ازل میں مومن تھے تصدیق مہدیؑ کی پھر آپ نے گجرات۔ سند۔ خراسان۔ قندھار۔ کابل کا
سفر کیا۔ اور مکہ معظمہ کی زیارت کی اور رکن و مقام کے درمیان مہدیت کا دعوے کیا جس طرح سے
کہ حدیث صحیح میں ذکر کیا گیا ہے اور علی روس الاشہاد اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر دی اور اللہ کی
بصیرت کیطرف بلایا۔ آپ پر مومنین کی ایک جماعت ایمان لائی جن میں علماء و فضلاء اور حکام شریک تھے
اور نیز اکثر ممالک میں شرفاء کرام ایمان سے مشرف ہوے خصوصاً سند۔ گجرات۔ خراسان میں
اگر مکہ معظمہ کے سفر کے واقعات جیسا کہ مچھلی کا سجدہ کرنا اور نیز بے شمار خوارق جو دریائی
اور بری سفر میں ظاہر ہوے اور وہ مصائب جو آپ کے اصحاب پر سفر میں واقع ہوے ملاحظہ کا شوق
ہو تو کتاب روضۃ الانوار فی احوال سید الابرار۔ کا مطالعہ کیا جائے اسی واسطے ہمنے
اسی مختصر رسالہ میں تفصیل حالات کا ذکر نہیں کیا۔ اور اونہیں حالات کا تذکرہ کیا جو بحث کیوقت
ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ جب حضرت مہدیؑ بیت اللہ سے واپس ہوے
ممالک سند کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت میں سند کا حاکم
ایک سخت گیر شخص تھا لہذا بعض اصحاب نے آپ سے معروضہ کیا

شدید الشاحنة ... لماء وكثير المضاعة للاتقياء - مدمن في النشوات - منهمك
في الشهوات. فللناسب ان ترفقوا عليه في الكلام ولا تشددوا في خطابه في تادية المرام
فقال بلى ان كانت دعوتي بمشورتكم ورفادتكم لفعلت كما قلتم ولما لم تكن كذلك
بل دعوت الى الله باذنه واعانته فلا اعول بمدد العبد ورفادته. فلا افرق من مجالفة
ملوك الدنيا ومشاقتهم. ولا اخاف بكثرة خدمهم وازدحام عساكرهم ولا اخشى
من معاداة الشرات الجبابرة ولا اجفى من مباراة الطغاة الاكاسرة. واما ما ذكرتم
بادمانه في الخمر وشغفه في الهواجس النفسانية. وانهماكه وتشطحه في الرجسات
الشيطانية. فهو لا يمنع دعوتي. ولا يعارض لموعظتي. ولعله يرجع الى من شرب الفواحش
والملكمة. ويتوب الى الله مع غاية الندامة. فلا تلاقونه بعد ذلك الا وهو تائب
عن جميع المعصيات. ومنتهيا عن شرب الشوارب ونوادي السيئات. فلما دخل
في السند افرغ عليه سحائب الانوار فاترع حياض الايمان اترعادها قا. وانزل
من معصرات العرفان ماء ثجاجا. ماء هنيئا كالفرات ومذاقه عذب كماء الحيوة.
حتى قرب من ندوته جحجاح السند نائيا عن المعاصي والمنكرات معرضا عن النواهي
والمنهيات. فدخل في عصدتيه بعد مشاهدة آياته الباهرة. وظهور خوارقه
الظاهرة. كاسماع الصمم وكلام الابكم. فصبت عليه زلال الفيضان وافاض
عليه سيف الحياة موارد سحائب الايمان. وههنا اساطير كثيرة. لا نستطيع ذكرها
في هذه الرسالة القصيرة. وان شئت محاكاتها بموافاتها فانظر الى الكتاب
الذي ذكرناه آنفا. واعلم ان الناس اختلفوا في امر المهدي باعتبار علاماته

...وہ میں سوبہ جات کا حاکم ... سر پر اور فاسق ہے اس سے تبلیغ دعوے میں بھی نرمی چاہئے بلکہ
...سے خطاب کے وقت نرمی اختیار کیجائے تو زیادہ مناسب ہے۔ فرمایا کہ میری دعوت الی اللہ اگر تمہارے
...اور مدد پر موقوف ہوتی تمہیں تمہارے کہنے پر عمل کرتا جب اسطرح نہیں ہے بلکہ میں خدا کے حکم سے
...الی اللہ کرتا ہوں اور خدا پر بھروسہ کرتا ہوں تو مجھے بندوں کی مدد کی بالکل حاجت نہیں ہے۔ غرض میں
...حکم خدا کے وقت دنیا کے بادشاہوں اور اونکے خادموں کی زیادتی اور اونکے لشکر کے ہجوم سے
...جابر حکام کی عداوت سے نہیں ڈرتا ہوں اور تم نے جو یہ بیان کیا ہے کہ شراب کے نشہ اور نفسانی
...میں ڈوبا ہوا ہے میری دعوت کی مانع نہیں ہے شاید وہ میری ہدایت کے بعد تائب
...اور شرابوں کے مجالس سے پرہیز کریگا جب آپ سندھ میں داخل ہوئے سندھ پر انوار کے
...سے بارش برسی اور ایمان کے حوض چھلکنے لگے اور سندھ پر ایمان کی روشنی چمک گئی۔
...عرفان کے ابر سے پرزور بارشیں برسنے لگیں۔ جن کا پانی پیاسوں کے منہ میں ٹھنڈک اور
...میں فرات کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے کم نہیں تھا۔ تاآنکہ امیر سندھ آپکی مقدس مجلس میں اسطرح
...ہوا کہ وہ سارے معاصی اور قبیح کاموں سے دور اور روگرداں ہو چکا تھا اور حضرت علیہ السلام کے
...اور باسطوت خوارق کے دیکھنے اور ان میں غائر نظر کرنے کے بعد آپکے مقدس معتقدین میں
...ل ہو گیا اون معجزات سے جو آپنے امیر سندھ کے سامنے کیا اون میں سے بعض یہ تھے
...کے اعجازی قوت سے گونگا بات کیا اور بہرہ سن لیا پھر آپنے امیر فیضان قدسی کا پانی
چھڑکا۔ اس مقام میں زیادہ تر واقعات [illegible]
نہیں ہو سکتے۔ اگر اون کے [illegible]
ذکر کیا گیا ہے دیکھی جائے [illegible] اس بات کو جاننا چاہئے کہ لوگوں نے
حضرت مہدی کے آثار میں اختلاف کیا ہے کہ حضرت مہدی [illegible] علامتیں و آثار [illegible] - آنحضرت

المرية وامارات وقالوا ان الآثار التى قالها النبىؐ فى معرفته ان وجدت احد فلا مجال
فى انكاره وان لم توجد او وجد بعضها فلا معنى بتصديقه واقراره فمنها بعثه فى مكة
او المدينة اوغيرها ومنها انه ذو سلطنة وجبروته ومنها تقسيم الخزاين المالية وهو
اجتماعه مع عيسىؑ وبانه يملاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما
ومنها خسف العساكر الشامية . والجواب ان علاماته التى ثبتت بالاحاديث الاحاد
بعضها متعارضة من بعض فلا يعتد بها وبعضها غير معتبرة عند الائمة وبعضها
موافقة بحاله صادقة عليه ونحن نبحث فى هذه المقام عن المتعارضات ونقول ان
الخبر الذى يدل على بعثه فى مكة يعارض الخبر الذى يدل على ظهوره فى المدينة
وكذلك الحديث الذى يدل على اجتماعه مع عيسىؑ يعارض الحديث الذى يدل على
عدم اجتماعه معه وايضا الخبر الذى يدل على الخسف غير معتمد وفى علامات
المعتبرة لانه قد وقع قبل ظهوره كما نذكره فمتى يوجد هذا الاختلاف كيف يعتبر
احد الضدين ويحكم على عدم الآخر ولعل هذا الاختلاف وقع من تلقاء الرواة ومن
المحال بعث من كان موصوفا بهذه الصفات المتضادة وقد ثبت ان المغيبات
لا تدل على معانيها الحقيقية بل هى كنايات مشيرة الى خرائد المقاصد . كما اخبر
فى التوراة ان نبيا سيبعث فى اخوتك اى من بنى اسرائيل لان اخوته بموسىؑ
لا تثبت الا بعد كونه منهم فلابد ان ينتسب محتده اليهم . لاكن لم يظهر الى الآن
نبى من اخوة موسىؑ فح لابد ان يأول فى الاخوة ويقال ان المراد بالاخوة الاخوة البعيدة
وهى كونه من اولاد اسمعيل لاكن هذا المعنى غير معتبر عند عامة اليهود فلهذا
ضلوا واضلوا . وكذلك اخبر فى الانجيل حاكيا بلسان المسيح ان احمد سياتى من

جو انحضرتؐ سے مروی ومرفوع ہوتی ہین اگر سب کسی مین پائی جائین تو اون کی انکار کی گنجایش
نہین ہے اور اگر سب نہ پائی جائیں یا بعض ہی پائے جائیں تو پھر اس کی تصدیق واقرار کے معنے نہین ہے۔
بعض اون علامتون سے یہ ہے کہ آپ مکہ یا مدینہ مین مبعوث ہونگے اور نیز یہ کہ مہدی حاکم اور صاحب سلطنت ہونگے
اور نیز یہ کہ عیسیٰؑ ومہدیؑ ایک زمانہ مین ہونگے اور نیز یہ کہ حضرت موصوف زمین کو عدل سے بھر دینگے۔ اور نیز یہ کہ
خزانوں کی تقسیم کرینگے۔ اور نیز یہ کہ شامی لشکر آپکے مقابلہ مین خسف ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو علامات
مذکور ہوئے ہین بعض اونمین ایسے حدیثین ہین کہ وہ دوسرے احادیث سے متعارض ہین اور بعض احادیث غیر
معتبر ہین اور بعض موافق حال مہدیؑ ہین جو آپ پر صادق ہین۔ اور ہم یہان اون احادیث سے بحث کرینگے جو متعارض ہین
واضح ہو کہ جس حدیث سے مہدیؑ کا مکہ مین ہونا ثابت ہوتا ہے وہ حدیث اوس حدیث سے متعارض ہے جس سے آپکا مدینہ مین ہونا
ثابت ہوا ہے۔ اور نیز بعض احادیث سے عیسیٰؑ ومہدیؑ کا ایک وقت مین ہونا معلوم ہوتا ہے اور دوسری حدیثوں مین ایک وقت مین جمع
ہونیکی ممانعت کی گئی ہے۔ اور حدیث جو خسف پر دلالت کرتی ہے مہدیؑ کی اون علامات مین محسوب نہین ہین جو معتبر ہون کیونکہ یہ بات
آپکے ظہور کے پہلے ظاہر ہو چکی ہین۔ جب علامات مذکورہ مین اسقدر اختلاف ہو تو ایک حدیث کو صحیح ماننا اور دوسری حدیث کو جو اسکے
ضد مین ہے غیر صحیح کہنا ترجیح بلا مرجح ہے مین یقین کرتا ہون کہ یہ اختلاف راویوں کیطرف سے ہوا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ وہ شخص جسمین
ایسے صفات کا موجود ہونا ضروری ہو جو آپس مین بالکل متضاد ہون وہ ہرگز موجود نہو سکیگا۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ اخبار غیبی یعنے
جو آیندہ ہونیوالی وہ اپنی حقیقی معانی پر جو الفاظ سے صاف صاف لغت کی رو سے مفہوم ہوتے ہین دلالت نہین کرتے بلکہ وہ مقاصد کیطرف
اشارہ کرتے ہین۔ چنانچہ توریت مین حضرت موسیٰؑ کو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ موسیٰ کے بھائیوں سے عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہوگا اس وقت
اگر اخوۃ کے معانی حقیقی لئے جائین تو یہ معنی ہونگے کہ موسیٰؑ کے سگے بھائیوں سے ایک نبی مبعوث ہوگا تو بالضرور وہ بنی اسرائیل سے ہوگا لیکن موسیٰؑ کے بھائیون
یعنے بنی اسرائیل سے [illegible] کوئی نبی اب تک مبعوث نہین ہوا۔ ... تو یہان اخوت سے اخوت قریبہ مراد نہوگی بلکہ اوس سے اخوت بعیدہ مراد ہوگی
اس [illegible] اخوت [illegible] اسمعیل کو شامل ہوگی۔ مگر چونکہ یہود حقیقی معانی مین سرگردان رہے بالآخر اونکو گمراہ ہونا پڑا۔
پس خود بھی گمراہ ہوئے [illegible] دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور اسی طرح انجیل مین بھی حضرت مسیحؑ نے حضرت رسول اللہ کی خبر دی ہے جو اپنی حقیقی
معنی پر [illegible] ہے کہ میرے بعد احمد کا بعثت ہوگا۔ (تم اس کی تصدیق)

یہدی تصدیقہ لانہ نور وہدایۃ ولم یات عندنا من ہو اسمہ احمد فقط۔ فلہ
اضلت النصاری۔ وایضا حدیث فی التوراۃ ان اللہ جاء من سیناء وشرق
سعیر وخرج من فاران بعشرۃ الآف من الملائکۃ المقربین فاذا احمل ہذہ المعا
علی معانیہ الحقیقیۃ یقال انہ لم یظہر من فاران سبحانہ تم من ہذا الاحت
النورانی والتجمل الروحانی الی ہذا الان فکیف یصدق من خرج من جبا
فاران وعقبات مکۃ مع عدۃ فقراء مقترین وفی الحوائج معسرین۔ وہو
المبارک نور العالمین محمد رسول اللہ خاتم النبیین واکرم الکرماء الاقدمین
وبالجملۃ ان تعبیر للغیبات علی ما ہو علیہ فی نفس الامر عسیر لا یقدر علیہ الع
المتوسطۃ۔ فضلا عن الافہام المتبلدۃ المتخبطۃ۔ فانہا متضرحۃ بالاوناس
الفاسدۃ ومتشیطۃ بالاوساخ الکاسدۃ بل متوحشۃ کالاوابد۔ حائمۃ کالابا
الشوارد۔ فکیف احوالہم فی المغیبات فلہذا نقول ان العلامات التی حدث
فی للمہدی من ہذا القبیل فلا تحمل علی المعانی الحقیقیۃ بل یجب ان یوکل
تعبیرہا علی ظہورہ ویطبقہا علیہ بالتامل اللائق والتعمق القائق وانت خبیر
بانہ لا عبرۃ بتصدیق رجل اتی وفق ما اخبرہم لانہ لا یوجد حینئذ الایمان
بالغیب الذی اثنی علیہ اللہ سبحانہ وہو ملاک المعبودیۃ ومحصل اطاعۃ
اللہ تعالی ولو کان الانبیاء مبعوثین علی حسب اماراتہم المنطوقۃ فی الزبر
المنزلۃ لما کذبتہم امتہم کتکذیب الیہود وکتمانہم مسیحیۃ عیسیٰ ونبوتہ وکتکذیب
الیہود والنصاری نبوۃ رسول اللہ ورسالتہ علی کافۃ الانس وعامۃ الجن بل
کان الخلائق بدین واحد وارتفع الاختلاف من البین وہذا مخالف لمشیۃ اللہ

تم اس کی تصدیق کرو کیونکہ وہ ہدایت اور نور ہے اور ہمارے پاس ابتک وہ شخص نہین تشریف فرمان ہوا
جس کا نام فقط احمد ہو بلکہ وہ پیغمبر مبعوث ہوا جس کا مبارک نام محمد ہے پس نصاریٰ اسی وجہ سے گمراہ ہوگئے
آپکا بعث علامت مقررہ کے موافق نہین ہوا۔ اور نیز توریت مین مذکور ہے کہ اللہ سینا کی پہاڑ سے آئیگا
اور سعیر پر چمکیگا اور فاران کے پہاڑون سے دس ہزار مقرب فرشتون کے ساتھ برآمد ہوگا پس یہ سب توریت
مین مذکور ہوئین اگر انکی حقیقی معانی مقصود ہون تو یہ اعتراض ہوگا کہ اللہ تعالی سو ابتک فاران کی چوٹیون سے
نورانی دبدبہ اور روحانی تجمل کے ساتھ ظاہر نہین ہوا۔ تو اس صورت مین اس شخص کی تصدیق کیسے
ہوگی جو فاران کے پہاڑون اور مکہ کی گھاٹیون سے چند محتاج فقیرون کے ساتھ ظاہر ہوا ہو غرض سارے
خرابیان اس صورت مین پیدا ہوتی ہین جب کہ مغیبات کی حقیقی معانی معتبر ہون۔ کیونکہ فاران کے چوٹیون سے
جو برآمد ہوے وہ ہمارے سردار اللہ کے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو سارے پیغمبرون کے خاتم اور سارے
بزرگون مین اکرم ہین۔ غرض چھپے ہوے چیزون کی تعبیر اس طریقہ پر کہ اون کی نفس الامری حالت کو واضح کردیوے
دشوار ہے جس پر متوسط عقول کو قدرت نہین ہے چہ جائیکہ اونکی تعبیر اون عقول سے ہوسکے جو بالکل کند اور مخبوط ہون
کیونکہ وہ فاسد غرضون سے لت پت ہین بلکہ یون کہو کہ وہ وحشی ہین اور اونٹون کے مثل گردن اوٹھائے ہوے پھرتے ہین پس
مغیبات مین ان نادانون کی کیا حالت ہوگی غرض مہدی کے علامات بھی جو مغیبات کے طور پر مروی ہین انہین قبیل سے ہین یعنی وہ حقیقی معنی
محمول نہین ہو سکتین۔ بلکہ لازم ہے کہ اون کی تعبیر ظہور مہدی پر موقوف رکھی جاوے اور بعد ظہور نہایت تحقیق تامل سے اون کی
تطبیق دیجاوے۔ اور تم یہ بات جانتے ہو کہ اوس شخص کی تصدیق ہرگز دشوار نہین ہے جو علامات سابق کے مطابق مبعوث ہوا ہو اور یہ بات قابل اعتبار بھی
نہین ہے کیونکہ اس صورت مین ایمان بالغیب جسکی اللہ تعالی نے تعریف فرمائی ہے پایا نہ جائیگا جو دراصل عبودیت اور اطاعت خدا کا اصل ہے
اور اگر انبیاء اپنی علامتون کے موافق جنکا ذکر کتب منزلہ مین ہوا ہے پیدا ہوتے تو اونکی امتین انکو نہ جھٹلاتین جیسا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ
کی نبوت و مسیحیت کی تکذیب کی تھی اور جیسا کہ یہودی نصاریٰ نے رسول اللہ کی اور تمام انس و جن پر آپکے مبعوث ہونیکو جھٹلایا تھا بلکہ سارے
مخلوق ایک دین پر ہو جاتی۔ اور خلاف اوٹھ جاتا۔ مگر یہ امر خدا کی مشیت کے خلاف تھا۔

(جیسا کہ)

سبحانہ و نقدس کما قال ولو شاء ربك لآمن من فی الارض جمیعا فاختلاف
دلیل علی انهم لم یبعثوا کما عرفوا ۔ فلهذا قلنا ان العلامات التی حدیث فی
المهدی من هذا القبیل فلا نسبۃ منها الا القدر المشترك الذی یدل علی
و مجیئه لا تعتبر اوصاف بعضہ لان بینها تعارضا صریحا و قد ثبت فی الاصول
للتعارضین متساقطان فلا یثبت الاوصاف و مع ذلك نتوجه الی جواب الا
التی سردتها سابقا ۔ فنقول اما الجواب عن الاول بانہ قد تعارضت الاخ
فی بعثہ فقیل فی مکۃ و قیل فی المدینۃ و قیل فی غیرها و من المحال ان یتولد الشخ
الواحد فی جمیع المواضع فیصح الموضع الذی ظهر فیه المهدی و ضعف ما سواه
علی هذا نقول ان المهدی بعث فی الهند فصح هذا ۔ و عن الثانی فلان المهدی ا
من الائمۃ و خلیفۃ من خلفاء الله فلا یجب ان یکون امیرا و سلطانا بل یجوز ا
یبعث فقیرا عسیرا کصالح و شعیب و لوط و عیسی و یحیی و نوح و ابراهیم و غیره
فکما کان امارتهم روحانیۃ ملکوتیۃ کذلك خلافتہ و سلطنتہ نورانیۃ لا هو
و عن الثالث المراد بتقسیم الخزائن افاضۃ الانوار القدوسیۃ و اشاعۃ الاسر
الالهیۃ علی انہ قسم الدنانیر و الدراهم ایضا حین نزوله فی کرماندو ۔ و اهم
النشب الکثیر علی الصعالیك و المقترین و اجری المال الغزیر فی اذیال الفق
و المعسرین حتی صار الفقیر امیرا ۔ و افاض النضار ۔ حتی عدم الاقتار ۔ و اسا
انهار العقیان ۔ کسیول السیحان ۔ و عن الرابع فلان عیسی خلیفۃ الله المه
ایضا خلیفۃ الله فهما امامان مستقلان فلا یجوز اتفاقهما فی زمان واح
لما ورد فی الحدیث اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا الاحد منهما الا ... اجتمعوا ... لی ...

...ا کہ فرمایا ہے کہ اگر اللہ تو چاہتا تو سب ہی لوگ جو زمین پر ہیں مومن ہو جاتے [illegible] کیا انبیاء
...علامتوں کے موافق مبعوث نہیں ہوئے اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ مہدی کی [illegible] اجمالے قدر مشترک
...وہ مضمون جس سے حضرت کا مبعوث ہونا ثابت ہوتا ہے [illegible] کے
...نہیں ہیں اور اصول فقہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ [illegible]
...ثابت ہوگا اور اوصاف لائق بحث نہ ہونگے ۔ اب ان سوالات کے جوابوں کی طرف توجہ [illegible] بیان کئے
...سوال کا جواب یہ ہے کہ احادیث آپ کے مقام بعثت میں متعارض ہیں کیونکہ بعض احادیث میں ثابت ہے کہ آپ مکہ میں
...ہونگے اور بعض سے واضح ہے کہ آپ مدینہ میں پیدا ہونگے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مقاموں کے سوا کسی دوسرے
...میں پیدا ہونگے اور یہ بات محال ہے کہ ایک شخص ان سب مقاموں میں پیدا ہو جائے پس وہی مقام صحیح ہوگا جسمیں کہ
...مبعوث ہوا ہو اس صورت میں جبکہ آپ کا ظہور ہند میں ہوا ہے تو یہی صحیح ہوگا اور دوسرے اخبار غیر صحیح ۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے
...مہدی خدا کے خلیفہ ہیں تو آپ کا بادشاہ ہونا واجب نہیں بلکہ آپ ایسے مبعوث ہونگے جسطرح کہ عام خلفاء مثلاً صالح
...شعیب و لوط و عیسیٰ و یحییٰ و نوح و ابراہیم وغیرہ مبعوث ہوئے تھے ۔ پس جیسا کہ انکی امارت روحانی ملکوتی ہے اسیطرح مہدی کی
...سلطنت بھی نورانی لازم آتی ہے اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ خزانوں کی تقسیم سے قدوسی انوار کا فیضان مراد ہے جو انبیاء کا خاص
...حقہ تھا اس کے علاوہ آپنے دینار و درہم روپیہ پیسہ کی بھی تقسیم کی جب کہ آپ شہر کرمانڈو میں تشریف فرما تھے فقیروں کو
...امیر کر دیا اور نیازمند کو بے نیاز سونے چاندی کا اس قدر دریا بہایا کہ فقر و فاقہ اس نواح سے معدوم ہو گیا اور سونے
...کی نہریں ایسی بہا دیں جسطرح دریائے سیحون کی نہریں بہا کرتی ہیں ۔ اور چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے خلیفہ ہیں
...اور جناب مہدی بھی خدا کے خلیفہ ہیں اور یہ دونوں خلیفے مستقل امام ہیں پس ان کا ایک وقت میں اکٹھا ہونا درست
نہیں ہے کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دو خلیفے جب لوگوں کی بیعت لیں تو ایک کو قتل کر دو ۔

یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ دو خلیفے ایک وقت میں
ہونا ممکن ہے کیوں کہ جائز ہے ۔

کہ ایک خلیفہ

اقتداء المهدي بعيسىٰ لانا نقول هذا ظن والظن لا يزيل الاصل وهو امامة
المستقلة وقد ذهب النووي الى ان اجمع السلف في عدم جواز اجتماع الخل[يفتين]
في زمان واحد۔ وعن الخامس ان ملاء الارض بالقسط والعدل في [زمن]
المهدي غير صحيح لانه ناصر للامة المحمدية ونافٍ لهلاكتهم فكيف يملاء جميع
الارض قسطا وعدلا التي لم يملاءها رسول الله صلعم بهما وان سلم ازدياد عدالته
بهداية النبي وعدالته وان كان باطلا فلا نسلم ملاء جميع اقطار الارض بهما لان ذ[لك]
لا يحصل الا بعد شيوع الدين الواحد في جميع اقصاء الارض ارجائها وذلك
لانه يخالف النص الصريح كما قال الله تعالى ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة ولق[وله]
ولو شاء ربك لامن من في الارض جميعا ولقوله تعالى ولو شئنا لاتينا كل نفس هداه[ا]
ولكن حق القول مني لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين وذلك تصريح بعدم
جميعهم لجريان المشية المسبب للحكم بانهم اهل النار لان كلمة لو لا تدل الا ع[لى]
انتفاء الثاني بسبب انتفاء الاول فاذا انتفى الاول فقد انتفى الثاني لان المسبب
لا يوجد بدون السبب فاذا كان كذلك بطل اذاعة الدين الواحد في جميع اق[طار]
الارض فح لا يوجد املاء الارض بالقسط والعدل فاذا عرفت ذلك فنقول ا[ن]
من قال بذلك فهو لم يعرف اسرار القرآن وخبياته واذا شئت ان يوفق الج[مع]
بالنصوص المذكورة قلت ان الارض المذكورة في الخبر ليست الا هي قطعة من قطع
الارض كما في قوله تعالى ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي
الصالحون۔ والمراد بهذه الارض هي الارض المقدسة او ارض الجنة وكما في ح[ديث]

کہ ایک خلیفہ کی اقتدا کر لیوے کیونکہ ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تقریر ظنی ہے اور ظن یقین کو دور نہیں کرتا ہم نہیں کہ سکتے کہ ایک خلیفہ نے
دوسرے خلیفہ کی اقتدا کی تو دو خلیفوں کا جمع ہونا ہی ثابت ہوا حالانکہ امر مفروض یہ نہیں تھا۔ اور نووی کہتے ہیں کہ سلف نے
دو خلیفا ایک وقت میں ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اور پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ زمانہ مہدی میں عدل سے روی زمین کا بھر جانا صحیح نہیں
کیونکہ آپ امت محمدیہ کے ناصر اور انکی ہلاکت کو باطل کرنیوالے ہیں پس کسطرح تمام روی زمین کو عدل سے بھر دینگے جس کو حضرت رسول اللہ صلعم نے
عدل سے نہیں بھرا تھا۔ اگر بالفرض مہدی کی عدالت اور ہدایت رسول اللہ کی عدالت و ہدایت سے زیادہ تسلیم کیجاوے باوجود یہ کہ محال ہے
تو ہم اس بات کو نہیں تسلیم کرینگے کہ تمام اطراف روی زمین عدالت سے پر ہو جائینگے کیونکہ یہ امر تو تب ممکن ہوگا کہ ایک دین سارے جہان میں پھیل جاوے
اور یہ امر بالکل محال ہے کیونکہ ایک دین ہو جانا اور سب کے سب مسلمان اور مومن ہو جانا نص صریح کے خلاف ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔
ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ یعنی اگر اللہ چاہتا سب کو امت واحدہ کر دیتا اور نیز فرماتا ہے ولو شاء ربک لامن من فی الارض جمیعا یعنی
اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو روی زمین پر سب آدمی مومن ہو جاتے۔ اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ولو شئنا لاتینا کل نفس ہداہا ولکن حق القول منی
لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک شخص کو ہدایت دیتے لیکن میں نے مقدر میں لکھدیا ہے کہ جہنم کو جن اور انس سے
بھر دونگا۔ آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ تمام خلائق کا ایمان نہ لانا مشیت ایزدی سے ہے کیونکہ اس کی مشیت نے یہ حکم دیا کہ سارے جن اور انسان
اہل دوزخ میں سے گروہ لوگ جو ازلی مشیت سے مومن ہیں انکو اللہ نے مومن کر دیا۔ اسکی توضیح یہ ہے کہ کلمہ لو دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اسمیں سے پہلا جملہ شرط
اور دوسرا جزا۔ اور جزا کے حکم کو منتفی کر دیتا ہے شرط کے منتفی ہو جانے سے۔ غرض ان دونوں جملوں سے پہلا جملہ سبب ہے اور دوسرا جملہ حکم۔
پس جب مشیت منتفی ہو جاویگا تو حکم بالضرور منتفی ہو جائیگا۔ اس صورت میں یہی کہنا ہوگا کہ جب مشیت منتفی ہے تو تمام خلائق کا ایمان لانا بھی منتفی ہو جائیگا۔
جب یہ حالت ہے تو ایک دین سارے جہان میں نہیں پھیل سکیگا تو عدالت تمام دنیا میں کیونکر قائم ہو سکیگی۔ اور جو شخص ان تحقیقات کو نہیں جانتا وہ قرآن کے بھید سے
واقف نہیں ہو سکتا حدیث مذکور کے معنے میں الجھ پڑتا ہے جو کسی طرح نکل نہیں سکتا۔ اگر تم مذکورہ آیتوں سے حدیث یملاء الارض قسطا وعدلا کو مطابق کرنا چاہتے
تو تم کو کہنا چاہیئے کہ حدیث میں جو لفظ الارض کا ہے تو اس سے زمین کا ایک قطعہ مراد ہے جیسا کہ آیت الارض یرثہا عبادی الصالحون میں الارض سے زمین مقدس یا جنت
زمین مراد ہے اور یہ حدیث بخاری جو حضرت ابن عمر سے مروی ہے دلیل لائی جاتی ہے کہ قال صلی بنا النبی صلعم العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارایتکم لیلتکم ہذہ فان
حضرت نے نماز عشا اپنی آخر حیات میں ہمارے ساتھ پڑھی اور جب سلام سے فارغ ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا

ارأيتكم ليلتكم هذه فان راس مائة سنة منها لا يبقى ممن هو على ظهر الارض احد
فالمراد منها ارض مدينة الرسول لا جميع الارض على سبيل الاستغراق لانه خلاف
ما ذهب اليه الجمهور فظهر لك بذلك ان اللام الداخلة فى هذه المواضع ليست
للاستغراق بل للعهد الخارجى فكذلك اللام الداخلة فى يملأ الارض قسطا وعدلا لا تكون
الا للعهد الخارجى فح يكون معناه ان المهدى يملأ الارض التى وصل اليها قسطا وعدلا
كما ملئت قبل ذلك جورا وظلما لا ينقال ان هذا القول ناطق بان دعوى المهدى
ليس على كافة الامة المحمدية لانا نقول ان المهدى بعث على الامة المحمدية سواء
كانت موجودة فى قطعة واحدة او امكنة متعددة ثم المراد باملاء الارض عدلا
اشاعة الهداية واذاعة العدالة - فقط - لان الايصال الى طريق الهداية خارج
عن مقدرة المهدى كما كان خارجا عن قدرة رسول الله لانه هدى ابا طالب بالدلائل
الباهرة والبراهين الزاهرة الى طريق الهداية لكنه قبل قول ابى جهل وتولى عابسا
عن الهداية - واقبل مسرا الى العماية حتى مات فثبت ان الايصال الى الهداية
فعل الله لا يمكن اصداره من محمد رسول الله ولا من المهدى ولا من عيسى لانه قال
ولو شئنا لآتينا كل نفس هداها وايضا قال انك لا تهدى من احببت وعن السادس
فلان حديث الخسف لا يصدق على المهدى لانه لم يذكر فيه قصة المهدى كما ذكر فى سائر
الاحاديث والتى فيها احدوثة الخسف نسردها قد اخرجها المسلم فى صحيحه عن حفصة رض
انها سمعت النبى صـ يقول ليؤمن هذا البيت جيش يغزونه حتى اذا كانوا ببيداء من
الارض يخسف باوسطهم وينادى اولهم آخرهم ثم يخسف بهم فلا يبقى الا الشريد
الذى يخبر عنهم فقال رجل اشهد عليك انك لم تكذب على حفصة واشهد على

کہ دیکھو تمہاری اس رات کا لکھا ہوا اور دیا کہ ایک سو برس کے بعد جو شخص کہ اس وقت زمین پر ہے باقی نہ رہیگا - وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں من ھو علی ظہر الارض سے مراد
اوس زمین مدینۃ الرسول مراد ہے یعنے اس وقت جو زمین پر ہونگے وہ ۱۰۰ سو برس کے بعد باقی نہ رہینگے اور یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص باقی نہ رہیگا - اور اگر اس کو
استغراق مراد لیا جائے تو حدیث کے معنے درست نہ ہونگے علاوہ اس کے جمہور کے مذہب کے بھی خلاف ہے - پس ظاہر ہو گیا کہ ان اقوال میں الارض میں جو لام ہے وہ
عہد خارجی ہے اسی طرح یملا الارض قسطا وعدلا میں بھی جو لام ہے وہ بھی عہد خارجی ہے اس لئے معنے یہ ہوں گے کہ مہدی جس زمین پر تشریف فرما ہوں گے اوس کو
جو ظلم سے بھری ہوئی ہے تو اوس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے یہ اعتراض نہ کیا جائیگا کہ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی ساری امت محمدیہ پر مبعوث نہ ہونگے کیونکہ
ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ حضرت مہدی امت محمدیہ پر مبعوث ہیں عام ازیں کہ وہ امت ایک قطعہ میں رہے یا چند قطعوں پر اور نیز اس بات کو معلوم کر لینا چاہئے کہ عدل کو پر
کر دینے سے کیا مراد ہے [illegible] صرف اشاعت ہدایت مراد ہے کیونکہ ہدایت کے راستہ پر پہنچا دینا مہدی کی قدرت سے باہر ہے جیسا کہ آنحضرت کی قدرت
سے بھی باہر تھا کیونکہ آنحضرت نے ابو طالب کو زبردست دلائل اور روشن براہینوں سے اسلام کی تعلیم فرمائی اور سمجھایا اور نہایت مبالغہ سے کام لیا اور سیدھی
سادی تقریر سے نہایت دلنشین پیرایہ میں تبلیغ کی مگر ابو طالب نے ابو جہل کی بات مان لی اور ہدایت رسول اللہ صلعم سے نہایت ترش روئی کر کے منہ موڑ لیا اور گمراہی
کیطرف بہت ہی خندہ پیشانی سے متوجہ ہوا تا آنکہ اونکا انتقال ہو گیا اس سے ثابت ہے کہ ہدایت کیطرف پہنچانا اللہ تعالی کا کام ہے جو حضرت
رسول اللہ اور مہدی اور عیسی سے ظاہر نہیں ہو سکتا - کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے ولو شئنا لآتینا کل نفس ھداھا یعنے اگر ہم چاہتے تو ہر ایک نفس کو
ہدایت دیتے تو معلوم ہوا کہ یہ خاص منصب اللہ جل شانہ کا ہے جس میں کسی نبی مرسل اور ولی کامل کو دخل نہیں ہے اور نیز اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ اے محمد تم جس کو چاہتے ہو ہدایت نہیں کر سکتے - اور چھٹے سوال کا جواب یہ ہے کہ خسف کی حدیث مہدی پر صادق نہیں آتی کیونکہ اوس میں
مہدی کا قصہ ذکر نہیں کیا گیا ہے اور جن حدیثوں میں مسلم نے خسف کا ذکر فرمایا ہے اون میں سے یہاں کچھ حدیثیں ذکر کیجاتی ہیں عن حفصۃ
انها سمعت النبى يقول ليؤمن هذا البيت جيش يغزونه حتى اذا كانوا ببيداء من الارض يخسف باوسطهم وينادى اولهم آخرهم ثم يخسف بهم فلا يبقى
الا الشريد الذى يخبر عنهم فقال رجل اشهد عليك انك لم تكذب على حفصة وشهد على حفصة انها لم تكذب على النبى يعنے حضرت حفصۃ رض سے
روایت ہے کہ نبی [illegible] سے انہوں نے یہ سنا کہ بیت اللہ اوس لشکر سے مامون رہیگا جو اس پر چڑھائی کریگا جبکہ وہ بیداء میں اوتر پڑے گا اوسی لشکر
درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائیگا اور اول لشکر آخر لشکر کو آواز دیگا [illegible] دھنس جائینگے بجز ایک شخص کے باقی رہے گا جو کہ لوگوں کو
لشکر کے دھنسنے کی خبر دیوے .

([illegible] صفوان)

على حفصة انها لم تكذب على النبيؐ وعن عبد الله بن صفوان عن ام المؤمنين رضؓ ان رسول
سيعوذ بهذا البيت يعني الكعبة قوم ليست لهم منعة ولا عدد ولا عدة يبعث اليهم
جيش اذا كانوا بالبيداء من الارض خسف بهم فهذان الحديثان لا بد لان ...
انهما يختصان بطائفة وزمان متصلا بالمهديؑ وزمانه فلا يحتج بهما عليه وقد ...
بالاحاديث الصحيحة ان الخسف وقع في ايام الزبيرؓ وذلك لان المسلم اخرج
في صحيحه عن عبيد الله القبطية قال دخل الحارث بن ابي ربيعة وعبيد الله ابن صفوان
وانا معهما على ام سلمة ام المؤمنين فسالاها عن الجيش الذي يخسف به وكان
في ايام ابن الزبير فقالت قال رسول الله يعوذ بالبيت فيبعث فاذا كانوا ببيداء
من الارض خسف بهم فقلت يا رسول الله فكيف بمن كان كارها قال يخسف به معهم
ولكنه يبعث يوم القيمة على نيته ـ قال النووي في شرحه قال القاضي عياض قال
ابو الوليد الكتاني هذا ليس بصحيح لان ام سلمةؓ توفيت في خلافة معاوية قبل
موته بسنتين سنة تسع وخمسين فلم تدرك ايام ابن الزبير وايضا قال قال القاضي
قد قيل انها توفيت ايام يزيد بن معاوية في اولها ـ قلت وقد تحقق بهذا ان قول ال...
مضطرب في مدة وفاتها ـ ثم قال فعلى هذا يستقيم ذكرها لان ابن الزبير نازع يزيد
اول مرة بالمنعة بيبعته عند وفاة معاوية ذكره الطبري وغيره وممن ذكر وفاة ام سلمة
ايام يزيد ابو عمر بن عبد البر في الاستيعاب وابو بكر بن ابي خيثمة فعلى هذا اضعف قول
ابو الكتاني لانه في ذلك الخبر واحد ومع قول النووي جماعة ـ هذا الملخص ما ذكره
محي الدين النووي في شرح المسلم فتحقق لك ان الامارات التي ذكرت في شان

اور بروایت عبد اللہ بن صفوان کے مسلم میں روایت ہے وعن عبد اللہ بن صفوان عن ام المؤمنین ان رسول اللہ قال سیعوذ بہذا البیت یعنی الکعبہ
قوم لیست لہم منعۃ ولا عدد ولا عدۃ یبعث الیہم جیش حتی اذا کانوا بالبیداء من الارض خسف بہم یعنی ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
کعبہ میں ایک قوم پناہ لیگی جنکو قوت اور کچھ سامان نہ ہوگا۔ ایک لشکر اوسپر چڑہائی کریگا اور جب لشکر بیداء میں پہنچیگا تو زمین میں دہنس جائیگا
یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ خسف کا واقعہ کسی جماعت اور زمانہ سے مخصوص ہے جو امام مہدی کے زمانہ سے متصل ہو
پس انکو مہدی کے متعلق نہیں کہہ سکتے اور صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ابن زبیر کے زمانہ میں خسف ہوا تھا چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں عبید اللہ
قبطیہ سے روایت کی ہے قال دخل الحارث بن ابی ربیعۃ وعبد اللہ بن صفوان وانا معہما علی ام سلمۃ ام المؤمنین فسالاہا عن الجیش الذی یخسف بہ وکان
فی ایام ابن الزبیر فقالت قال رسول اللہ یعوذ بالبیت فیبعث الیہ بعث فاذا کانوا ببیداء من الارض خسف بہم فقلت یا رسول اللہ فکیف بمن
کان کارہا قال یخسف بہ معہم ولکنہ یبعث یوم القیمۃ علی نیتہ یعنی عبید اللہ بن قبطیہ سے روایت ہے کہ حارث بن ربیعہ اور عبید اللہ بن صفوان ام سلمہؓ کے
پاس حاضر ہوئے اور اونسے اوس لشکر کی بابت میں پوچھا جو ابن زبیرؓ کے زمانہ میں زمین میں دہنس گیا تھا۔ ام سلمہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ کعبہ میں ایک شخص
پناہ لیگا اور اوسپر ایک لشکر چڑہائی کریگا اور جب بیداء میں پہنچیگا تو زمین میں دہنس جائیگا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ شخص بھی دہنس جائیگا جو اوسکی صحبت
سے ناخوش ہو فرمایا کہ وہ بھی دہنس جائیگا مگر اپنی نیت کے موافق مبعوث ہوگا۔ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے ابو الولید کتانی سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ معاویہ کی خلافت میں
انکی وفات سے دو برس پہلے سنہ ۵۹ میں انکی وفات ہوگئی تو ابن الزبیر کے زمانہ کو نہیں دیکھیں اسصورت میں ام سلمہ کے قول سے استدلال درست نہیں مگر قاضی عیاض نے یہ بھی
کہا ہے کہ ام سلمہ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں وفات پائیں۔ مصنف فرماتے ہیں کہ قاضی کا قول ام سلمہ کی وفات میں مضطرب ہے کیونکہ وہ متعارض قول نقل
کرتے ہیں۔ ام سلمہ کی وفات اور روایت میں استدلال کے لائق نہیں ہیں۔ مگر نووی کہتے ہیں کہ ام سلمہ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں وفات پائیں صحیح ہے کیونکہ جب یزید سے
ابن زبیر کی لڑائی کا ذکر کیا ہے اوسنے اور اوس کے سوا دوسرے لوگوں نے جیسے ابو عمر بن عبد البر کی کتاب استیعاب میں اور ابو بکر ابی خیثمہ نے ذکر کیا ہے کہ ام سلمہ رضؓ
یزید کے زمانہ میں وفات پائیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابو الولید کا قول ضعیف ہے کیونکہ وہ خبر واحد ہے اور نووی کے ساتھ جماعت ہے پس خسف کا واقعہ ابن زبیر کے زمانہ میں
درست ہے۔ اسصورت میں حدیث مذکور بصورت خسف کو شرایط اور علامات مہدی میں شمار کرنا جایز نہوگا۔ غرض اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ علامات مہدی جو
احادیث میں مذکور ہیں وہ مہدی پر صادق نہیں ہیں ـ مگر وہ حدیثیں جو آپ کی شان میں ہیں وہ انپر صادق نہیں اور نہ اونپر صادق آ سکتی ہے

(یہ سب لوگوں کا تماشا)

هذا جواب الذين يناقلون الاخبار المذكورة فى الابحاث المتداولة۔ ويتبادر اليها الاذهان
فى المحادثة وللقلوب وانا اطنبنا الكلام فى هذا المقام لانه من مزالق الاقدام ويتيه فيه الملد
الافهام واعلم ان المهدى ليس بمجتهد لان المجتهد لايجب ان يكون مصيبا دائما
بل قد يصيب وقد يخطى فلو كان المهدى مجتهدا لزم ان يكون كذلك وهو باطل اما الاول
فلانه معصوم عن الخطاء لكونه خليفة الله كما هو مبين فى حديث ابن ماجة والحاكم
وابو نعيم واذا كان خليفة الله يجب ان يكون معصوما فلا يكون مجتهدا الاثنى
واما الكبرى فلان المجتهد غير معصوم لعدم التنصيص العقلى والشرعى فى شانه فلا يكون
معصوما۔ فاذا ثبت ذلك فنقول انه لايجوز ان يكون مجتهدا ومن قال ذلك
فقد اخطاء خطاء كبيرا۔ ثم يجب ان يعتقد انه معصوم فى القول والعمل ونحو
احكامها فى المطالب التالية وايضا نتلوا عليك عقائدنا فى اواخرها ان شاء الله
ثم سار من الممالك السندية الى خراسان فطار صيته من البلدان الى البلدان و[illegible]
خبره فى البلاد الخراسانية۔ حتى سمع الامير ذو النون من انبائه الملكانية فسار من
الوعرة المتقاصية۔ وبرق من الرمضاء المتوقدة الى الخمائل الزاهرة والريف المنا[illegible]
فاناخ وحط قيامه۔ ورفع بين هذه الروضات فوق الروابى سمك خيامه۔ و[illegible]
ذو النون ذا شوكة باهرة۔ وصولة بين الجبابرة قاهرة۔ فاراد ان يزوره ويتخيل[illegible]
كاملا ويكتشف [illegible] انه اذا كان صادقا فى دعواه
[illegible] فى [illegible] ان كان كاذبا مفتريا على الله وجب نهيه
ولزم على ترديده وتطريده۔ فحضر عنده بالكوكبة السلطانية۔ وقدم اليه
[illegible] وعلمه العمد الكواس[illegible]

پس یہ اون لوگونکا جواب ہے جو اپنی بحثوں مین مذکورہ احادیث سے استدلال کرتے ہین اور جنکی طرف سننے والونکے اذہان سبقت کرتے ہین
اس مقام مین ہمنے تفصیلی بحث کی کہ اس مقام مین پاؤن پھسل جاتے ہین اور لوگونکی عقول متحیر ہو جاتی ہین۔ جانو کہ مہدی کبھی
مجتہد نہین ہین کیونکہ مجتہد پر لازم نہین ہے کہ اوسکی رائے ہمیشہ صواب ہو بلکہ ممکن ہے کہ اوس سے کبھی صواب اور کبھی خطا ہو۔ پس اگر مہدی بھی
مجتہد ہوں گے تو وہ بھی کبھی مصیب ہونگے اور کبھی خطا پر ہونگے ۔ [illegible] مہدی مجتہد نہین ہین [illegible]
اللہ ہونیکے خلیفہ ہین۔ چنانچہ حدیث ابن ماجہ۔ حاکم۔ ابو نعیم سے آپکا خلیفۃ اللہ ہونا ثابت ہے اور جب آپ خلیفۃ اللہ ہوئے تو آپکو معصوم
ہونا واجب ہے تو آپ مجتہد نہونگے کیونکہ مجتہد خطا کرتا ہے۔ اور کبری کا ابطال اس جہت سے ہے کہ مجتہد معصوم نہین ہے کیونکہ مجتہد کی نسبت
یہ تصریح نہین ہوئی کہ وہ معصوم ہے عقلی نہ نقلی پس معصوم نہوگا۔ پس مہدی مجتہد نہین ہین اور جسنے آپکو مجتہد کہا اوسنے
فاحش خطا کی۔ اسصورت مین یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ مہدی قول و عمل مین معصوم ہین۔ آیندہ مباحث مین ہم مہدی کے
احکام ذکر کرین گے۔ اور نیز مہدویہ کے معتقدات کو صراحت کے ساتھ بیان کرینگے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اب ہم کچھ سوانح
کا ذکر کرتے ہین حج سے واپس ہونے کے بعد آپنے سندھ کے ممالک سے نواح خراسان کا ارادہ فرمایا۔ پس آپکی خبر ایک شہر سے
اڑتی ہوئی دوسرے شہروں مین پہنچنے لگی تا آنکہ آپکی خبر خراسان مین مشہور ہو گئی۔ تا آنکہ امیر ذوالنون نے آپکی ملکی
اخبار سے۔ پس آپکی ملاقات کے لئے دشوار گزار اور دراز کے بیابانوں کو طے کرتا ہوا حضرت مہدی کے قیام گاہ پر
حاضر ہوا اور کچھ دور فاصلہ پر شاہی خیمے نصب کئے گئے۔ امیر ذوالنون ایک صاحب شوکت شخص تھا۔ اور اوسکی صولت
جابر بادشاہوں مین غالب تھی بالا تھی پس ذوالنون نے آپ سے ملاقات کا خیال اور آپکے مہدویت کا امتحان آپکے
دل مین جما کر حاضر ہوا اس خیال سے کہ اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو ھو المراد۔ اور اگر نعوذ باللہ جھوٹے ہین
تو حاکمان عالی مقدار ایسے لوگون کو دھمکی دینا ضروری ہے جن کے جھوٹے اور بے اصل دعوون اور تیز دھوکہ دینے
والی دلچسپ تقریرون سے مسلمان اپنے سچے عقائد سے پلٹ جاتے ہین پس اپنے شاہانہ حشم اور اقتداری
شوکت سے تلوارین کھینچی ہوئی اور سر توڑنے والی گرزون کو اوٹھائے سوارون کے
ساتھ۔ (اسوقت حاضر مجلس)

حين اشتغاله في تفسير القرآن واظهاره واستكشاف رموزه واسراره. فلما رای
ذو النون ازدحام صحابه وتراكم جواهره ولمعانه لم يستطع ان يجلس فيهم فوقف
في مقامه قائما مترددا. وبقي في مجال الفكر حائرا متحيرا. لان اصحابه وان كانوا اقفا
وموانع الامراء اذ لاء لا يكفيهم وزنا عليهم كالملكوتية متطلعين
ومطلعين كالنبوت الاخلاق وسناء سودد هم على نوامه. وصب سحائب ادابه
ماء السلسل على نواع عناده حال كونهم قامسين في لجج معاني القرآن. غاطسين
في تلاطم امواج الفرقان. فلم يجد موضع شبر على غاشية. فقام مضطربا على تلك
حتى اذنه المهدي عليه السلام فجلس. وفي بحر الدهشة غمس. وكان يسمع رموز القرآن وخفياته
وادرك اسراره وخبياته. فلما الفرغ المهدي عليه السلام وقع ذو النون في العصواد. وتدهش
بعد وقوعه السهل الى الكهوف والوهاد. وقال اني سمعت انك تدعو دعوى المهدية
فقال المهدي عليه السلام نعم. ثم قال اني رأيت في الحديث ان الماء لا يغرقه. والنار لا يحرقه.
والسيف لا يمزقه. فقال اختبرني يا امير. فقام الامير بالسيف المسلول وعمد الضرب
بالقاضب المصقول. اذ خر ساقطا. ثم نهض متغيظا حالطا. فقال اختبرني يا امير
فعلم ثانيا. وحمل عليه كالاسد الصيال زاقيا. فوقع كالوهلة الاولى. فاعيى امره عليه
وحند قلبه غشي. ثم قال اختبرني يا امير. فقام وصال عليه ثالثا. وتمكن في ارادته
بقلب كان شاعثا. فصرع مستلقيا. وعيي في امره كان فيه ساعيا. حتى خسر جسده
وكسر هنده. وكاد ان يمزع اعضائه ويتلاشى اوصاله. فتصور ضاله وضلالته فلما
افاق شهد بانت المهدي عليه السلام الموعود. وانت خليفة الرب المعبود. فلقني وافض علي رشحا
لا انضلال. واستغفر لي عند ربك المتعال. وافرغ علي سحب الرحمة. وقطار البركة.

اسوقت حاضر مجلس ہوئے جبکہ تفسیر قرآن اور اوسکے ... رموز و اسرار بیان ہو رہے تھے۔ ذوالنون نے جب مجلس میں
زیادہ تر ہجوم دیکھا اور اونکو حالت شرکت سے ... ہوا اور بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی حیران و متفکر کھڑا ہو گیا
کیونکہ آپکے فقرا گو امرا کے دروازون پر ... ذوالنون کے سامنے ... مگر وہی ... اور
قدسی لباس ... سے ملکوتی صفات ... اور ... کے ... آداب ... کا پانی
دل پر چھلک گیا۔ اورجب ... آداب کے بادلون سے ... پانی اون کے دل پر برس گیا جبکہ وہ معانی
قرآن کے دریاؤن میں غوطہ زن تھے اور فرقانی امواج کے تلاطم میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ذوالنون نے ایک
بالشت جگہ آپکے مبارک غاشیہ پر نہیں پائی پس ایک عرصہ مضطربانہ حالت میں کھڑا ہو گیا تا آنکہ مہدی نے ذوالنون کو
بیٹھنے کی اجازت دی پس ذوالنون بیٹھ گیا اور دہشت کے دریا میں غوطہ زن ہوا قرآن کے چھپے ہوئے بھید سُنے
پس جب مہدیؑ فارغ ہوئے ذوالنون ایک امر مشکل میں پڑا اور وصافیہ ذوالنون کی ہیبت کو دیکھکر کھڑے اوس کو
گھر سے غار دکھائے ویسے کہا کہ میں سنا ہون آپ مہدیت کی دعوت کرتے ہین مہدیؑ نے جواب دیا کہ بیشک
دعوت کرتا ہون ذوالنون نے عرض کیا کہ مین نے حدیث مین دیکھا کہ مہدیؑ کو پانی نہیں ڈبائیگا آگ نہیں جلائے گی
اور تلوار نہیں کاٹیگی آپ نے فرمایا کہ تم آزمالو۔ ذوالنون کھینچی ہوی چمکتی تلوار لیکر اوٹھا اور ایک وار چلایا ساتھ ہی گرگیا
پھر دوبارہ خشم ناک اوٹھا آپ نے فرمایا دوبارہ پھر آزماؤ۔ ذوالنون نے پھر تلوار چلائی۔ اور حملہ آور شیر کی طرح حملہ کیا دوبارہ
پھر گر گیا غرض ذوالنون ڈرنے لگا پھر آپ نے فرمایا کہ اور آزمالیا جائے۔ ذوالنون نے تیسرے بار مضبوط ارادہ سے حملہ کیا فوراً چت گر گیا
اور اپنی کوشش میں ناکامیاب رہا۔ علاوہ اس کے اوس کا بازو زخمی ہو گیا اور بازو پر چوٹ لگی۔ اسطرح کہ اعضا اور جوڑ
متلاشی ہوجانیکے قریب تھے۔ پس ذوالنون نے اپنی گستاخی اور برگشتگی کا پورا یقین کرلیا۔ جب کچھ افاقہ پایا تو دل سے
تائب ہوا اور اس امر کی بین شہادت دی کہ بیشک آپ مہدی موعودؑ ہین اور آپ ہی اللہ جل شانہ کے خلیفہ ہین مجھے تلقین فرمائیے
اور مجھ پر بزرگیون کے رشحات چھڑک دیجئے اور اپنے خدائے برتر کے پاس میرے لئے مغفرت طلب فرمائیے اور رحمت کے بادلون
اور برکت کے ابر و فیضے مجھ پر پانی برسائیے۔

(یعنی)

فانی تبت من المهمار الذی تقولتہ واستغفرت من المهدی الذی بایعت عملتہ ثم بالغ
علی یدہ ممتثلا متواضعا۔ ونکس راسہ بین یدیہ خاشعا متواضعا۔ وقال یا مهدی
ئیذن لی ان اضرب البواتر علی رقبات العدی وطلی الحاسدین واضع صدور الرماح
فی صدور البغی والعاندین۔ فان انی لا استریلله من احد الامن الله ولا حاجة لی من
ولا خلة لی من عونك ورفدتك۔ ولاکن سل عاضبك علی عدوك الخبیث وهو نفسه
روی ان المهدی کان یقول ان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کانوا المهاجرین و
ولیس عندی سوی المهاجرین۔ وروی عنه ان الولایة المحمدیة قد ختمت علی وروی عنه انه
قال ان الله سبحانه یعلمنی ویامرنی بلا واسطة ملك وغیره۔ فلهذا اقول علمت بلا واسطة
من الله۔ وانی اقول ان شان النبوة لیس کذلك بل لابد فی هذا المقام من الواسطة
الملکوتیة والسفارة القدوسیة فلا یکلم الله سبحانه احدا من الانبیاء والمرسلین
فی مقام النبوة الا وحیا او من ورآء حجاب کما قال القدوس الحق وما کان لبشر ان یکلمه الله
الا وحیا او من ورآء حجاب واما فی مقام الولایة المطلقة لا سیما فی حالة الختمیة للولایة
المحمدیة لیس کذلك بل عدم التوسط هنها ضرور لان الولایة هی التقرب الی الله تعالی
وهو یستدعی رفع الواسطة من بین المنتسبین والنبوة وهی انباء الاحکام الالهیة
وهو یقتضی المباینة فلابد هنها من الواسطة فانفصلنا۔ ثم اعلم ان القرآن تبیان
لکل الاشیاء وتفصیل لحقائق احوال الارض والسماء من الشئون البادرة الکائنة
والحالات المندرسة الکامنة ولذا قال الله سبحانه وانزلنا علیك القرآن تبیانا لکل
شئ وکذلك کل آیة منه بحر عباب۔ او صیب هامر فوق الروابی والهضاب کما یدل علی

[illegible]

ہین۔ اون بیہودہ گیوںسے توبہ کی ہے اور اون الفاظ و گزاف سے مغفرت چاہی ہے جو مجھسے سرزد ہوئی تہین۔ اسکے بعد مہدی کے
ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا سر اُنکے روبرو عاجزی سے جھکالیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھ کو حکم دیجئے کہ آپکے دشمنون کی گردن
ماروں اور برچھیوں کو سرکشوں عناد والوں کے سینوں میں چبھودوں۔ مہدی نے فرمایا کہ مین خدا کے سوا کسی اور سے مدد نہین
چاہتا مجھے بالکل تمہاری مدد کی حاجت نہین ہے اور تمہاری اعانت کی پروا نہین ہے۔ تم اپنی تیز تلوار اپنی خبیث دشمن پر چلاؤ
کہ وہ نفس ہے۔ اور روایت ہے کہ حضرت سید محمد مہدی فرماتے تھے کہ رسول اللہ کے اصحاب مہاجرین اور انصار تھے اور
میرے اصحاب صرف مہاجرین ہی ہین۔ اور روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ ولایت محمدیہ مجھپر ختم ہوئی۔ اور روایت ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالی مجھے بلا واسطہ تعلیم اور امر فرماتا ہے اسی واسطے مین کہتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالی کیطرف سے ملک وغیرہ کی بلا واسطہ
تعلیم ہے۔ مولانا و جدنا مصنف صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ نبوت کی شان ایسی نہین ہے بلکہ نبوت کیلئے ملکوتی واسطہ
اور قدوسی سفارت کی اشد ضرورت ہے پس اللہ سبحانہ مقام نبوت میں کسی نبی سے کلام و خطاب بالمشافہ نہین فرماتا
بلکہ وحی کے ذریعہ سے یا پردہ سے خطاب فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور کسی بشر سے مقام نبوت مین اللہ تعالی
بغیر وحی یا پردہ کے خطاب نہین فرمایا۔ مگر ولایت مطلقہ کے مقام مین خصوصا اوس مقام مین جہان کہ ولایت محمدیہ
ختم ہے یہ حالت نہین ہے بلکہ اوس جگہ واسطہ کا نہ ہونا ضرور ہے کیونکہ ولایت صرف اللہ کا تقرب ہے۔ اور یہ امر واسطہ
اوٹھ جانیکا طالب ہے۔ اور نبوت الٰہی احکام کے خبر دینے کا نام ہے جو مغایرت کا طالب ہے۔ پس اس مقام مین واسطہ
ضرورت ہے۔ پس دونوں مین فرق ہے اور یہ دونوں علیحدہ ہین۔ اس امر کو جاننا ہوگا کہ قرآن ہر ایک چیز کی تفصیل ہے
جس مین اہل ارض اور اہل سماء کی حالات جو ظاہر اور آئندہ ہونے والی ہوں یا پرانی گزرے ہوئے واقعات ہوں مذکور
اسی واسطے اللہ تعالی فرمایا ہے کہ اے محمد تیرے اوپر ہمنے قرآن اوتارا ہے جو ہر ایک چیز کیلئے ظاہر دلیل ہے۔ اور اسی طرح قرآن کی
ہر ایک آیت ایک موج زن دریا ہے یا برستا ہوا بادل ہے۔ جو بڑے بڑے ٹیلوں اور پہاڑوں پر زور سے برسے
چنانچہ اس امر پر حدیث صحیح دلیل ہے کہ قرآن شریف مین کوئی ایسی آیت نہین اُتری ہے جس کیلئے ظاہر و باطن ہو

(بعض علماء نے)

د مطلع ہو

وقال بعض العلماء في شرح ان لكل آية ستين الف فهم وما بقي من الفهم اكثر وقال بعض
القرآن يحوي سبعة وسبعين الف علم ومائتي علم ولكل كلمة ظهر وبطن وحد ومطلع وارشاد
الى جامع العلوم ومن ذلك قول علي لو شئت لأوقرت سبعين بعيرا من تفسير فاتحة الكتاب
ولذا اجترأ الامام فخر الدين الرازي في تفسيره فقال يمكن ان يستنبط من آي
سورة الفاتحة ونفائسها عشرة آلاف مسئلة ثم ترقى على ذلك وقال ان قولنا اعوذ بالله
مشتمل على عشرة آلاف مسئلة او ازيد او اقل من المسائل الضرورية المعتبرة والحاصل
ان كل فهم من المراتب القرآنية دليل لعمل مرتبة اخرى وكذلك كل عمل بها سبيل
بفهم المرتبة التي هي بعدها فالوصول الى منتهاه لا يمكن لاحد الا لخاتم الرسل
او تابعه بتبعية الاتم وخليفته لتبليغ دعوة علم الاحسان على الامة المحمدية
وبالجملة ان القرآن متضمن بعلمين الاول علم الشرائع والاحكام والثاني علم الحقيقة
والاحسان ولا بد لبيانهما من لسانين الاول هو اللسان الشرعي المتصف به الانبياء
والثاني المتصف به الاولياء. فنطق رسول الله بلسان الشرع الاحكام الشرعية باكمل
موعظة واوفى حكمة على نمط الرفق واللين التي لا يشاع به المشاحنة ولا يتعدد منه
بالمعاداة الباطنة والكامنة ولم يتشدد في تحميل الاحكام الصعبة التي خرج اتيانها
عن طوق الانسان في اوائل الزمان فرحم عليهم وامرهم تدريجا وسخرهم تدريجا. كما
روي عن بعض الصحابة انه قال لقد احسن الله الينا كل الاحسان كنا مشركين
فلو جاءنا رسول الله بهذا الدين جملة وبالقرآن دفعة لثقلت هذه التكاليف علينا
فما كنا ندخل في الاسلام ولكنه دعانا الى كلمة واحدة على سبيل الرفق الى ان

بعض علما نے اس کی شرح میں بیان فرمایا ہے کہ ہر ایک آیت کے واسطے ساٹھ ساٹھ معانی ہیں جو فہم میں آسکتے ہیں اور
اس کے سوا اور معانی ہیں جو سمجھ سے دور ہیں وہ بہت ہی زیادہ ہیں اور بعضوں کا یہ مقولہ ہے کہ قرآن کو دوسو ستتر علم ہیں اور ہر ایک
کیلئے ظہر و بطن ہے اور حد و مطلع ہے۔ اور اوسی طرح ہر ایک کلمہ میں جامع علوم کیطرف رہنمائی ہے اور حضرت علی کا قول بھی اسکے طرف
فرماتا ہے کہ میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں پر بوجھ امام فخر الدین رازی نے اسی وجہ سے جرأت کے ساتھ فرمایا کہ
سورۂ فاتحہ کے عمدہ عمدہ فائدوں میں ممکن ہے کہ میں دس ہزار مسئلے بیان کروں۔ پھر ترقی کر کے فرمایا کہ صرف اعوذ باللہ میں دس ہزار
مسائل یا اس سے کچھ کم و زیادہ نکل سکتے ہیں۔ اور یہ ایسے مسائل نہیں ہیں جو فضول اور غیر ضروری ہوں بلکہ یہ سارے ضروری
اور معتبر ہونگے۔ خلاصہ یہ کہ قرآنی معانی کے مرتبوں سے ہر ایک مرتبہ کو اگر انسان سمجھ لے اور اس پر عمل کرے تو وہ مرتبہ کی تحصیل پر
دلیل ہو جاتی ہے یعنے صرف عمل کی وجہ سے دوسرے مرتبہ کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور اسی طرح ہر ایک عمل دوسرے مرتبے کی سمجھنے کی دلیل ہے
لوگوں کے اخیر حد تک پہنچنا بغیر رسول اللہ ؐ اور آپکی تابع اور خلیفہ آیندہ جو امت محمدیہ پر دعوت علم احسان کیلئے مبعوث ہوا کسی کو
ممکن نہیں۔ غرض قرآن شریف دو علموں کو شامل ہے۔ ایک علم شرایع۔ دوسرا علم حقائق اور ان دونوں علموں کے بیان کیلئے دو زبانوں کی
ضرورت ہے۔ پہلی زبان شرعی ہے جس سے پیغمبر متکلم فرماتے تھے اور دوسری زبان حقیقی ہے جس سے مہدی متکلم تھے۔ پس رسول اللہ ؐ نے شرعی
زبان سے احکام شرعی کا بیان نہایت ناصحانہ اور حکیمانہ طریقہ پر ایسی نرمی کے ساتھ فرمایا جس بعض نہ پہلے اور ظاہر عداوت
اور باطنی دشمنی خاص دعوت کی وجہ سے پیدا ہوا اور ایسے احکام نہیں فرمایا جن کا عمل کرنا دشوار تھا کیونکہ وہ فی نفسہا مشکل
تھی وجہ سے عامل پر اونکا اختیار کرنا متعسر ہو جاتا ہے اور پہلے پہل جن لوگوں کو شرف اسلام حاصل ہوا احکام پر عمل کرنیکی
طاقت نہیں تھی پس ان وجوہ سے رسول اللہ ؐ نے مسلمانوں کو وہ احکام کی تبلیغ فرمائی جس کا عمل اوائل اسلام میں ممکن
اور یہ محض آنحضرت ؐ کی شفقت اور اللہ کی رحمت کا مقتضا تھا جو اس طرح عمل کیا گیا اور آہستہ اور بتدریج اونکو
مسائل دینی اور مسائل شرعی کی تعلیم کی گئی چنانچہ بعض اصحاب سے یہ روایت ہے کہ اللہ نے ہم پر پورا احسان کیا ہے کہ ہم اول مشرک تھے اگر
رسول اللہ ؐ سارے دینی مسائل کو یکبارگی ایک ہی دفعہ ہم پر ظاہر کر دیتے اور انکی تعلیم کا حکم دیتے تو ہم پر بڑی مصیبت ہو جاتی اور اسلام میں داخل نہ ہوسکتے۔ لیکن

ارادان ینطق باللسان الحقیقی فی علمہ الثانی الذی ھو علم الحقائق والاسرا
فمنعہ اللہ تعالیٰ عن افشائہ علیٰ سبیل الدعوۃ العامۃ لکونھا علی العبا
متعسرۃ۔ وعلی المیسرین متوعرۃ لان احکامھا مستصعبۃ ومسائلھا مت
وکان مظنۃ تقاعد عزائم الناس عنھا قویۃ۔ وان کان طباعھم عنھا غیر ا
فوجب صیانتھا علی مقتضی الحکمۃ الالٰھیۃ ولزم اخفاءھا علی الاشارۃ الاز
والی ھٰذا ذھب جھابذۃ المحققین کالعلامۃ روزبھان فی تفسیر عرائس
البیان کما قال "فان تکلمت معھم بالحقیقۃ طاشت العقول منھا وبقی
الخلق بلا فھم و علم" انتھی فلاحظ النبی حالھم وشانھم وعلمھم علی قدر عقول
وطاقۃ فھومھم وترک بیانہ علی سبیل الدعوۃ لاکن ما ترک رسول اللہ اصلاً
رفضہ کانہ نسیاً منسیاً بل من رأہ بنور النبوۃ لائقاً ومن کان طبعہ فائقاً بنوال
والشوق الی اللہ فعلمہ بقدر ما یتحمل وامرہ بالاختفاء عن عوام الخلق لقلۃ در
معانیہ کما یشیر الیہ حدیث البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال حفظت من رسو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائین فاما احدھما فبثثتہ واما الآخر لو بثثتہ لقطع
ھٰذا البلعوم" وقال صاحب الارشاد الساری فی شرح البخاری فی شرح ھٰذا الحدیث
ان المراد بہ علم الاسرار المصئون عن الاغیار المختص بالعلماء باللہ من اھل العرفا
والمشاھدات والاتقاء التی ھی نتیجۃ علم الشرائع والعمل بما جاء بہ الرسول
والوقوف عن ما حدہ وھٰذا لا ینالھا الا الغواصون فی بحر المجاھدات ولا یسعد
الا المصطفون بانوار المشاھدات والحاصل ان رسول اللہ لم یعن الاحکا
[illegible]

اور حقیقی لسان سے ان احکام کے بیان کا ارادہ فرمایا جو حقائق سے متعلق تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو اسکے اظہار سے روکا اور
عام طور پر اس کی تبلیغ کی اجازت نہ دی تاکہ عام لوگوں پر دشوار اور آسان مزاجوں پر متعذر نہ ہو جائے کیونکہ حقائق کے
احکام و مسائل دشوار ہیں جنکے حالت سرگراں ہوتا تھا کہ لوگوں کے ارادے پست ہو جائینگے گو ان کی طبیعتیں بُری بری
چیزوں کی برداشت کرتے نہیں مگر چونکہ اُن مسائل پر جو شرعی عادت پذیر ہو کر زیادہ مدت نہیں گزری تھی
لہٰذا ان مشکل احکام کی حفاظت پس آنحضرت ذی حکمت الٰہی کی خواہش ہے جس کے چھپانے کیلئے آپکو ازلی ارشاد ہو چکا تھا
علم حقائق کو راز میں رکھا اور زبردست محققوں جیسے علامہ روزبہان وغیرہ نے بھی اسی امر کو ظاہر فرمایا ہے چنانچہ
تفسیر عرائس میں علامہ نے ذکر کیا ہے کہ "اگر میں اُنسے مقام حقیقت میں گفتگو کرتا تو اُن کی عقول اُڑ جاتی اور ساری
خلق جاہل ہو جاتی۔ انتہی" یہ قول رسول اللہ کا ہے۔ پس رسول اللہ نے جب لوگوں کا یہ حال دیکھا اُن کی عقول اور اُنکے
سمجھ کی طاقت کے موافق تعلیم فرمایا اور دعوت کے طور پر حقائق کا بیان فرمانا ترک کیا مگر آپنے بالکل حقائق کی تعلیم
و تلقین ترک نہیں کی یعنے اُس کو کالعدم نہیں فرمایا بلکہ آپ جس کو نبوت کے نور اور ایمان کی درخشندگی کے
لائق ملاحظہ فرماتے مگر اسکے ساتھ ہی اوس کے چھپانے کا بھی حکم کر دیتے کیونکہ عوام کی عقل ایسی بلند پرواز نہیں ہے
جو ان لاہوتی مسائل کا تحمل کر سکے۔ چنانچہ اسی امر کیطرف جس کا بیان کیا ہے صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث
جو ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اشارہ کرتی ہے یعنے ابوہریرۃ کہتے ہیں کہ "میں رسول اللہ سے دو برتن (دو علم) پایا ہوں
ایک کو ظاہر کر دیا اور دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلا کٹ جائیگا" ارشاد الساری شرح بخاری میں مذکور ہے کہ "اس برتن سے
علم اسرار مراد ہے جو غیروں سے محفوظ ہے اور اون لوگوں سے مختص ہے جو ارباب معارف و مشاہدات اور علما ربانیین ہیں یہ علم دراصل
علم شرائع و عمل کا نتیجہ ہے اور اس علم کی اطلاع اون لوگوں کو ہوتی ہے جو مجاہدات کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں اور اس امر میں
اُنہی لوگوں کا بخت یاری دیتا ہے جو مشاہدوں کے انوار سے برگزیدگی حاصل کئے ہیں"

حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ احکام کو دعوت کے طریقہ پر بیان نہیں فرمایا بلکہ ان
مقدس احکام کا اظہار اُس شخص پر موقوف رکھا جو اس بڑے منصب اور اسرار [illegible] اور شریف

والخطيب النبيل وهو سلالة عترته ونقاوة آله فى اهل بيته قائلا لو لم يبق من
الدنيا الا يوم واحد لطوّل الله ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا من اهل بيتي
يواطى اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى كما رواه ابو داود فى سننه ثم اكده بيانا
وشيّد اركانه بوجوب تصديقه وتحتّم بيعته بعد تحققه واتباع امره فيما يأمر
وينهى عنه ويخبر به وينهى بقوله المروى عن ثوبان رض قال قال رسول الله
يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة لا يصير الى واحد منهم ثم تطلع الرايات
السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم ثم يجئ خليفة الله المهدى
فبايعوه ولو حبوا على الثلج فانه خليفة الله المهدى" رواه الحاكم وابو نعيم و
بهذين الحديثين امور احدها ان بعثه ضرورى وبحيث لا ينقرض الدنيا الا بعد بعثه
وثانيها حدوث الاقتتال والجدال فى الخلفاء عند الكنز المعبّر بالخلافة وثالثها
ان المراد بالكنز المذكور فى الحديث الخلافة الصورية السلطنة الجبروتية كما اشار
اليه رسول الله بقوله الخلافة بعدى ثلثون سنة ثم يصير بعدها ملوكا عضوضا
والقتال عند الكنز يؤيد لهذا المعنى والمهدى ليست له خلافة صورية بل الخلافة
الصورية مختصة للمهدى من بنى اسحاق والمهدى الموعود من سلالة بنى اسماعيل
يبعث فقيرا متعسر الحال وكذلك ثبت بعثه عندنا فالمراد بهذه الخلافة هى
السلطنة القاهرة لا الخلافة الروحانية التى تتصف بها الانبياء والمرسلون
ورابعها طلوع الرايات السود من قبل خراسان مع عدم كون المهدى مصاحبا معهم
لان ثم المذكورة فى الحديث المذكور تدل على تراخى زمان بعثه وامتداده
قتران مجيئه من اهل الرايات - وخامسها ظهور المهدى بعد انصرام الوقائع

اور شریف عہدہ کیلیے ازل سے منتخب ہوا ہے اور وہی شخص اس خاص منصب کا خاتم بھی ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی پاک عترت اور امت مین آپکی آل کا خلاصہ ہے۔ اور رسول اللہ صلعم نے اس امر کی صراحت فرمائی کہ "اگر دنیا کا
ایک دن بھی باقی رہے تو اللہ تعالی اوس دن کو اتنا دراز کر دیگا کہ اوس مین حضرت مہدی ع مبعوث ہو جائے اور وہ میری
اہل بیت سے ہین اونکا نام میرا نام ہے اونکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہے چنانچہ ابو داؤد نے یہ روایت کی
پھر آنحضرت نے اپنے بیان کے ارکان کو مہدی کی تصدیق کے واجب ہونے اور آپکی اتباع اوامر و مناہی مین
فرض ہونے سے اور بھی موکد کر دیا اور یہ بھی صراحت کی کہ مہدی ع خلیفۃ اللہ ہے اور یہ روایت حضرت
ثوبان سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہارے کنز یعنے خلافت کے پاس تین شخص خلیفون کے
بیٹون سے لڑینگے اور یہ کنز کسی کو نملیگا پھر کالے جھنڈیان نکلینگی مشرق مین اور تم سے سخت لڑینگے اسطور پر
کہ کسی نے ایسا نہ لڑا ہو پھر سب کے بعد مہدی ع خلیفۃ اللہ کا ظہور ہوگا اوس سے تم بالضرور بیعت کرو گو تم کو برف
پر سے رینگتے رینگتے جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی خلیفہ خدا کا ہے" اس حدیث کو حاکم اور ابو نعیم نے روایت کی ہے
ان دونون حدیثون سے چند امور ظاہر ہوئے پہلا یہ کہ مہدی ع کا مبعوث ہونا ضروری اس طور پر کہ دنیا کا انقطاع آپکے مبعوث ہونے کے
بعد ہوگا اور دوسرا یہ کہ لڑائی کا خلفا مین خلافت پر ہونا ضروری امر ہے۔ تیسرا یہ کہ کنز سے مراد حدیث مذکور مین خلافت ظاہری ہے
یعنے جبروتی سلطنت جسطرح کہ عام سلاطین مین ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ دراصل خلافت رسول اللہ کی مدت تیس برس کی ہے (۳۰)
اور اسکے بعد بادشاہ ہونگے جن مین ہر ایک دوسرے کو کاٹ کھائیگا اور خلافت اور کنز کے نزدیک قتال کا واقع ہونا اسی معنی کو قوی کرتا ہے۔
اور مہدی مبعوث کیلئے خلافت ظاہری نہین ہے کیونکہ ظاہری خلافت اوس مہدی سے مختص ہے جو بنی اسحاق سے ہوگا اور مہدی موعود جس سے بحث ہو رہی ہے
وہ اسمٰعیلی ہے جو فقیر تنگدست مبعوث ہوگا الحمد للہ اسی طرح آپ پیدا ہوئے غرض اس خلافت سے سلطنت قاہرہ مراد ہے۔ وہ روحانی سلطنت مراد نہیں ہے
جس سے حضرت انبیا اور رسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات موصوف تھے۔ اور چوتھا یہ امر ہے کہ کالی کالی جھنڈیان والے لوگونکا خراسان مین آنا اور انکے ہمراہ
حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہونا حدیث مذکورہ سے صاف طور پر اور کھلم کھلا ثابت ہے کیونکہ لفظ "ثم" جو حدیث مذکور مین موجود ہے وہ اس بات پر
دلالت کرتا ہے کہ مہدی کا زمانہ جھنڈیون والون کے زمانے کے بعد ہے اسکے سوا کوئی امر حدیث سے مفہوم نہین ہوتا۔ اور پانچوان امر یہ کہ مہدی کا ظہور جھگڑون کے

وانکشاف ظلام المعامع فلا یتصور کون الروایات الشو بمعنی مع کونہ محال الف
لمقتضی ثم ـ فمن زعم یکون بمعنی فهو من بمعنی افتراء آثم ـ وتشویہ فی معنی الحدیث باهوائہ
وساوسها کون المهدی خلیفۃ الله قال انہ خلیفۃ من خلفاء الرسول بجمیع الجہ
فهو من تلقاء نفسہ عدم اعمال فی الاحادیث وتشویش معانیها ـ فلما طلع شمس
اخبر الاقتباس شعاع الاحکام المکتومۃ والاسرار المخزونۃ بدعوتہ ثم مهدها اصو
وفروعا ومبناها هی الاصول الشرعیۃ الحقیقیۃ مع زیادۃ المتاعب والمصائب التی
لم تکن فی زمنہ علی مشاکلۃ العموم ـ کما قال المهدی جوعوا بطونکم وعطشوا اکبادکم
لعلکم ترون ربکم شفاها ـ فلما تفرق اصول العلمین قال بلسان الحقیقۃ ادعوا
الله ای الی رویتہ مع کونہ مستظهرا للامور الشرعیۃ وتابعا لاحکامها فکان بهاتین
الجهتین خلیفۃ الله وخلیفۃ رسول الله لامحالۃ ـ اما کونہ خلیفۃ الله فلدعوتہ
الی الطریقۃ والحقیقۃ ـ واما کونہ خلیفۃ رسول الله فلکونہ متشبثا للشریعۃ الغراء
والملۃ السمحۃ البیضاء فهو من حیث انہ خلیفۃ الله قال فی قولہ ثم ان علینا بیانہ
ای بلسان المهدی لانہ یکون خلیفۃ الله اکمل المفسرین بکتاب الله فیجب اجابتہ بهذه
الحیثیۃ ویعتقد بہ لانہ معصوم عن الخطاء بشهادۃ العقل وهو کونہ خلیفۃ الله والنقل
وهو قولہ المهدی منی ولا یخطی ولا یعتد قول من قال ان تفسیرہ کتفسیر المفسرین
واقول ان "ثم" یدل علی التراخی کما ذهب الیہ ائمۃ النحاۃ والاصول سواء کان
انتهاءہ الی زمان قریب او بعید لا یقال انہ یلزم علی هذا التقدیر انتفاء العمل
علی القرآن لانہ لا معنی فیہ فکیف یتصور فیہ الامر والنهی لانا نقول ان نصوص
القرآن علی اقسام منها امور ازلیۃ وارشادات سرمدیۃ منطویۃ بالاحکام

پس اس صورت میں کالی اشاؤں کا حضرت مهدیؑ کی ساتھ ہونا مضمون حدیث کی مخالف ہی پس جس نے اسکا دعوی کیا اس نے معنی حدیث میں
غلط کر دیا اور کچھ بھی نہیں سمجھا۔ چھٹا امر یہ کہ مهدیؑ کا خلیفۃ الله ہونا حدیث مذکور سے ثابت ہی پس جس نے آپکو سب جہتوں سے خلیفۂ
رسول الله کہا وہ اسکی ہر شی اور حدیثوں کے معانی میں خلط ملط کرنیکی وجہ سے ہے۔ غرض جب آپکی بعثت کا سورج چمک گیا آپنے ولایت کی
احکام کی کرنیں اُمت پر روشن کر دیں وہ پوشیدہ پوشیدہ احکام اور عمدہ بھید جو کسی پر نہیں کھلے تھی۔ اور دعوت کی وجہ سے ظاہر ہو گئیں پھر آپنے
ان احکام کو اصولاً وفروعاً مرتب فرمایا اور اُن کی بنا دراصل شرعی اصول تھیں مگر انکو ادا میں زیادہ تر سختی ہی جو نبیؐ کی زمانہ میں عام صحابہ پر نہیں تھی
چنانچہ آپنے فرمایا ہی کہ تم بھوکی رہو اور اپنے کلیجوں کو پیاس سے سکھا دو شاید تم اپنے خدا کو بالمشافہ دیکھلو گی۔ جب شریعت و حقیقت کی اصول
علیحدہ ہوں تو آپنے حقیقی لسان سے خدا کی رویت کیطرف خلائق کی دعوت کی اور اسکے ساتھ ہی آپ شریعت پر سخت کاربند تھی پس ان دونوں جہتوں سے
آپکے دو منصب ہیں۔ ایک خدا کی خلافت دوسرا رسول اللهؐ کی خلافت یعنی آپ خلیفۃ الله ہیں۔ خلیفۃ الله اسوجہ سے ہیں کہ آپ احکام حقیقت
کیطرف مستقلانہ دعوت کرتی تھی اور خلیفۂ رسول اللهؐ اس جہت سے ہیں کہ آپ پوری تابع شریعت تھے۔ پس اس حیثیت سے کہ آپ خدا کی خلیفہ ہیں
ثم ان علینا بیانہ میں ضمیر غائب کا مرجع اپنے کو فرمایا یعنی بیان قرآن مهدیؑ کی زبان سے ہو گا۔ کیونکہ خدا کی خلیفہ ہونیکی جہت سے
مفسرین میں اکمل ہیں پس اس حیثیت سے آپکے قول کو ماننا واجب ہے۔ اور اسکے حق ہونیکا اعتقاد بھی ضروری ہی کیونکہ آپ خلیفۃ الله ہیں
اور جو خدا کا خلیفہ ہو گا وہ خطا سے معصوم ہو گا اور رسول اللهؐ نے فرمایا ہے کہ "مهدی میری آل سے ہی خطا نہیں کریگا۔ پس شہادت
عقلی و نقلی سے چونکہ آپ معصوم ہیں آپکے قول میں خطا نہیں ہی غرض آپکی تفسیر دوسرے مفسروں کی تفسیر کی موافق ہو اور میں کہتا ہوں
کہ "ثم" تاخیر پر دلالت کرتا ہے چنانچہ ائمہ نحاۃ اور ائمہ اصول کا بھی مذہب ہے عام ازیں کہ اسکی تاخیر زمانِ قریب تک ہو
یا بعید تک اور یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ اس تقدیر پر یعنی لفظ "ثم" کے متراخی ہونیکی تسلیم پر قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا
کیونکہ جب قرآن کے معنی ہی بیان نہوں تو اس کے امر و نہی پر کس طرح عمل کیا جائیگا۔ پس اس صورت میں قرآن کے کسی حکم پر
عمل نہیں ہو سکیگا اور یہ بات خلافِ نفس الامر ہے کیونکہ ہم اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن کی
آیتیں کئی قسم پر ہیں۔ پہلی قسم یہ کہ قرآن کی بعض آیتیں ایسی ہیں جو عبادات و معاملات

التعبدية والصناعات التمدنية ـ ومنها اعتقاديات ضرورية لا يتمكن الايمان
فى القلب الا بها ـ ومنها قصص الامم السالفة واساطير اعضاليّة تفيد للسامع المصغى
الجزم واليقين ـ ومنها حقائق ملكوتية ومعارف لاهوتية متشابهة البيان عويص
البيان ـ لا يفهم معانيها بالالفاظ المتلوة ولا يدرك حقايقها بالكلمات المقروّة
فالامور المذكورة الاول بلغت اسرارها على طراشة الامم ـ وزهافة العرب والعجم
حين بزغت شمس الشريعة ـ واما القسم الاخر المتعلق بالحقائق بقى مكنونا فى الاسرار
ولم يعن رموزه حتى زكى مذاكى ذكاء نور الانوار ـ اعنى سيدنا المهدى الموعود عليه
الف الف صلوة وسلام ماصعق الصعقاء فى نصف النهار ـ فالقرآن ظاهر معناه
باعتبار الاقسام المتعلقة بالشريعة وغير ظاهر باعتبار القسم الاخر المتعلق بالحقيقة
لان معنى النصوص المتعلقة بالحقيقة لم يظهر فى عهد النبىؐ على نهج العموم ـ ولا اشكال
فى هذا الباب لان من التاويلات ما هو لم يعن فى زمنه كما ذكر فى معالم التنزيل
ثم ان القرآن نزل منه اى مضى تاويلهن قبل ان ينزلن ومنه اى وقع تاويلهن على
عهد رسول اللهؐ ومنه اى وقع تاويلهن بعد رسول اللهؐ ومنه اى يقع تاويلهن
فى اخر الزمان ومنه اى يقع تاويلهن يوم القيمة" انتهى" فوقع تاويل اية "ثم ان
علينا بيانه" فى اخر الزمان فاين المحذور فان قلت ان الضمير فى بيانه راجع
الى القرآن فلا يراد به بعضه قلت ان القرآن كما يطلق على هيا كل النور للشيخ الاشراقى
الالهى الحكيم شهاب الدين المقتول قال الله تعالىٰ فى المصحف" ثم ان علينا بيانه"
وثم للتراخى يعنى انه يعلم من قوله" ثم ان علينا بيانه" ان تمام الكشف عن حقائق

ومعاملات کو شامل ہیں اور دوسری قسم یہ کہ قرآن کی بعض آیتیں ضروری عقاید ہیں ان کو بغیر ایمان کامل نہیں آ سکتا
اور تیسری قسم یہ کہ قرآن کی بعض آیتیں انبیاء وغیرہ کے قصوں سے متعلق ہیں جن کے سننے والوں کو یقین ہو جاتا ہے اور چوتھی قسم یہ کہ قرآن کی بعض آیتوں میں ملکی
معنا و الٰہی حقایق کا بیان ہے جو سخت متشابہ ہیں اور الفاظ قرآنی اور کتابت سے انکے حقیقی معانی کا ادراک نہیں ہو سکتا پس پہلی چار قسمیں
جن کے احکام و اسرار شائع ہیں ساری قوموں پر ظاہر ہو چکی ہیں جب آفتاب شریعت محمد رسول اللہ
کا ظہور ہوا اور اسکا ابھی تک مخفی نہیں ہو جبکہ آفتاب شریعت محمد رسول اللہ
کی کرنیں آفاق عالم پر پڑ رہی ہیں مگر پانچویں قسم جو خاص علم حقایق ہے کہ ذات باری جل شانہ و تعالیٰ و برہانہ کی ذات و صفات سے متعلق تھا اور اسلئے
کہ اس زمانہ میں اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا اور خلایق ایسی بہت سے مسائل کی جو علم حقایق کے اصول و فروع ہیں برداشت نہیں کر سکتی تھی اور یہ بھی
خوف تھا کہ اسکی قصوں وغیرہ میں کہیں اللہ جل شانہ کا ختم نہ ہو جائے حضرت سیدنا محمد رسول اللہؐ نے اس علم کو عموماً نہیں بیان فرمایا تھا پس یہ علم مخفی تھا۔
اور ان مہدی کا ظہور حضرت مہدیؑ کے زمانہ تک نہیں ہوا اللہ کی ہزاروں درود و سلام ہو جبتک کہ دوپہر میں ابنیا آپ کا ظہور نہیں ہوا پس قرآن شریف ان اقسام کے اعتبار سے جو شریعت
سے متعلق ہیں ظاہر ہے اور اس قسم کے اعتبار سے جو حقیقت سے متعلق ہے ظاہر نہیں ہے کیونکہ ان آیتوں کے معانی جو حقیقت سے متعلق ہیں انکا ظہور عموم کے طور پر
رسول اللہؐ کے زمانہ میں عام طور پر نہیں ہوا تھا اور اسمیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ بعض تاویلیں رسول اللہؐ کے زمانہ میں نہیں ہوئیں چنانچہ معالم التنزیل
میں مذکور ہے کہ قرآن میں بعض ایسی آیتیں ہیں جنکی تاویل انکے نزول کے پہلے ہوئی اور بعض کی تاویل رسول اللہؐ کے زمانہ میں ہوئی اور بعض کی تاویل آخر زمانہ میں ہوگی
اور بعض کی تاویل قیامت میں ہوگی انتہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی ساری آیتوں کی تاویل رسول اللہؐ کے زمانہ میں ہونا کوئی واجبی امر نہیں ہے اسلئے
آیت ثم علینا بیانہ کی تاویل جو آپکے منصوص لفظوں سے تاخیر پر صاف دلالت کرتی ہے رسول اللہؐ کے زمانہ میں نہیں ہوئی بلکہ اسکا ظہور حضرت سیدنا مہدیؑ کے
زمانہ میں ہوا پس اس بحث سے اعتراض مذکور کی بنیاد مستاصل ہو گئی۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ لفظ بیانہ میں جو ضمیر ہے وہ قرآن شریف کی طرف راجع ہوتی ہے
تو اس صورت میں جبکہ اس سے ایک قسم مراد ہو تو اس سے بعض قرآن مراد ہوگا اور حالانکہ اسکا مرجع سارا قرآن ہے میں کہتا ہوں کہ قرآن جیسا کہ سارے قرآن پر بولا جاتا ہے
اسی طرح قرآن کے ایک حصہ پر بھی کہا جاتا ہے چنانچہ صحاح کے محاورہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مقولہ تھا کہ قرآن فلان سورہ میں ہے اسلئے اس آیت میں بعض قرآن مراد ہے
بلکہ اس سے بعض قرآن یعنی قرآن کا ایک حصہ مراد ہے اور اس حصہ سے ضرور وہ آیتیں مراد ہیں جو علم حقایق سے متعلق ہیں یہ تقریر ثابت ہے کہ بیان حقایق عام طور پر رسول اللہؐ کے زمانہ کے
متراخی ہے پس اعتراض اٹھ گیا اور حق ظاہر ہو گیا۔ محقق ودانی شرح ہیاکل النور میں جو حکیم الٰہی شیخ مقتول کی ہے لکھا ہے کہ ثم ان علینا بیانہ میں جو ثم
موجود ہے تراخی کیلئے ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حقایق کا آخر تک پورا کشف اور وہ بھی بصورتیں جنکی مفہوم نہایت بلاغت سے ہو

متراخ عن زمانه فانه يظهر في زمان من هو فارقليطا وهو مظهر للولاية الخاصة وتلك الحجة الوثيقة بحكم مقتضى النبوة موقوفا موكلا الى مظهر ولاية الخاصة لما لا تطيقها عقول الناس وطباعهم. وتابسيهم اسوة الانبياء واتباعهم مع قرب عهدهم بالاسلام والايمان صعبت بتعليم احكام علم المعرفة والاحسان لان احكامها اشد صعوبة من احكام الشريعة واثقل رزية من سنن هذه السنة السنية. فلم يبلغهم هذه الاحكام. وتبيين هذه الاسرار التي اوحاها الملك العلام واحال تبيان هذا العلم على افضل عترته لانه خليفة الله في امته. كي يبسط لامته مائدة النعماء الالهية والآلاء القدوسية الغير المتناهية. ولذا جعل رسول الله محبته من ضروريات الدين. وتصديقه ولجبا على ضمائر الناس وطراشة العالمين. ثم جاء اليه جهابذة العلماء وسروات الفضلاء من جانب السلطان الخراساني بتمتع عزيز واحتشام خاقاني بايرادات معضلة واشكالات مشكلة. فاجابهم للهدي ارتجالا حتى افحمهم بحسن بيانه مصانع الخطباء. وجاريا فصاحة وابلاغه العرب العرباء فصدقوه. وبالعروة حققوه. فمنهم الملا علي الفياض وهو جهاج الاعلام. والملا علي الشرواني وهو قوم ذوي الافهام. ومنهم الملا كل وملا محمد وفي رواية الملا درويش. وملا عبد الصمد. وروي ان علياً ان الفياض سأل عنه بانك يا خليفة الله على اي تفسير تبين القرآن اي على اسلوبه قال ان التفاسير كلها الا ما شئت

وفي الهدية مراعاة لما هو الشاهد من استحقاق الزمان ... ان الرسول عليه السلام الخ

متراخی ہے کیونکہ وہ یہ بیان فارقلیط کے زمانہ مین ظاہر ہوگا کیونکہ وہ رسول اللہ کی خاص ولادت کا مظہر ہے اور یہ اسرار حکم نبوت کے اقتضا سے مظہر خاص ولادت پر جس سے مہدی م مراد ہین موقوف تھے کیونکہ استعداد زمانی اسی تاخیر کی مقتضی تھی۔ پس یہ امر ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ نے جبکہ لوگون کے طبیعتون کے حالات اور انبیاء کی پیروی اور ان کی اتباع کو اصحاب اور امت مین ملاحظہ فرمایا باوجودیکہ وہ اسلام و ایمان مین بالکل نئے تھے احکام علم معرفت و احسان کی اونہین تعلیم نہین کی کیونکہ معرفت و احسان کے احکام شریعت سے زیادہ تر سخت اور گران تھے پس انکو آپ نے ان احکام کی تبلیغ نہین کی اور وہ مقدس اسرار جو آپ کو خاص اللہ تعالی کی طرف سے معلوم ہوئے تھے اُن کو خبر نہین دی اور اُن کے بیان کا حوالہ اپنی عترت کے اُس شخص پر فرمایا جو ان مین افضل تھا کیونکہ وہ اپنے امت مین خدا کا خلیفہ ہے پس بالضرور سب سے افضل ہے اور اسوجہ سے تھی کہ وہ معصوم ہے۔ تاکہ وہ اپنی امت پر اللہ کی نعمتوں کا دستر خوان کھولدیوے اور اسیواسطے رسول اللہ نے آپ کے آنیکو ضروریات دین سے گروانا اور آپکی تصدیق سارے جہان اور عام لوگون پر واجب کی۔ پھر آپکے پاس خراسان کے بادشاہ کیطرف سے بڑے بڑے علماء بڑے دبدبہ اور خاقانی اہتمام سے چند مشکل اعتراضات کے ساتھ حاضر ہوے حضرت نے فوراً اُن کے جوابات ادا کیے جسکے حسن بیان سے بڑے بڑے خطیب ساکت اور جسکی اسلوب اداسے عرب عرباء حیران ہو گئے پھر اُن سب علماء نے تصدیق کی اور ہاتھ پر بیعت کی جن مین سے ملا علی فیاض تھے جو علما مین سر سمجھے جاتے تھے اور ملا علی شروانی تھے جو صاحبان فہم مین بہت ہی افضل گنے جاتے تھے۔ اور نیز ملا گل و ملا عبد الصمد تھے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ملا درویش و ملا عبد الصمد تھے۔ غرض یہ سارے آپکی قدسیانہ تحقیق سے بالکل لاجواب ہو گئے اور بالآخر اُنکو آپکے خلیفۃ اللہ ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ ایکمرتبہ علی الفیاض نے نہایت ادب کے ساتھ بارگاہ عالی مین عرض کیا کہ اے خدا کے خلیفہ آپ کس تفسیر کے طریقہ پر بیان فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ سارے تفسیرون

وبالقياسات محروسة۔ وانی خلیفة اللہ لا اقول الا بما الھمنی الملك
العلام۔ او بما اوحی فی روعی من تلقاء ملك الالھام۔ فابین ما ھو مراد
اللہ۔ فای تفسیر وافق تفسیری فھو المقصود والا فھو مطرود ومردود۔ ثم
عرض فجلب علی الفیاض التعلیم والتلقین۔ ففتح علیہ ابواب الیقین
حتی استغرق فی ابحر الجمال۔ وخاض فی لجج الکمال۔ وغطس فی قاموس
الجلال۔ وشرذمة من العلماء ابوا الی السلطان بالبشارة القدسیة۔ وذکروا
عندہ من شمائلہ المبارکة وجلائلہ الشروقیة۔ وساقوا احوالہ الجلیلة۔
ومرد وارو ایاتہ الجمیلة۔ التی تضمنتھا الاحادیث الصحاح۔ حتی اصبحوا فی
فوادہ بومیض الایمان المصباح۔ ومن جملة ما ذکروہ بانہ متصف بالاخلاق
الکریمة۔ ومتخلق بالمکارم العظیمة۔ مقدم حیث تحتم الابطال
وطلق حین تجحم الوجال۔ ثابت فی المعامع والاھوال۔ واذا صال فی الفوارس
فھو السہی فی الاقیال او کالضبارمة فی الاقیال۔ متوکل علی اللہ فی
سائر الاحوال۔ متبع الشریعة فی الاقوال والافعال۔ داع الی اللہ وخلیفة
فی تبلیغ المسائل والاحکام۔ قولہ قدیم وعلمہ کل یوم جدید بتعلیم
الملك العلام۔ مستغرقا فی المعاینات والتجلیات عائما فی لجة الافعال وسالجا
فی سبحات الذات۔ لا ینطق الا باذن اللہ۔ ولا یتقول الا بآیات کلام اللہ
یامر امر الشریعة۔ ویدعو الی الطریقة والحقیقة۔ فلیس حالہ الا کحال
الرسول علیہ السلام فکم من جائر سفاك۔ وکم من غاشم ھاتك

ے وقیاس سے بہری ہوئی ہین اور مین خدا کا خلیفہ ہون لہذا وہی کہتا ہون جبکا مجھے
ائے علیم نے الہام کیا ہے اور میرے دل مین ملک الالہام نے وحی کی۔ پس مین خدا کی مراد
شرع رسول بیان کرتا ہون۔ پس جو تفسیر میری تفسیر کے مطابق ہے فبہا ورنہ وہ مردود ہے
آپ کی مبارک پیش گاہ مین علی فیاض پیش کیے گئے اپنی انہین تلقین کی اور انپر یقین کے دروازے
ول دیے۔ تا آنکہ علی الفیاض جمال کے دریا مین غرق اور کمال کے سمندرون مین ڈوبنے لگے
زرگی کے بڑے دریا مین غوطہ لگائے۔ اور کچھ ان کے ہمراہی علما نے قدسی بشارت کیساتھ
سلطان کی خدمت مین حاضر ہوے اور مبارک شمائل اور آپ کے چمکتے ہوے بزرگیون اور
زرگ حالات اور مبارک روایتین جو صحیح حدیثون سے ثابت ہوی ہین بیکس عرض کیا تا آنکہ
ہنون سلطان کے دل مین ایمان کی چمک سے چراغ روشن کر دیا اور منجملہ ان صفات کے
انہون نے بیان کیا یہ ہین۔ کہ آپ بزرگ اخلاق اور معزز خصائل سے متصف ہین ۔
ورجہان جوانمردون کا ہجوم ہوتا ہے مقدم ہین اور جہان کہین جوانمرد بڑ بڑاتی ہین
پ طلق اللسان ہین۔ بڑے بڑے معرکون اور ہولناک واقعون مین ثابت ہین جب
سواروں کے درمیان آپ حملہ کرتے ہوے دکھائی دیتے ہین تو ایسے معلوم ہوتے ہین کہ وہ
وت سردار و نہین یا ہیبت ناک موٹی گردن والا ببر ہاتھیون مین ہے۔ اللہ پر توکل۔ اور
فعل و قول مین شریعت کے تابع۔ اللہ کی طرف بلانے والے اور اس کے خلیفہ مسائل واحکام کی
بلیغ مین ہین۔ آپ کا قول خاص خدا کے مراد ہے اور آپکو ہر ایک دن اللہ تعالی سے نئی نئی تعلیم ہوتی ہے
عاینون اور تجلیون کے دریا مین ڈوبے ہوئے اور ذاتی و فعلی تجلیات مین تیرنے والے ہین۔ اللہ کے حکم سے بات
یت کرتے ہین اور شریعت کا حکم فرماتے ہین اور طریقت وحقیقت کی طرف بلاتے ہین آپکا حال رسول علیہ السلام کے
پس بہت سے ظالم خونریز اور [illegible] والے۔

لما استصحبه یومًا او یومین تاب عن کل القبایح وآب عن جل المثا
وزان بالمباهج کل الزین۔ وکم من سارق وشطار۔ وکم
منتحل ودعار۔ صار فی مجلسه من اهل الکرامة۔ واشتغل
الاشغال الالهیة کما هو داب اهل المکانة۔ وبالجملة تقدر
فی صحبة المرض الروحانی۔ وبصص علی اصحابه نور شعشعانی۔ ولو
فیهم لقلت انهم ملائکة مقربون۔ مستغرقون فی مشاهدة الذ
وما سواها لا یطلبون۔ متصفین بالقناعة والعزلة۔ فرحین بالعص
ومتوقلیی الوصلة۔ تابعی الشریعة۔ مقتفی الحقیقة۔ واذا کان ه
واصحابه کذلك علمنا ان دعواه صادق فی کل المسالك ولو کا
مبعوثا فی زمن الانبیاء بدعوی النبوة لکان اقرار نبوته واجبا علی الا
فکیف لا یقبل فی دعوی المهدیة التی هی لیست اعلی منها۔ فهذه الصف
الجزیلة لا تجتمع فی احد الا فی من هو مبعوث من الله مؤید به فی اظه
هذه الخوارق الباهرة۔ والبینات الظاهرة۔ مع کونه مدعیا بکو
خلیفة الله وموعود رسوله۔ فهذه الشواهد الساطعة والدلائل اللا
حاکمة بانه المهدی الموعود فلا یجوز التامر فی تصدیقه والتراخی فی قبو
وما قیل ان خلیفة الله من اجتمع فیه خواص ثلث احدها ان یکو
اطلاع علی المغیبات وثانیتها ان یظهر منه الافعال الخارقة للعاد
لکون هیولی عالم العناصر مطیعة له منقادة لتصرفاته کانقیاد والبد

ب آپ کے ساتھ ایک دن یا دو دن مصاحب رہے ساری برائیون سے توبہ اور سب عیبون سے
ر گئے اور خوبیون سے سنوارے گئے اور بہت سے چور اور چالاک اور بہت سے اُچکے اور بدکار
پ کی مقدس مجلس مین اہل کرامت مین شمار کیے گئے اور جس طرح کہ اہل مرتبت کی عادت ہے
د شغال مین مشغول ہو گئے۔ غرض آپکی مبارک صحبت مین روحانی امراض کا ازالہ ہوتا تھا
ور آپ کے اصحاب پر نور چمکتا تھا۔ اگر تم اُن کے افعال واقوال واحوال دیکھتے ہوتے تو
ے شک یہ کہدیتے کہ یہ مقرب فرشتے ہین۔ ذات کے دیدار مین غرق اور اُس کے سوائے
سی کے طالب نہین ہین گوشہ نشینی اور قناعت سے موصوف ہین تکلیف سے خوش
ر وصل کے طالب شریعت کے تابع حقیقت کی پیروی کرتے ہین جب آپ اور آپ کے
صحاب کی یہ حالت ہے تو ہم نے جان لیا کہ آپ کا دعوی سچا ہے۔ اگر آپ انبیاء کے
ا نہ مین نبوت کا دعوی کیے ہوتے تو صفات مذکورہ کے اعتبار سے امت پر آپکا دعوے
نا واجب ہوتا۔ پس مہدیت کا دعوی جو نبوت کے دعوی سے اعلی نہین ہے کیون کر
نا جایگا۔ یہ بزرگ صفتین اوسی شخص مین موجود ہوتے ہین جو مذکورہ پرزور کرامتین
ر روشن دلیلین ظاہر کرنے مین اللہ جل شانہ کی طرف سے موید اور مبعوث ہوا ہو۔
جود یکہ اوس کو یہ بھی دعوی ہو کہ مین اللہ کا خلیفہ ہون پس یہ دلیلین آپکے مہدی موعود ہونیکا
م کرتے ہین پس آپ کی تصدیق وقبول مین تاخیر درست نہین ہے اور یہ بات جو کہی جاتی ہے
لیفہ اللہ مین تین باتین ہونی چاہیین جن مین سے ایک یہ ہے کہ اُس کو مغیبات پر اطلاع ہو
ر دوسری یہ کہ اُس سے امور خارقہ صادر ہون کیونکہ عالم عناصر کا ہیولی اُس کا
ع ہو جاتا ہے اور اس کے تصرفات مین فرمان بردار اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ

وحیاً فغیر ضروری فی الانبیاء فضلاً فی المهدی۔ وانی اقول ان المغیبات
علی نحوین منها ما هی مغیبۃ عند العوام حاضرۃ عند الخواص ومنها ما هی
مغیبۃ عند الکل حاضرۃ عند اللّٰہ فالقسم الاول یوجد فی الانبیاء
ولا استحالۃ فیہ سواء کان انکشافهم بطریق الکشف او الایحاء
والثانی لا یوجد فیہم الا بالایحاء من اللّٰہ تعالیٰ وهذا هو الغیب حقیقۃ
وعلمہ مختص بہ تعالیٰ کما قال ولا یعلم الا ایاہ۔ وایضاً قال ان اللّٰہ
عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس
ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللّٰہ علیم خبیر۔
فبین فی هذا النص ان الامور المذکورۃ معلومۃ فی علمہ تعالیٰ ولا یعلمها
احد ولهذا لم یبینها رسول اللّٰہ فی جواب جبریل ع کما ذکر فی الحدیث
لکن لا یمنع فی ان آذنها اللّٰہ من یجتبی من رسلہ کما قال تعالیٰ ولکن اللّٰہ
یجتبی من رسلہ من یشاء فاذن الوقوف علی المغیبات خارج عن طوق
البشر فلا یصلح الامر الاول للاشتراط ۔ واما الامران الاخران فربما
یکونان موجودین فی الخلفاء بلا اشتراط اما الاول فلان الخارق انما
یظهر لداعیۃ مختصۃ ووجودها غیر ضروری الا انها ممکنۃ واما
الثانی فلان رویۃ الملائکۃ لا تحصل الا بامرہ تعالیٰ وهو غیر مقدور العباد
والایحاء یمکن بدون ارسال الملائکۃ کالالهام فی الفواد او الالقاء
فی الروع فلا اشتراط فقولهم غیر معقول ۔ فلا تحقق هذہ الصفات
فی ذاتہ ۔ الا انها موجودۃ فیہ باتم الظهور کالنور علی شاهق الطور

پس یہ باتین پیغمبرون مین پائی جانا غیر ضروری ہین چہ جائے کہ مہدی مین ہون۔ اور مین کہتا ہون کہ
مغیبات کی دو قسم ہین بعض ایسی مغیبات ہین جو عوام سے چھپی ہوئی ہین اور خواص ان کو جانتے ہین
اور بعض ایسے ہین جو کل سے چھپے ہوئے ان کو صرف اللہ جانتا ہے۔ پہلی قسم پیغمبرون مین پائی
جاتی ہے اور اُن کے وجود مین کوئی استحالہ نہین ہے عام ازینکہ انکا انکشاف کشف کے ذریعہ سے
ہو یا وحی سے۔ اور دوسری قسم وحی کے سوا اُن مین نہین پائی جاتی۔ اور حقیقت مین غیب
یہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا عالم ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ غیب اللہ ہی جانتا ہے۔ اور بھی
فرماتا ہے کہ اللہ کے پاس قیامت اور پانی برسنے کا علم ہے اور رحمون مین جو کچھ ہے جانتا ہے
اور نفس جو کچھ کل کریگا اور جس زمین پر کہ مریگا اُس کو خبر نہین ہے مگر اس کو اللہ جانتا ہے۔ اور
وہ اس سے خبردار ہے پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ امور اللہ تعالیٰ کے علم مین موجود ہین اور ان کا
علم کسی کو نہین ہے اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کے جواب مین قیامت کی ساعت
نہین دکھلائی۔ چنانچہ حدیث شریف مین مروی ہے مگر یہ مجال نہین کہ اللہ تعالیٰ امور معینہ کو کسی نبی پر
ظاہر کر دے چنانچہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چن لیتا ہے اُس کو غیب کی خبر دیتا ہے۔ غرض غیب سے
اطلاع حاصل کرنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ پس پہلا امر شرط کے لایق نہین ہے۔ مگر آخری دو امر پس وہ
دونون پیغمبرون خلفا مین اس کی شرط نہین ہے قسم اول اس وجہ سے کہ امر خارق بغیر سبب کے
ظاہر نہین ہوتا اور سبب کا وجود کچھ ضروری نہین ہے مگر ممکن ہے۔ اور قسم ثانی اس وجہ سے کہ
فرشتون کی رویت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے اور یہ امر بندون کی قدرت مین داخل نہین ہے
اور وحی فرشتون کے بھیجنے کے بغیر بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ الہام یا القاء جو رویت سے نہو۔
پس مخالف کے یہ شرطین سمجھ مین نہین آتین۔ اس صورت مین آپکی ذات مین مذکورہ صفتون کے
وجود کی ضرورت نہین ہے مگر یہ صفتین بھی آپ مین موجود ہین جس طرح کہ نور پہاڑ پر نظر آتا ہے (بلکہ ان کے

بل فیہ بعض الصفات الغیر المعدودة فی قولهم کدعوته بانه یعلم
من الله بلا واسطة ملك فان هذه الصفة جلی الصفات وابهر الایات
وبالجملة ان لسانه لسن بابهی الحکمة البالغة ومنطقه ناطق باسنی المواعظ
النابغة ـ فانا صدقنا ذاته وبایعنا علی یده طائعین ـ وحققنا مهدیته
فکنا لدعوته تابعین ـ فلما استمع السلطان هذه البشارة القدوسیة
والاشارة الناموسیة ـ صدق دعوته ـ وقبل مهدیته ـ لانه کان
الاخبار السالفة طابنا ـ والاساطیر الماضیة والقضایا الغابرة ممعنا ـ روی
ان السلطان حین لبی دعوته کان مریضا عمیدا ـ واضناه حدثان
الدهر فعاد وصبا شدیدا ـ ولهذا کتب الیه علیه السلام کتابا اظهر فیه تحقیق
وابرز فیه تصدیقه ـ ثم ارسله بصحابة السفراء ـ الی سدته العلیا
فلما وصل کتابه فی مجلسه قرء فاذا فیه بسم الله من حسین
والی الهراة الی حاکم الزمان وخلیفة الرحمن بانی بایعت علی
یدکم واعتضدت بعضدکم ودخلت فیها کما دخل الحذاق
من المومنین ـ وآمنت بمهدیتکم کما آمن البصراء موقنین
فالتفتوا الی کالتفات السید علی خدمه ـ او کتوجه النبی علی امته
انی دنف مقید فی طول الادواء ـ موثق فی سلاسل الامراض
واللاواء ـ ولو عافیت لاتیت حضرتکم ـ واغتنمت صحبتکم
وغسلت ارجلکم ـ وکنست منزلکم ـ فادع الله لشفائی ومرامی

بلکہ ان کے سواے بعض ایسی صفتین جو مذکورہ صفتوں مین مندرج نہین ہین وہ بھی
آپ مین موجود ہین جیسا کہ یہ قول کہ مجھے بلا واسطہ فرشتہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہوتی ہے پس یہ صفت
سب صفتون سے غالب ہے غرض آپکی حکمت کاملہ سے گویا اور نصیحت ظاہرہ کی ناطق ہے لہذا ہم نے آپکی
ذات کی شرف تصدیق سے مشرف ہوکر اور آپکے ہاتھ پر نہایت اطاعت سے بیعت کی اور آپکی مہدیت کی تحقیق
کرکے ہم نے آپکی دعوت کی اتباع کی ہے ـ جب سلطان نے یہ پاک بشارت اور جبریلی اشارت سنی فوراً آپ کی
دعوت کی تصدیق کرلی ـ اور مہدیت قبول کی ـ کیونکہ گذشتہ قصّون مین جنمین پیغمبرونکی دعوت کی حالات مذکور ہین
بڑا ماہر اور اُن کی مقدمات اور اخبار مین غائر نظرونسے دیکھا ہوا تہا ـ روایت ہے کہ سلطان نے جب آپکی دعوت
قبول کی سلطان کو مرض نے ناتوان کردیا تہا اور زمانہ کی حوادث نے اُس کو سخت لاغر بنا دیا تہا جس سے اُس نے
لامحالہ ایک عرضداشت لکہی اور سفیرون کی ذریعہ سے اُس کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت مین بہیجا جس کا
یہ مضمون تہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب حسین والی ہرات طرف اُس عالی بارگاہ کی جو سارے جہان کا اولوالعزم حاکم
اور اللہ جل شانہ وعز اسمہ کا سچا خلیفہ ہے کہ مین نے آپکے ہاتھ بیعت کی ہے اور آپکی جماعت مین ایسا
داخل ہوا ہون جیسا کہ حاذق لوگ ایمان لاکر آپکی صحبت مین داخل ہوئے ہین ـ اور آپکی
مہدیت پر اسی طرح ایمان لایا ہون جس طرح کہ ارباب ایقان نے آپکی مہدیت کا
یقین فرمایا ہے ـ پس مجھ پر ایسا التفات کرو جیسا کہ سردار اپنے خادمون پر کرتا ہے یا جیسا
پیغمبر اپنی امت پر توجہ کرتا ہے ـ اور مین بیمار ہون اور بیماریون کی ڈوریون مین بندھا ہوا
ہون اور اون کے زنجیرون مین جکڑا ہوا اور بلاؤن مین پہنسگیا ہون اگر مین تندرست
ہوتا تو آپکے پاس حاضر ہوتا اور آپ کی صحبت غنیمت جانتا آپکے پاؤن دہوتا اور آپکے مکان میں
جہاڑو دیتا میری شفا کے لیے اور میری آرزو پوری ہونے کیلئے اور میری امید برآنے کیلئے
[illegible] کی دعا قبول ہے ـ پس مہدی علیہ السلام نے ـ (سلطانیہ)

عنان التوجہ الی السلطان - ودعا لہ بزیادۃ الایمان والایقان - وادخل
فی الحاضرین - وادرجہ فی المہاجرین - ثم ہاجر السلطان الی المہدی
واستولی المرض علیہ - واقبل عسکر الحدثان الیہ فسار الیہ باسرع السیر
وطار الی جانبہ بجناح الطیر - لاکن قیام الدکر اظلم علی طریق الرشاد
وحال علیہ فی صورۃ کالہضاب والاطواد - حتی توفی بعد تلثہ ایام
مہاجرا - وفاز الی روضات الخلد غریبا مسافرا - فاحضرہ الملائکۃ
بین یدی المہدی کجنازۃ النجاشی امیر الحبشۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم - فبلغ السلطان باقصی مرادہ بہذا الطریق الاقوم - انا للہ
وانا الیہ راجعون - وروی ان المہدی لما سافر الی بلاد السند افتقر اصحابہ
فتوفی منہم اربعۃ وثمانون رجلا - وساروا الی ریاض الفرح ومن ہاجر
رجلا - ولم یستطع احد ان یاخذ حافر القبر اجیرا - لان الجدب یازم
علیہم فصاروا مفترین وبالہم کسیرا - فحفروا القبور فی تلعات البیداء
وخندقوا الخنادق فی الفدافد والفیفاء - ثم دفنوا فیہا فاخبر الحارث
عن ہذہ الافعال - واستغاث الی من کان علی المظالم بالارتجال
بان شرذمۃ من الفقراء واہل البداوۃ - ساروا الی الحوائث - وجعلوا ارضی
مجدثۃ - حتی صار الحرث مقبرۃ - فزئر الحاکم کالاسد الصیال - ثم
امر لتحقیق الحال - فجاءت الی الحرث الاحشام السلطانیۃ - مع توقیعات
غضبانیۃ - وسئلوا عن اصحابہ ان امیرکم ہل جعل ارض الفلاحین
... ... التقاۃ فقال علیہ السلام

سلطان پر توجہ کی اور اُس کے ایمان کی زیادتی کیلئے دعا فرمائی اور اُس کو حاضرون اور مہاجرونمین
داخل فرمایا پہر سلطان نے حضرت مہدی کی طرف ہجرت کی اور مرض کا سلطان پر استیلا ہوا۔
اور حوادث کا لشکر ٹوٹ پڑا۔ پس سلطان نہایت جلدی کے ساتھ آپکی طرف سیر کی اور آپکے
طرف ایسا اڑا جیسا کہ پرندہ اڑتا ہے لیکن بیماری کا سیاہ غبار نے سلطان کی راہ مین اندہیرا
کر دیا اور بیماری نے اُس کے راستہ مین بڑے بڑے پہاڑ بلند کردئے۔ تا آنکہ تین دنکے بعد
ہجرت مین وفات پایا اور خلد کے روضون مین مسافرانہ حالت مین پہنچ گیا۔ پس فرشتون نے
سلطان کے جنازہ کو مہدیؑ کے سامنے اس طرح پیش کردیا جس طرح نجاشی کا جنازہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تہا غرض سلطان اس عمدہ طریقہ سے اپنی
نہایت مراد کو پہنچ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت
مہدی علیہ السلام نے جب بلاد سندکی طرف سفر فرمایا آپ کے اصحاب سخت محتاج ہوگئے اور
ان مین سے قریباً (۸۴) کرکے جماعت جماعت جنت مین پہنچ گئے اور کسی مین
قدرت نہین تھی کہ کسی مزدور کو قبر کہودنے کی مزدوری دے سکے کیونکہ رزق کے قحط نے
ان پر نہایت سختی کی تھی پس وہ محتاج تھے اور اُن کا دل منکسر تہا۔ لہذا اُنہون نے کہیتومین قبرمین
کہودین اور نرم زمینومین گڑہے کہود دئے پھر اُس مین مردے دفن کیے گئے۔ جب ان کا مونکی
خبر کسان نے پائی حاکم فوجداری کے پاس جلد فریاد کردی کہ چند فقرا بادیہ نشینون نے میرے کہیت کو قبرستان
کردیا۔ حاکم اس خودمختارانہ فعل سے ناخوش ہوا اور غضبناک جھپٹنے والے شیر کے مثل چلایا۔ اور اس خبر کی
تحقیق کا حکم دیا۔ اور شاہی پروز فرمان والی سپاہ یعنے کوتوالی کہیت پر حاضر ہوی اور آپ کے اصحاب سے
دریافت کیا کہ کیا تمہارے سردار نے کسانون کی زمینات کو بدبودار کردیا اور اُن مین بغیر سرکاری
حکم کے اپنے مردے دفن کردے کیا اُنکو سرکاری احکام کا خوف نہین ہے۔ مہدیؑ نے (اُنکے جوابمین)

وجوا امور ولا ان علیهم فی خطابهم - احفروا القبور - حتی ما ذا اعلی
الظلمات عن النور - فان وجدتم الاموات فی الموت فانا مجرمون - و
رائتم عندک انکم تاتمون حفروا الکتب واقتروا عنها الرمال - فلم
فیها شیئاً فلعنوا الحارث باشنع الاقوال - لکونه باهتا فی بیان الدعو
وصامتا فی تبیان المدعی - فخضعوا بین یدیه مذللین - واعتذروا بانی
متحملین - وهناک قال انی لم ابعث لادفنکم فی الحفرات بل لا وصلکم
من الصفات الی الذات - وبالجملة ان من صاحبه رقی علی سماوة الکمال
وذری علی ذروة الافضال - ورای بهذه العین اعیان الجمال والجلال
ومن ثم قیل ان اصحابه کاصحاب رسول الله صلعم فی کل الصفات
والاحوال - کما اشار الیه سبحانه وتعالی وآخرین منهم لما یلحقوا بهم
ولهذا قال الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیة فی بیان وزراء المهدی
وهم علی اقدام رجال من الصحابة صدقوا ما عاهدوا الله علیه
فکم من آمن به بخوارقه ومعجزاته - وکم من ضل وخیل القلب والنیرنجات
فی کراماته - کما انکر الامم السالفة نبوة الانبیاء واستبدوا
انکار الخلافة الخلفاء - وروی انه سال عنه بعض اصحابه
المضطر اذا اسلا من المسغبة الی الردی - کیف یعالج فی دفع النوی
قال الاکتساب خیر له ولکن التوکل علی الله افضل منه - ولهذا قال
ومن یتوکل علی الله فهو حسبه - فلذلک قلنا التوکل افضل من الاکتساب

اون کے جواب میں نہایت نرمی سے فرمایا کہ قبرین کھود کر دیکھو تا تم کو نور و ظلمت میں فرق معلوم ہو
اگر تم قبروں میں مردے پاؤگے تو بیشک ہم گناہگار ہیں اور اگر ان میں مردے نہوں تم ملامت اٹھاؤ۔ پس قبریں
کھود ڈالی گئیں اور ان سے ریت ہٹائی گئی اور ان میں جھانک کر دیکھا تو ان میں کچھ بھی نہ تھا - اہل کوتوالی کی زبان پر
لعنت ملامت کی کیونکہ اسنے اپنے دعوی کی پر ناحق بہتان اٹھایا۔ پس کسان چپ چاپ رہگیا اور مدعی کچھ
رہگیا - اہل کوتوالی نے آپ کے عمدہ تقریر میں معذرت کی - اسوقت حضرت نے اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اسلئے
نہیں مبعوث ہوا ہوں کہ تم کو زمین میں دفن کروں بلکہ اس واسطے کہ تمہارے صفات سے تم کو ذات تک پہونچاؤں
اور خلاصہ کلام یہ کہ جب کوئی آپکی مصاحبت میں رہا کمال کی بلندی پر پہنچ گیا - اور بزرگیوں کی چوٹی پر پہنچ
گیا - اور اپنی آنکھ سے تجلیات جمالی او جلالی کا مشاہدہ کیا اور اسی واسطے یہ بات پیشینوں نے کہا ہے کہ آپکے اصحاب
مثل ہیں عام حالات میں انہیں صفتوں سے موصوف ہیں جو اصحاب کرام میں تہیں چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے
آخرین امت سابقین است ملاحق ہوجائینگے الخ اور اسی واسطے شیخ اکبر نے فتوحات میں ذکر کیا ہے کہ مہدی کے
وزراء آنحضرت صلعم کے اصحاب کے ہمقدم ہوں گے - جس کا انہوں نے اللہ سے اقرار کیا تہا اس کو پورا کیا
غرض بہت سے لوگ ان خوارق اور معجزات کے دیکہنے سے آپکی تصدیق کی اور بہت سے لوگوں نے آپکے
کرامات کو جادو و نیرنجات خیال کرکے بہٹک گئے - اور انکا یہ انکار گزشتہ امتوں کے انکار کے مثل ہے
جنہوں نے پیغمبروں اور خدا کے خلیفوں کی دعوتوں سے بڑا اعتنائی کی تہی - اور روایت ہے کہ بعض اصحاب نے
آپسے پوچھا کہ جب مضطر بھوک کی وجہ سے موت سے قریب ہوجائے اور ہلاکت کے دفع کے لئے
اس کو کیا کرنا چاہئے فرمایا کہ کسب معاش اس کو بہتر ہے مگر اللہ پر توکل اس سے افضل ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو اللہ پر بہروسہ کرے اللہ تعالی اس کے لئے بس ہے اسلئے
توکل کو کسب معاش اور سوال پر ہم نے فضیلت دی ہے اور اسی وجہ سے

من جبریل ع وهذا هو اعلی من اقسام التوکل وهذا هو مختار الامام
الغزالی۔ فاعلی الصفات الجلیلۃ۔ واجلی السمات الجمیلۃ۔ موجودۃ فی اصحابه
وعمدۃ الکمالات البھیۃ والصناعات السنیۃ ظاهرۃ فی اخدانه
مع ابتلائهم فی الحوائج الکثیرۃ۔ وانکسادهم فی الجنادع الخطیرۃ۔
یدانی بهذه الخلائق۔ احد من الوفود والخزایق ویفوضون الامور الی الله
غیر جانحین الی الاقارب والموالی۔ ولا یاثرون الی الحضارۃ من البوادی
والعوالی۔ ولا یرغبون الی ذوق بهیج وعیش رغید۔ ولا یبتغون مراقی
تجمل السروات واحتشام الصنادید۔ بل یطلبون مراتب القرب ومدارج
المدانات۔ ویسعون فی مضمار الکمال ببغی القصبات بین الجموع
والزرافات۔ فالحمد لله علی ما رزقنا حلاوۃ عرفانه وتحقیقه۔ وانعم
مذاقۃ ایمانه وتصدیقه۔ وقد ثبت فی موضعه ان خلفاء الله ما ینطقون
الا بالایحاء والالهام۔ ثم یخاطبون علی الامۃ علی ما اعلمهم الملک
العلام۔ فیبلغون عباد الله بالتقریر والتسوید۔ علی اعم الشبان
وجل العادید۔ ویفترضون علیهم ما اخبروا من الاحکام والشرائع
فیامرون الاوامر وینهون البدائع۔ فهذه حال کل خلیفۃ الله بعث
الی الناس۔ واما خلیفۃ الله الذی بعث ولیا خاتما للولایۃ المحمدیۃ فهو یتبع
الامور الشرعیۃ التی اوحیت الی النبی ص ولا یعمل علی الرای والقیاس
بل یدعو الی الله علی معرفۃ تحقیقه۔ وبصیرۃ حقیقته۔ کما قال الله

جبریل ع کی اعانت کو پسند نہیں فرمایا۔ اور یہ قسم توکل کے اعلی اقسام سے ہے اور حضرت امام غزالی کا بھی مختار
مذہب ہے جو ایسا ہین انہون نے صراحت کی ہے غرض اعلی صفات اور بزرگ حالات آپکے اصحاب مین موجود تھے اور عمدہ
کمالات اور مبارک صفتین آپکے ہوا خواہون مین ظاہر تہین۔ باوجودیکہ وہ اکثر حاجتون مین مبتلا تھے۔ اور بڑے
بڑے مصیبتون مین منکسر تھے اور ان اخلاق حمیدہ سے متصف ایک شخص بھی بڑے بڑے جماعتون مین
نظر نہین آتا اپنے سارے کام اللہ تعالی پر سونپ دیتے ہین اور اونکے اجرا ہونے مین اپنے قرابتدارون کی
طرف مائل نہین ہوتے اور شہر و آبادی مین نہین رہتے اور صرف صحرا و جنگلون مین اوقات بسر کرتے
ہین۔ اور دل کو خوش کرنے والے لذتون اور زیادہ عیش کی خواہش نہین کرتے اور اللہ سے بھی
سردارون کے تجمل اور امراکے احتشام کی دعا نہین کرتے بلکہ اللہ تعالی سے صرف مراتب قرب کی حصول کی
دعا کرتے ہین اور بڑے بڑے گروہون ہین ان کے کمال کی سبقت کی جہنڈیان سب سے آگے
لگے ہوئے ہین۔ پس اللہ کا شکر ہے کہ اوس نے اوس کے معرفت وتحقیق کی لذت کا ہم کو
رزق دیا اور اُس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کے مزہ کی ہم کو نعمت دی۔ اور یہ بات
ثابت ہو چکی ہے کہ خدا کے خلیفے سوائے وحی والہام کے بات نہین کرتے۔ اور اس کے بعد امت پر اون کو
بیان کر دیتے ہین اور تقریر و تحریر سے اُن منزلہ امور کی تبلیغ عام گروہون کرتے ہین اور جو کچھ احکام
وشرائع اونپر منزّل ہوئے ہین خلائق پر فرض و واجب کر دیتے ہین اوامر کا حکم دیتے ہین اور
نواہی سے بچاتے ہین پس یہ طریقہ اون خلفا کا ہے جو منصب نبوت پر مامور ہین مگر وہ خدا کا
خلیفہ جو ولی ہو اور خاص ولایت محمدیہ کا خاتم ہو تو وہ شرعی امور مین جن کی کہ نبی ص کو خدا کیطرف سے
وحی ہوئی ہے اُنکا تابع ہوگا اور رائے و قیاس پر عمل نکریگا بلکہ اللہ کی تحقیقی معرفت اور حقیقی بصیرت
کی طرف خلائق کو بلائیگا جیسا کہ اللہ تعالی نے نبی ص کو معلمانہ حیثیت سے تعلیم کرکے فرماتا ہے کہ ای محمد کہدو کہ
مین میرا تابع اللہ تعالی کی بصیرت کیطرف بلاتے ہین اور مین سے مہدی ع مراد ہے کیونکہ
(مہدی ع نے

هو المهدیؑ کما اشار الیہ المهدیؑ وایضاً ذهب الیہ محققون الائمة
کما صرح بہ الشیخ ابن العربی فی الفتوحات حیث قال فی تفسیر الآیۃ
المذکورۃ المهدی ممن اتبعہ وکما قال صلی اللہ علیہ وسلم المهدی
منّی یقفو اثری ولا یخطی وکذلک ادعی المهدیؑ بانہ تابع لشریعۃ
رسول اللہ المنزلۃ علیہ بلسان جبریل فاختتم تعالیم النبوۃ فی عهده
وبقی اسرار الاحسان الذی یشیر الیہ الحدیث بانک تعبد اللہ کانک
تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک فبقی احکام وکل رسول
اللہ اظهارها علی لسان المهدی کما قلت سابقا۔ فابرزها
المهدیؑ بامر الملک العلام علی کافۃ البرایا۔ وصب علیهم قطار هذہ
التفضلات وسحائب تلک العطایا۔ بجهۃ انہ خلیفۃ اللہ بالنسبۃ
الی هذہ الاحکام۔ وما افاض علی الامۃ المحمدیۃ من الخواص والعوام
من منح اللہ هو ما نقول منها ترک الدنیا والانقطاع عن الخلق۔ لقولہ
تعالی۔ وتبتل الیہ تبتیلا۔ ای انقطع الی اللہ بالاعراض عما سوی اللہ
انقطاعاً تاماً۔ قال الامام الرازی التبتل رفض الدنیا مع کل ما فیها
لان المشتغل الی غیر اللہ لا یکون منقطعاً الی اللہ۔ واعلم ان الامر
[illegible] القرائن یدل علی الوجوب کما هو محقق ائمۃ الاصول
[illegible] ورفض الدنیا لا یکون الا واجباً ولقولہ تعالی ومن کان
[illegible] نوف الیهم اعمالهم وهم فیها لا یبخسون ۔
[illegible] لیس لهم فی الاخرۃ الا النار فقولہ تعالی من فی من کان

کیونکہ مهدیؑ نے بھی خبر دی ہے اور اگلے محققوں نے بھی یہی اختیار کیا ہے چنانچہ شیخ اکبر ابن عربی نے
فتوحات مکیہ میں اس کی صراحت کی ہے۔ مافند آیت مذکورہ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ مهدیؑ نے آپکی پیروی
کی ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مهدیؑ میری اولاد سے ہے اور
خطا نہ کریگا۔ اور اسی طرح مهدیؑ نے دعوی بھی فرمایا کہ میں اللہ تعالی کا بندہ اور شریعت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم جو کہ جبریلؑ کی زبان سے منزل ہوئے ہیں تابع ہوں۔ غرض نبوت کی تعلیمات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ختم ہو گئی اور احسان کے اسرار جنکی طرف کہ حدیث ۔ بانک تعبد
اللہ اشارہ کرتی ہے باقی تھے اور حضرتؑ نے زبان مهدیؑ پران کے اظہار کا حوالہ فرمایا ہے جیسا کہ
میں نے سابق میں ذکر کیا ۔ پس مهدیؑ نے اللہ تعالی کے حکم سے تمام خلائق پر ان احکام کو ظاہر
فرمایا۔ اور ان پر خدا کے عطیات اور تفضلات کے بادلوں سے پانی برسایا ۔ اس جہت سے
کہ وہ ان احکام کی لحاظ سے اللہ کا خلیفہ ہے۔ اور جو احکام کہ آپنے امت محمدیہ کے
اطراف پر عام اونکہ وہ خاص ہوں یا عام بیان فرمایا ہے اون میں ایک یہ ہے کہ ترک
دنیا اور خلائق سے علیحدہ ہوجانا فرض ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وتبتل الیہ تبتیلا
یعنے سارے دنیا سے منقطع ہو کر اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو جاؤ ۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ
تبتّل کے معنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ترک کر دینے کے ہیں ۔ کیونکہ وہ شخص جو غیر
خدا میں مشغول ہو اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ بات جاننی چاہئے کہ جو صیغہ امر
قرینوں سے معرا ہو وجوب حکم پر دلالت کرتا ہے چنانچہ ائمہ اصول نے اسی امر کو ثابت
فرمایا ہے ۔ پس انقطاع اور دنیا کا ترک کر دینا واجب ہوگا۔ اور نیز اس وجہ سے
کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ فِیْهَا
لَا یُبْخَسُوْنَ ۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ ۔ پس اس آیت میں لفظ من جو (مذکور ہے)

مذکور ہے مسلمان اور کافر کو شامل ہے۔ پس آیت کا حکم اس شخص سے مخصوص ہے جس میں
وہ صفات پائی جائیں جو آیت میں ذکر کئے گئے ہیں عام ازینکہ یہ صفتیں مومن ہو یا کافر میں۔
اور نیز آیت واما من طغی وآثر الحیاۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی۔ یعنے جس نے
دنیا کو دین پر برگزیدہ کیا اور اُس کی مزخرفات کو دل سے چاہا اور اللہ تعالی کی عبادت سے اعتراض
اور اُس کے احکام سے چشم پوشی کی اور محبت دنیا میں حد سے گذر گیا تو دوزخ اُس کا ٹھکانہ ہوگا
امام رازی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں یہ تفسیر جو بیان ہوی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت کل خطیئات کی سردار ہے اور پناہ بخدا جب کوئی انسان
ان دونوں صفتوں سے موصوف ہو اور فساد کے اعلی درجہ پر پہنچگیا ہو تو وہ کافر ہے جو ہمیشہ
دوزخ میں رہے گا۔ اور اس حالت سے جو خصوصیت کی گئی ہے اُس کی یہ وجہ ہے کہ کوئی
فاسق اگر ان بُری خصلتوں سے موصوف نہو تو وہ دوزخ میں داخل نہوگا۔ جب دنیا کی محبت کی
یہ کیفیت ہے تو حضرت مہدئی نے اُس کے ترک کو واجب کردیا تا آدمی دوزخ میں اوندھے منہ نگریں
اور احکام مفروضہ مہدئی سے عزلت بھی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔ وتبتل الیہ تبتیلا
یعنے سب کو چھوڑ کر اللہ کی طرف ہو جاؤ۔ اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وذر الذین اتخذوا
دینھم لعبًا ولھوا غرتھم الحیوۃ الدنیا۔ یعنے اون لوگوں کو چھوڑدو جنھوں نے دینی
امور کو لہو ولعب قرار دیا ہے جس کے وہ مکلف ہوئے تھے۔ کیونکہ اون امور کا تم کرتے ہیں
اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ اون لوگوں کو چھوڑ دو اور روگردان ہو جاؤ جو تمہارے دین کو لہو
ولعب میں شمار کیا ہے۔ ظاہر آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اون لوگوں سے عزلت ضروری چیز ہے جو دین کی مسخری
کرتے ہیں اور جو ایسے نہوں اُنسے عزلت واجب نہیں ہے۔ اور نیز احکام مفروضہ مہدئی سے ذکر دوام ہے کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔
واذکر اللہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبکم۔ ابن عباس فرماتے ہیں یعنے رات۔ دن خشکی۔ تری۔ سفر حضر۔ مرض۔ صحت میں

یعم المسلم والکافر فحکم الایۃ مقصور علی وجود صفاتہ من کورۃ
فیھا سواء کانت موجودۃ فی المومن او الکافر۔ ولقولہ تعم فاما من طغی
وآثر الحیاۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی۔ ای من اختار الدنیا علی دینہ و
آثر زخرفھا واعرض عن طاعۃ اللہ واغضی عن احکامہ مع طغیانہ
فی حبابھا فالجحیم ماواہ۔ وقال الامام الرازی فی تفسیرہ انما ذکر
ذلک لماروی عنہ علیہ السلام انہ قال حب الدنیا راس کل خطیئۃ
ومتی کان الانسان والعیاذ باللہ موصوفا بھذین الامرین کان
بالغا فی الفساد الی اقصی الغایات وھو الکافر الذی یکون عقابہ
مخلدا وتخصیصہ بھذہ الحالۃ علی ان الفاسق الذی لایتخلق بھذہ الخلاق
الوخیمۃ لایحل فیھا فمتی کان حبھا کذلک امر المھدیؑ بوجوب ترکھا
کی لایکبکب الناس فی النار ومنھا العزلۃ عن الخلق واجبۃ لقولہ تعم وتبتل الیہ
تبتیلا کما مر تفسیرہ ولقولہ تعم وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا
غرتھم الحیوۃ الدنیا۔ ای وذر الذین بنوا امر دینھم علی التشھی واتخذوا
دینھم الذی کلفوہ لعبا ولھوا حیث سخروا بہ۔ والمعنی اعرض عنھم
لانھم اتخذوا دینک لعبا فالظاھر من ھذہ الایۃ ان الاعتزال عن الذین
اتخذوا امر الدین ھزوا واجب واما الاعتزال عن الذین لم یتصفوا
بھذہ الصفات الذمیمۃ والخلال الوخیمۃ فلیس بواجب۔ ومنھا ذکر
اللہ علی الدوام واجب لقولہ تعم واذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم
قال ابن عباس رض ای باللیل والنھار فی البر والبحر والسفر والحضر والمرض

و [illegible] والعلامة [illegible] ايضا قال في تفسير قوله تعالى ولذكر الله اكبر ان فيه وجهين اى ان ذكر الله لكم اكبر من ذكركم اياه والآخر ان ذكر الله اكبر من كل عبادة سواه ولقوله تعالى واذكر ربك في نفسك تضرعا وخفية ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تكن من الغافلين۔ قال الامام الرازى فى تفسيره المعنى ان قوله بالغدو والآصال دال على انه يجب ان يكون الذكر حاصلا فى كل الاوقات وقوله ولا تكن من الغافلين يدل على ان الذكر القلبى يجب ان يكون دائما وان لا يغفل الانسان لحظة واحدة عن استحضار جلال الله وكبريائه بقدر الطاقة البشرية۔ وقال صاحب المعالم تحت قوله تعالى يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ قال ابن عباس رضـ لم يفرض الله على عباده فريضة اِلَّا جَعَلَ لها حدا معلوما ثم عذر اهلها فى حال العذر غير الذكر فانه لم يجعل له حدا انتهى اليه ولم يعذر احدا فى تركه الا مغلوبا على عقله وامرهم فى الاحوال كلها ولقوله تعالى واذكر الله فى الغافلين۔ ومنها ترك السعى واجب وكذلك التوكل لقوله تعالى فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين۔ فمن توكل على الله وفوض امره اليه لا يجوز له ان يهوى الى السوال ولا يعدم داوا اهل الدنيا ولا يحاول الى تدبير مؤنته لانه ليس بجميل فى مقام التوكل ويعرض المجاملة عن الجيران اذا كانوا ملثيين لان فيها الانفلات الى ما يحاول التولى عنه لانهم يعاوضون معروفه لا بمالة فصار كالراجع فى معروه

[illegible] اللہ تعالی [illegible] ولذکر اللہ اکبر کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اس مین دو وجہین ہین پہلی وجہ یہ کہ اللہ تعالی جو تم کو یاد کرتا ہے اُس کی یاد تمہاری یاد سے برتر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی یاد سارے عبادتون سے بڑھکر ہے۔ اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہے۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین۔ حضرت امام رازی نے اپنی تفسیر مین اس کے معنی بیان فرمایا کہ بالغدو والآصال سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کا مبارک ذکر سارے وقتون مین واجب ہے اور لا تکن من الغافلین۔ اس امر کی ہدایت کرتا ہے کہ قلبی ذکر کا ہمیشہ رہنا واجب ہے۔ اور انسان کو ضرور ہے کہ ایک لحظہ بھی اللہ کے جلال کے حضور سے غافل نرہے اور صاحب معالم التنزیل نے آیت۔ یاایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا کے تفسیر مین حضرت ابن عباس رضـ سے روایت کی ہے کہ اللہ جل شانہ نے کوئی ایسی چیز اپنے بندون پر فرض نہین کی ہے جس کی حد مقرر نہوی ہو یعنے جو جو فرایض ہین اون کی ایک حد ہے اور عذر کی حالت مین اون کے نہ ادا ہونے کا عذر بھی منظور کیا جاتا ہے مگر ذکر خدا کہ اس کے لئے کوئی حد نہین ہے اور اس کے نکرنے کا عذر منظور ہو جائے مگر مجنونون پر یہ حکم نہین ہے۔ غرض سارے حالتون مین ذکر خدا کا حکم واجب ہے کیونکہ اس کے لئے کوئی حد وغایت نہین ہے۔ اور بعض فرایض مہدی عـ سے توکل و ترک سعی ہے کیونکہ اللہ تعـ فرماتا ہے۔ فتوکل علی اللہ الخ پس جس نے اللہ پر توکل کیا اور اپنا کام اوسپر سونپ دیا اوس سوال کرنا اور اہل دنیا کے مکانون کو جانا [illegible] معاش کے کسب کے لئے محنت کرنا جائز نہوگا۔ کیونکہ مقام توکل مین یہ امر مستحسن نہین ہے اور ہمسایون کے ساتھ جبکہ وہ توانگر ہون نیکوکاری یعنے تواضع وغیرہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس مین جس سے کہ روگردانی مقصود ہے مراجعت ہو جائیگی کیونکہ جب توانگرون کے ساتھ نیکوکاری اور تواضع [illegible]

ثم ينتقض حكم التوكل لانه لم يتوكل على الله بل شرع فى مشارع المعاملة
والمجاملة وهو المرابحة عند التحقيق فلا يجوز للمتوكل الاتكال على غير الله
تعالى واذا كان كذلك يجب عليه ان يفوض جميع اموره الى الله وهو
حسبه لقوله تعالى - وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ
اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا - واعلم ان فى هذه الكريمة ميعادا منصصا وعد
منصوصا من اللّٰهِ بانه يكفى مونته لانه يقول فهو حسبه فيجب للعباد ان
يصدقوا وعده ويومنوا على انجازه فى ميقات مقدر فى علمه فيجب
لا تعطال عليه لان الله تعالى عاهد على العباد لقوله - ان الله لا يخلف
الميعاد - فاذن وجب للموقن التوكل عليه والا يلزم تكذيب وعده
وهو كفر - فان قيل ان قوله تعالى - ومن يتوكل على الله فهو حسبه
يدل على عدم الاحتياج الى الكسب وقوله تعالى - فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ
فانتشروا فى الارض وابتغوا من فضل الله يدل على الاحتياج اليه فكيف
التوفيق قلنا ان الاية الاولى تدل على ان من توكل على الله وفوض
امره اليه فهو حسبه وكاف له فيجب له ان يعتقد على انجاز وعده
واما من لم يكن كذلك فيجوز له الابتغاء من فضل الله والترد
فى تمشيت اموره كما هو فحوى الاية الاخرى فلا منافاة بينهما لان
فى الاولى تخييرا وفى الاخرى اباحة وهما غير متنافيين ومنها صحب
الصادقين لقوله تعالى وكونوا مع الصادقين والمتبادر ان الامر للوجوب ولهذا
احتج العلماء بهذه الاية على ان الاجماع حجة قطعية فلو لم يكن هذا

نیکوکاری اور تواضع کا معاملہ جاری رہیگا تو وہ بالضرور وہ اسکا معاوضہ پہنچیگے تو ایسا شخص اُس شخص کے مشابہ ہے
جو اپنی تجارتمین فائدہ پاتا ہے اسوقت مین کل کا حکم منقوض ہوجائیگا کیونکہ اوسنے خدا پر بھروسہ نہین کیا بلکہ معاملہ اور نیکو
کاری شروع کی ہے جو مد اصل تجارت ہے پس متوکل کو غیر خدا بھروسہ درست نہین ہے اور جب اسکو توکل ضرور ہے تو اپنے سارے امور کو
خدا پر سونپ دیوے کیونکہ اللہ اس کیلیے کافی ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ اسی امر پر دال ہے۔ اس آیت سے
یہ بات معلوم کرنی چاہیئے کہ اس مین اللہ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُس کی مشقت کیلئے کافی ہے کیونکہ اللہ
حسبہٗ کا لفظ فرماتا ہے پس بندونکو اس کی تصدیق اور وفاء وعدہ پر اس طرح ایمان لانیکی ضرورت ہے
کہ اُس کے علم مین مقدر ہے وہ ضرور ظاہر ہوگی پس اوسپر بھروسہ ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالی وعدہ کی خلاف
نہونیکی صراحت کی ہے پس اس صورت مین مومن کو توکل ضرور ہے ورنہ اللہ تعالی کے وعدہ کی تکذیب
ہوگی اور یہ کفر ہے اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ فرمان خدا وَمَنْ يتوكل على الله فهو حسبه
کسب کی طرف احتیاج نہونے کا مثبت ہے اور آیت فاذا قضيت الصلوة فانتشروا
فى الارض وابتغوا من فضل الله کسب کی طرف احتیاج ہونیکو ثابت کرتی ہے پس تطبیق
کس طرح ہوگی ہم جواب دیتے ہین کہ پہلے آیت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ جس نے اللہ پر بھروسہ کرلیا
اور اپنے کام اُسپر سونپ دیئے تو اللہ تعالی اُسکے لیے بس ہے اور اس کو وعدہ کی وفا کا اعتقاد واجب ہے مگر جو
ایسا نہین ہے وہ مجاز ہے کہ خدا کا فضل طلب کرے اور اپنے امور مین سعی کرے چنانچہ دوسرے
آیت کا یہ منشا ہے پس دونون آیتون مین تعارض نہین ہے کیونکہ پہلی آیت تخییر ہے اور دوسری مین
اباحت اور انون مین منافات نہین ہے۔ اور نیز اُن مفروضہ احکام سے جن کو مہدی نے بیان
کیا ہے سچی لوگون کی مصاحبت ہے اور امر کے صیغہ ہے جب کہ بلا قرینہ ہو وجوب مفہوم
ہوتا ہے اور اسی واسطے علماء نے اسی آیت سے اجماع کے حجت قطعی ہونے پر استدلال
فرمایا ہے پس اگر یہان (امر وجوب کیلئے)

الامر مفید للوجوب لم یکن اتباع الاجماع واجبا ومعنی هذه الایة
ای کونوا علی استدامة التقوی مسترفدین بصحبة الصاد قین لیتمکن
فی انفسکم الرشادة ویرد فی موارد خطراتکم مخائل الصالحین فعلم بذلک
ان ملازمتهم موجبة لوجود التقوی فاذا لم تکن موجودة لم یوجد التقوی
لکن التقوی واجب فوجب ان تکون ملازمتهم واجبة ومنها تقسیم
المال علی المسکین ونحوه لقوله تعالی۔ یا ایها الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم
ولقوله تعالی۔ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا ویجب
ان لا ینفق فی سبیل الله الا ما کان محبوبا له والا لا یکون مثمر اللثواب
فیتلف انفاقه لقوله تعالی۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون فنیل البر
واقتراف الثواب منوط علی انفاق ما هو محبوب عنده۔ ومنها طلب
رویة الله تعالی فی دار الدنیا لقوله تعالی فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا
صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا۔ ای من یشتاق لقاء الله شاخصا
الیه فعلیه بالعمل الصالح مع کونه مومنا بانه واحد بذاته وصفاته
لا شریک له جل جلاله۔ واعلم ان رویة الله تعالی فی دار الدنیا ممکنة
عند اهل السنة لان موسیٰ لما سمع کلام الله واستلذ بمذاقته
شوق الی لذاذة رویته وقال۔ رب ارنی انظر الیک ولا شک ان رویته
لو کانت ممتنعة لما سالها وحیث سالها علم ان رویته جایزة
فی الدنیا ومع ذلک جوابه تعالی یشعر بجواز رویته فی الدنیا حیث علق رویته
علی استقرار الجبل ...

امر وجوب کے لئے نہوتا تو اجماع کی پیروی واجب نہوتی اور اس آیت کے معنی یہ ہین
کہ تقویٰ ہمیشہ رہنے کیلئے سچون کے مصاحبت سے مدد لو۔ تاکہ تمہارے دلون مین
سیدھی راہ قایم ہو جاوے اور خیالات مین صالحین کے خیالات جاگزین ہو جائین۔
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صادقین کی صحبت تقویٰ کے وجود کی موجب یعنے علت ہے
جب اون کی صحبت کا وجود ہوگا تو تقوی کا وجود ہوگا اور جب اون کی مصاحبت نہوگی
تو تقویٰ نہوگا لیکن تقویٰ کا وجود ضروری ہے تو اونکی مصاحبت بھی لازم ہے۔ اور نیز مہدی کے احکام مفروضہ
تقسیم مال ہے یعنے مساکین وغیرہ پر مال بانٹ دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایها الذین آمنوا انفقوا
مما رزقناکم اور نیز فرماتا ہے واعطوا المال علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا۔ اور خیرات کرنیوالے پر
واجب ہے کہ اُس چیز کو خدا کی راہ مین دیوے جو اوس کو محبوب ہے ورنہ نفقہ سے ثواب نہوگا اور مال تلف
ہو جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پس نیکی اور ثواب کا پانا محبوب چیز کے
دینے پر موقوف ہے۔ اور نیز مفروضہ احکام مہدی سے خدا کی رویت کی طلب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فمن کان
یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا یعنے جو شخص اللہ کا مشتاق اور
اللہ تعالیٰ کیطرف ٹکٹکی باندھا ہوا ہے اوسکو ضرور ہے کہ نیک عمل کرے اور اوس کے ذات وصفات مین کسی کو شریک
نکرے۔ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رویت اہل سنت کے پاس دار دنیا مین ممکن ہے کیونکہ حضرت موسےٰ
جب اللہ کا کلام سنا اور اوس کی لذت پائی آپ کو اللہ کی رویت کا شوق ہوا اور عرض
کیا کہ اے اللہ تو مجھے نظر آ جا کہ مین تجھے دیکھہ لون۔ اور اس مین شک نہین کہ اگر
رویت محال ہوتی تو سوال نکرتے اور جب آپنے سوال کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کی رویت دنیا مین جائز ہے
اور موسیٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا اوس سے بھی رویت کا جواز معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کے
قیام پر رویت کو موقوف فرمایا چنانچہ فرماتا ہے کہ فان استقر مکانه فسوف ترانی۔ (اور پہاڑ کا)

واستقرار الجبل فی نفسه امر ممکن والمعلق علی الممکن ممکن۔ فثبت
ان رویته الله تعالیٰ فی الدنیا ممکنة وما قیل ان لن للتوکید والتابید
فاذا قال سبحانه تعالیٰ لن ترانی لا یتصور امکان الرویة فی الدنیا لانه
تنفی رویته فی الازمنة الغابرة۔ کما ذهب الیه صاحب الکشاف
قلنا ان لن للنفی الاستقبالی فقط ولا دخل فیها للتابید والتاکید
کما ذهب الیه ائمة النحاة وقد ذکر جمال الدین ابن هشام فی المغنی وقال
ان ما ذکر ان لن للتابید والتاکید کما هو مختار جار الله الزمخشری
فی انموذجه فهو دعوی بلا دلیل لانه لم ینقل من ائمة النحاة فانتسف
الاشکال بحذافیره وقال القاضی فی تفسیر البیضاوی الاستدلال
بالجواب علی استحالتها اشد خطاء اذ لا یدل الاخبار عن عدم رویته
علی انه لا یراه ابدا او ان لا یراه غیره اصلا۔ فضلا من ان یدل علی
استحالتها ودعوی الضرورة فیه مکابرة او جهالة عن حقیقة الرویة
وقال الشیخ الاکبر ابن العربی فی الفتوحات فعلم ان کلما جاء
وقوعه فی المنام والدار الاخرة جاز وقوعه وتجلیه لمن شاء فی الیقظة
والحیاة الدنیا انتهی الحاصل الرویة ممکنة فی الدنیا ولهذا ذهب
اکثر العلماء الی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای ربه بعینی راسه لیلة المعراج لحدیث
ابن عباس وغیره رض۔ واعلموا ان الاحکام المذکورة لما کانت
اشد النزایا علی الناس ولولوا باشد البلبال والغدمرة۔ ولم یطیقوا
لحمل هذه الفرائض ، فانه امع غایة الاباء والغشمرة۔ فرجعوا

اور پہاڑ کا اپنی جگہ ٹھہرے ہوے رہنا ممکن ہے تو جو چیز کہ اس ممکن پر موقوف ہے وہ بھی ممکن ہوگی اس سے
ثابت ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن ہے اور یہ بات جو مشہور ہے کہ لن۔ تاکید و ہمیشگی کیلیے ہے
اس صورت میں (لن ترانی) سے دنیا میں اسکا رویت مفہوم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ لن نے آیندہ زمانے
رویت کی نفی کردی ہے چنانچہ صاحب کشاف کا یہی مذہب ہے سراسر غلط ہے کیونکہ حرف لن صرف
آیندہ نفی کیلئے موضوع ہے پس تاکید و تابید کو بالکل دخل نہیں ہے جیسا کہ ائمہ نحات نے اسی
بات کا ذکر کیا۔ اور محمد جمال الدین ہشام نے مغنی اللبیب میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ مقولہ کہ لن تابید
و تاکید کیلئے ہے جیسا کہ علامہ جار اللہ زمخشری نے انموذج میں بیان کیا ہے بے دلیل دعوی ہے
کیونکہ ائمہ نحات سے یہ منقول نہیں ہے کہ لن تابید و تاکید نفی کیلئے ہے پس اعتراض باطل ہوگیا
اور صاحب تفسیر بیضاوی نے یہ تصریح کی ہے کہ جواب غرا سمہ رویت کی استحالہ پر استدلال
کرنا سخت خطا ہے کیونکہ احادیث عدم رویت باری پر دال نہیں ہیں کہ رویت موسیٰ ع کو
یا کسی دوسرے کو ممکن نہیں ہے۔ اور اس مسئلہ میں بداہت کا دعوی کرنا مکابرہ اور
حقیقت رویت سے جہالت کو ثابت کرتا ہے اور شیخ اکبر ابن عربی نے فتوحات میں ذکر کیا ہے کہ
جس چیز کا وقوع خواب اور آخرت میں ممکن ہے اوس کا وقوع ہشیاری اور حیاۃ دنیا
میں بھی ممکن ہے انتہی۔ حاصل یہ ہے کہ رویت دنیا میں ممکن ہے اور اسی واسطے
علما نے بھی اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں
انکھوں سے خدا کو دیکھا چنانچہ ابن عباس وغیرہ کی روایت اسی امر کو ثابت کرتی ہے۔
اسی امر کو جان لو کہ مذکورہ احکام میں جب لوگوں نے سختی دیکھی بیقرار ہوگئے۔
اور چلانا شروع کر دئیے اور جب ان احکام کا اوٹھانا انکی برداشت نہیں تھی تو سختی کے ساتھ
اونکا انکار کیا اور برائی اور گالی گلوچ سے مخاطب کرنے لگے۔ (عرض انکار)

الی الانکار حاردین۔ وافدوا الی مرابع الاعراض فسار والی دسار
حافذین۔ ومنعوا عن التحقیق۔ وبعدوا عن التصدیق و
فی جانبہ بانواع الشتم والتشطرۃ۔ واخرجوہ عن مکان اناخ فی
رکائبہ بعد السباب والتشنیع۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاک
لم یصمت عن احقاق الحق وان لم یصغوا الیہ۔ ولم یسکت عن ابلاغ
وان لم یحضروا لدیہ۔ ولا یغرنك ان الامور التی فرضہا المہدی
لا تتصور الا نسخا فی الشرع قلنا انہ لیس بنسخ لان النسخ وجو
دلیل شرعی متراخیا عن دلیل شرعی مقتضیا خلاف حکمہ وھذ
الامور لیست من ہذا القبیل لانتفاء النص الاخر الدال علی الحک
الثانی المخالف للمدلول الاول فمتی لم یکن کذلك لا یسمی ہذا التغی
نسخا ونظائرہا فی الشرعیات کثیرۃ کمسئلۃ المضمضۃ والاستن
ففیہا ثلثۃ اقوال فمن قائل انہما سنتان ومن قائل انہما فرض
ومن قائل ان المضمضۃ سنۃ والاستنشاق فرض وکذلك اختل
فی غسل الیدین فمن قائل انہ مستحب ومن قایل انہ واجب وکذل
الترتیب فی الوضوء فمن قائل فیہ بوجوبہ ومن قائل فیہ بعدمہ وکذ
تعدیل الارکان فانہ فرض عند الشافعی وواجب عند غیرہ فکذل
ہذہ الامور مستحبات عند الائمۃ فرائض عند المہدیؑ الامشاحۃ فی ان
حکم المہدیؑ احری بالاعتقاد بہ من اولئك المجتہدین لان قیاساتہم
ظنیۃ۔ واجتہاداتہم غیر یقینیۃ۔ بل محتملۃ للخطاء والخطل۔ مشو

عرض انکار کی طرف رجوع کرینگے اور منازل روگردانی سے قریب ہوتی ہوے اپنے خیالات کی
سیر کی تحقیق سے باز رہے اور تصدیق مہدیؑ سے دور اور گالی گلوج کرینگے اور جہان کہین آپ
اقامت کرتے اخراج کردیتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ کچھ بھی سمجھ
گر حضرت مہدیؑ حق کی ثابت کرنے سے باز نہین رہے۔ اگرچہ لوگون نے آپکی طرف اپنے کان نہین
جہکائے اور اپنی دعوت کی تبلیغ سے خاموش نرہے گو لوگ آپکے پاس حاضر نہین ہوے اور تم کو
یہ بات دہوکہ مین نرکھے کہ جن امور کو مہدیؑ نے فرض کردیا ہے اون سے نسخ لازم آیگا۔ ہم کہتے ہین
کہ یہ ہرگز نسخ نہین ہے کیونکہ نسخ وہ ہے کہ ایک شرعی دلیل جو پہلی دلیل شرعی کی بعد وارد ہوا اس طریقہ پر
کہ پہلی دلیل سے یہ دوسری دلیل حکم مین مخالف ہو اور جو امور کے مہدیؑ نے بیان
فرمایا ہے۔ وہ اس طریقہ پر نہین ہین کیونکہ دوسری نص یعنے دلیل جو پہلی دلیل سے
حکم مین مخالف ہو موجود نہین ہے جب تک دوسری دلیل سے حکم مخالف نہ نکالا جائے
نسخ کی تعریف صادق نہین آتی اس کی نظیرین شرعیات مین بہت ہین جیساکہ کلی کرنا
اور ناک مین پانی پہنچانے کا مسئلہ کہ اس مین تین مذہب ہین بعض نے دونون کو سنت کہا
بعض نے دونون عمل فرض کہے اور بعضون نے کلی کرنا سنت اور ناک مین پانی پہنچانا فرض کہا
اور اسی طرح ہاتھ دہونے مین بھی اختلاف ہے پس بعضون نے اوس کو مستحب کہا اور بعضون نے واجب
اور اسی طرح ترتیب وضو مین بھی اختلاف ہے کیونکہ بعضون نے اُسکو واجب اور بعضون نے عدم واجب
اور تعدیل ارکان کی بھی یہی کیفیت ہے کیونکہ حضرت شافعی رح کی پاس یہ فرض و واجب ہے
پس اسی طرح مذکورہ احکام ائمہ مجتہدین کے پاس مستحبات تھے اور مہدیؑ نے ان کو فرض فرمایا
اور اسمین شک نہین ہے کہ مہدیؑ کا حکم ائمہ مجتہدین سے اولی بالاعتقاد ہے کیونکہ مجتہدین کے
احکام ظنی ہین اور اون کے اجتہادات غیر یقینی ہین جو خطا (وسہو کا احتمال ہے)

من السهو والزلل ـ وحكم المهدیٔ لیس بهذه المثابة ـ لانه خلیفة الله
علی الامة ـ موصوف بعدم الخطاء والعصمة ـ فحكمه منزه عن شوائب
الخطاء ومقدس عن غوائل النقصان ـ فما قال فهو حق وعین الایمان
وما امره فهو واجب الیقین والاذعان ولذا قال الشیخ الاکبر فی
الفتوحات فما یحکم المهدیٔ الا بما یلقی الیه الملك من عند الله تعالی
الذی بعثه الله تعالی لیسدده وذلك هو الشرع الحقیقی المحمدی الذی لو کان
محمد صلی الله علیه وسلم حیًا ورفعت الیه تلك النازلة لم یحکم فیها الا بحکم المهدی فیعلم ان
ذلك هو الشرع المحمدی فحرم علیه القیاس مع وجود النصوص التی
منحه الله تعالی ایاها ولذا قال فی صفته یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انه
متبع لا مشرع انتهی ـ فثبت ان حکمه کحکم رسول الله صلی الله علیه وسلم فی
اظهار الاحکام الشرعیة النفس الامریة لا کالاحکام الاجتهادیة
للائمة فکما ان فرض الفمضمة لا یتصور نسخا فی الحکم کذلك فرضیة
الذکر لا تعقل نسخا علی ان حد النسخ غیر صادق علیه کما بیّنا ـ فان
قلت فعلی هذا یلزم ان یتصور ان هذه الاحکام احکام شرعیة
ومسائل عرشیة الهیة فلم احتجبت حجب الخفاء محجوبة لانها لم
توجد روایتها عن الصحابة فلا تدول قلنا ان بعض الاحکام التی وضعت
علی الاصول المعتبرة المستنبطة من النصوص الساطعة والاحادیث
اللامعة لم یشتهر فی العرف الاول کالمضمضة والاستنشاق بانهما فرضان
عند بعض ولم یشتهر فرضیتهما فی زمان الصحابة لان الاحکام تبتنی

ہو ۔ احتمال ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کا حکم اس درجہ کا نہیں ہے کیونکہ آپ اللہ کی تعالے
زمین اور خطا ہونے سے موصوف ہیں پس آپ کا مقدس جو بالکل ظاہر ہے نقصان و خطا کی آمیزش سے
ہے پس آپ جو حکم فرمائیں وہ حق اور عین ایمان ہے اور جو کچھ آپ حکم فرمائیں وہ واجب الیقین ہے
اسی واسطے شیخ اکبر محی الدین عربی نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ مہدی علیہ السلام وہی حکم
دیں گے جو فرشتہ کی طرف سے اللہ کے پاس سے مہدی پر القا ہوگا تا اوس کو صلاح پر
اور یہی امر شرع حقیقی محمدی ہے اس طریقہ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر زندہ ہوتے
جو شریعت مرفوع ہوجاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی حکم فرماتے جو کہ مہدی علیہ السلام نے
دیا ہے پس آپ پر قیاس حرام ہے اُن نصوص کی وجہ سے جو کہ اللہ تعالی نے اوس پر منکشف
کیا ہے اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے کہ مہدی
میرے قدم پر چلیگا اور خطا نہ کریگا پس ہمنے جان لیا کہ وہ تابع شریعت ہے نہ کہ غرض انکا حکم رسول
اور مجتہدین کا حکم کے موافق نہیں ہے ۔ پس جیسا کہ کلی فرضیت کا حکم نسخ کو ثابت نہیں کرتا
اسی طرح ذکر کی فرضیت میں نسخ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نسخ کی تعریف اوس پر صادق نہیں آتی
پس اگر اعتراض کیا جائے کہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ یہ احکام شرعیہ ہیں اگر
فی الحقیقت یہ شرعی ہیں تو اب تک کیوں چھپے ہوئے رہے کیونکہ کسی صحابی سے اس کی
روایت منقول نہیں ہے پس یہ احکام بہروسہ کے لائق نہیں ہیں ۔ ہم اس کا جواب
دیتے ہیں کہ بعض احکام جن کی تفریع اُن معتبر اصول پر مبنی ہے جو نصوص صحیحہ اور
احادیث مشہورہ پر ہوئی ہے ایسے احکام ہیں جو قرن اول میں مشہور نہیں تھے
جیسا کہ کلی اور ناک میں پانی لینا کہ یہ دونوں مسنون کے پاس فرض ہیں
اور اُن کی فرضیت صحابہ کے زمانہ میں مشہور نہیں تھی ۔ (کیونکہ یہ احکام)

على القواعد الاصولية المستخرجة من لغات العرب وسياقاتهم ودلالات
كلماتهم وهي غير موجودة في عهدهم لكن لابد لهذه الاحكام
من اصل ثابت يصح استخراج الحكم به كاحاديث المضمضة والاستنشاق
فانها ثابتة في حد ذاتها فمن مجتهد يحكم بعد ملاحظتها بفرضيتها ومن مجتهد
يفتي بسنتيتها غير ان حكم فرضيتها لم يشتهر في القرن الاول فكذلك اصل
الذكر مثلا ثابت في الآيات والاحاديث فاستحبابه ثابت براء المجتهدين وفرضيته
ثبتت بقول المهدي وان لم تكن مشهورة في قرن السلف على ان ازدياد
الصفة ونقصانها لا يدل على النسخ وكذلك عدم الحكم في الخارج لا يدل
على انتفائه في الواقع ثم نقول ان امور الدين ثلثة احدها الاسلام وثانيها
الايمان وثالثها الاحسان۔ والقسمان الاولان متعلقان بالنبوة مختصان
بهذه الخدمة الجليلة فبلغهما النبيؐ ولما كان القسم الثالث غير متعلق بالنبوة
مع ما فيه من النصب الشديد والتعب المزيد على الامة لم يذكره النبيؐ الا على طريق
الاخبار الذي لا يثبت الوجوب تبرية لذمته وتادية لفحوى قوله تعالى وما
على الرسول الا البلاغ فاحال تبليغ هذه القسم على ما هو عليه في الواقع
على خاتمه وهو المهديؑ واخبر بامارات وجوده وعلامات مجيئه واوصى
الامة بمتابعته ولو حبوا على الثلج والغرض ببعثته وجوده تعليم اسرار
الاحسان التي لم تظهر لمعاتها من مشكوة النبوة فهذه الامور مختبئة في القرآن
والحديث الى ان اسفر صباح بعثة المهديؑ فطلع هذه الاحكام كالشمس
المنيرة مشرق افئدة المومنين ومثل الضحى بنور قلوب الموقنين۔

کیونکہ یہ احکام اون قواعد پر مبنی ہین جو لغات عرب اور سیاقات استعمالات عربیہ پر مرتب کئے ہین اور یہ
قواعد صحابہ کے زمانہ مین موجود نہین تھے مگر ان احکام کیلئے ایک اصل ثابت ضروری ہے جس سے کسی
حکم استخراج ہو سکے جیسا کہ احادیث مضمضہ واستنشاق کہ یہ در اصل ثابت ہو لیسے بعض مجتہدون نے
اون کی فرضیت کا حکم دیا اور بعض مفتیون نے اونکو سنت کہا مگر یہ فرضیت اور یہ سنیت قرن اول یعنے
صحابہ کے زمانہ مین موجود نہین تھی۔ پس ذکر کی اصل بھی آیات اور احادیث سے ثابت ہین مگر مجتہدون کی
رائے سے ذکر کا استحباب ثابت ہوا ہے اور مہدیؑ کی مبارک زبان سے اوس کی فرضیت ثابت ہوئی گو قرن سلف مین
مشہور نہو۔ علاوہ اس کے صفت کی زیادتی اور نقصان سے نسخ ثابت نہین ہوتا اور اسی طرح خارج مین
کسی کا حکم کا نہونا اس بات پر دال نہین ہے کہ اصل ہی مین یہ حکم نہو۔ پھر ہم یہ بیان کرتا ہون کہ دین کے
امور تین ہین ایک اسلام دوسرا ایمان۔ تیسرا احسان۔ پہلے دونون قسم نبوت سے متعلق ہین جو اس ہی
جلیلہ خدمت سے مختص ہین۔ پس نبیؐ نے ان دونون قسمون کی تبلیغ کردی۔ اور چونکہ تیسری قسم نبوت سے
متعلق نہین تھی اور اس کے سوا اس مین امت کیلئے زیادہ سختی تھی رسول اللہؐ نے اس قسم کے احکام کو
اخبار کے طور پر ذکر فرمایا جن سے وجوب ثابت نہین ہوا مگر صرف اس غرض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تبلیغ ضروری امر ہے آپنے تبلیغ کردی پس آپنے اس تیسری قسم کی واقعی تبلیغ کا حوالہ اپنی
ولایت کے خاتم یعنے مہدیؑ پر فرمایا اور آپکے وجود کے نشانیون اور مجئی کے علامتون کی
خبر دی اور اپنی امت کو آپ کی پیروی کرنے کا حکم دیا گو اون کو برف پر سے گزر کرنا پڑے اور
غرض آپ کی بعثت سے احسان کی تعلیم ہے جس کی شعاعین نبوت کے مشکوہ سے ظاہر
نہین ہوئین پس یہ امور قرآن وحدیث مین اوسوقت تک چھپے ہوے تھے کہ مہدیؑ کی
بعثت کی روشنی پھیل جائے پس یہ احکام مومنین کے دلون کو آفتاب
روشن کے مثل چمکا دیا۔ (لہذا یہ احکام)

فلهذا اختفى هذه الاحكام فى زمن الصحابة والتابعين ولم يعتن
المجتهدون لاستنباط هذه الاحكام الى القرآن والحديث ولم يحتج
الى استعمال اصول الاصول فى اثباتها وتحقيقها ثمن ثم نقول ان
الاحكام احكام طريقية ومسائل حقيقية شرعية التى بعث المهدى عليه السلام لاجـ
فاذن نقول ان بين الشرع والحقيقة اعم واخص مطلقا. فهذا التحقيق
المقام وتوضيح المرام واعلم ان مواد العلم ربما يتحصل بالسمع والاخـ
وكل سامع لا يجب ان يكون عارفا باسلوب المحاورة وطرق المقاولة
يجوز ان يكون فوقرا فى القول مهذارا فى الاخبار فكان فى تبليغ الشاهـ
الى الغائب مظنة الخطاء فقال المهدى عليه السلام ان الخبر الذى روى منى ان كان
موافقا بالقرآن فهو منى وان لم يطابق فهو ليس منى بل هو بمناولة الاخـ
من الافواه الى الافواه فح لا يجب الاعتقاد والعمل على الرواية التى لـ
تطابق بالقران ومن يسلك على شفا هذه الضابطة فهو من اهل السخـ
وانك قد عرفت سابقا ان المهدى عليه السلام يتبع الشريعة المحمدية فكان فى هذه
المرتبة خليفة رسول الله كما اشار اليه العلامة القاضى المنتجب فى مخزن
الدلائل ولذا لم يبين الاحكام الشرعية على طريق الدعوة بل افصح
ان المسائل الشرعية قد استخرجها المجتهدون بالراى الصحيح فارجعوا الـ
فتاويهم واختاروا منها احوط الحكم واوكده ولا تسئلوها منى لانى لم ابعث لا لتعـ
الاحكام الولاية واسرارها فاقتبسوها منى ولا تركنوا فى هذه المسائل الى اقوا

لہذا یہ احکام صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین چھپے ہوئے رہے اور ائمہ مجتہدین ان حقیقی مسائل کی
استخراج کیلئے قرآن وحدیث کیطرف توجہ نہین کی اور نہ انکے اثبات مین اونکو اصولی دلائل ہی کا میلان پڑا
اسی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ یہ طریقی الاحکام ہین اور حقیقی شرعی مسائل ہین جن کیلئے مہدی عم کی بعثت
ہوئی۔ پس اسوقت یہ امر ظاہر ہو گیا کہ شرع اور حقیقت مین اعم و اخص مطلق کی نسبت ہے
یعنی شرع عام ہے اور حقیقت خاص اس کا یہ مطلب ہوا کہ حقیقی حکم پر شرع کا مفہوم صادق ہوگا
غرض تحقیق مقام یہی ہے جو بیان ہوئی۔ اور اس امر کو جان لو۔ کہ علوم کے اسباب کبھی سماعت اور
خبر سے حاصل ہوتے ہین اور یہ واجب نہین ہے کہ ہر ایک سننے والا محاورہ اور گفتگو کے اسلوب سے
پورا واقف ہو۔ بلکہ جائز ہے کہ قول مین سامع زیادہ بکی ہو اور اخبار مین بیہودہ گو ہو پس بخبر
لوگ جو غیر حاضرون کو خبر دینگے اوس مین خطا کا احتمال ہوگا لہذا مہدی عم نے فرمایا کہ جو خبر مجھ سے
مروی ہو اگر وہ قرآن سے مطابق ہو تو وہ مجھ سے مروی ہے اور اگر موافق نہو تو وہ مجھ سے مروی نہین ہے
بلکہ وہ نقل روایت کی وجہ سے غلط ہو گئی ہے۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جو روایت اس قسم کی ہو وہ واجب
اعتقاد و عمل نہین ہے اور جو شخص اس ضابطہ سے الگ ہو جائے وہ سخیف ہے۔ پہلے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ
مہدی عم تابع تام شریعت محمدیہ ہین تو آپ اس مرتبہ مین رسول اللہ صلعم کے خلیفہ ہین جیسا کہ علامہ قاضی
منتجب نے مخزن الدلائل مین اسی کے طرف اشارہ فرمایا ہے اور اسی لئے آپنے شرعی احکام کو دعوت
کی طریقہ پر نہین بیان فرمایا بلکہ یہ بات ظاہر فرمائی کہ شرعی مسائل کو ائمہ مجتہدین نے اپنی صحیح
رای سے استخراج کیا ہے پس ان کے فتاؤں کی طرف رجوع کرو مگر اوس حکم کو پسند کرو جو اوکد ہو۔ اور
ان مسئلوں کا مجھ سے سوال نکرو کیونکہ احکام ولایت کی تعلیم اور اس کے بھیدون کے اظہار کیلئے مبعوث
ہوا ہون اور مجتہدین کے قول کیطرف ان مسائل کیلئے رجوع نکرے پس مہدی عم ان احکام کی تعلیم مین

اصل راسخ لاثبات مهدئيته لو فرض خليفة الله فى الاحكام الشرعية ايضا
لتضمنه نواسخ النسخ مع كونه خلاف ما ادعاه واذا كان كذلك كاد الناس ان
ينكروا دعوته مع كونه غير ماذون فيه هذا هو الحق الابلج وما سواه
هو الباطل اللجاج۔ وروى ان المهدىؑ كان يقول ان ما ابلغ بامر الله فهو
دين والسيدان وان لم يتخصصا فى شئ لاكنهما ليسا بهذه المكانة فلا
يكون قولهما وفعلهما دينا اقول ان المهدى لما كان خليفة الله ما علم الناس
الا ما علمه ربه وامر بتبليغه فهو حرى ان يقتدى به واما الذى ليس بهذه
الصفة فهو لا يكون معصوما فلا يجب ائتماره لا يقال يلزم ح ان يعفى
رسوم التقليد بالصحابة وتابعيه وبالائمة المجتهدين وهو غير جائز لانا
نقول ان تقليد اصحابه فى هذه الاحكام. جائز ما لم يخالف قوله وفعله
واما اذا يخالفهما فيجب تركه لان المهدىؑ لم يحول الدين عليهم بل احال
الى نفسه كما مر ولكونهم غير معصومين بل محفوظين عنه وبينهما افتراق
ولا حاجة الى الاجتهاد فى احكامه لانه لم يبق حكما من الاحكام
الا بينه الا وقد اوضحه حق الايضاح فلا يمس الحاجة الى القياس والاجتهاد
بخلاف الشرعيات فانه لا بد فيهما من الاجتهاد لان القران والحديث وان
كان محتويين جميع الحقايق الا ان الاقتدار على كشف حقايقها وتبيان
دقايقها متعسر بالنسبة الى سائر افراد الامة ومع ذلك ازدحام الحوائج
... المقاصد المعتورة بين الناس يجر

اصل ہی آپکی مہدیت کے اثبات کا ہے اور اگر آپ شرعی احکام میں بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ فرض کئے جائیں تو نسخ کی بو مہک
اٹھیگی اور جب اس طرح ہوگا تو لوگ آپکے دعوی ہی منکر کید ہو جائینگے۔ اور اس کے علاوہ خدا کا آپکو اس دعوی کا
حکم ہی نہیں ہوا تھا۔ پس یہ ظاہر ہے اور اسکے سوا باطل ہے۔ روایت ہے کہ مہدیؑ فرماتے تھے کہ میں جو کچھ دعوی کرتا
اور پہنچاتا ہوں وہ دین ہے اور سید محمودؓ و سید خوندمیرؓ گو بینیات میں مخصوص نہیں فعل نکرینگے ہم اونپر دین نہیں ہیں
کہتا ہوں کہ مہدیؑ نے اس وجہ سے کہ خدا کے خلیفہ ہیں لوگوں کو وہی تعلیم کی جو انکو خدا نے سکھایا تھا پس وہ پیروی کے
لایق تھے مگر وہ شخص جو خلیفۃ اللہی سے موصوف نہیں ہے وہ خطا سے معصوم بھی نہیں ہے تو اُس کی اتباع واجب نہوگی
یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ اس صورت اصحاب مہدیؑ اور تابعین وائمہ مجتہدین کی تقلید واجب نہوگی۔
کیونکہ ہم جواب دیتے ہیں کہ صحابہ مہدیؑ کی تقلید احکام ولایت میں جبتک کہ مہدیؑ کے قول و فعل سے مخالف نہو
ضروری ہے مگر اس صورت میں کہ اصحاب کا حکم مہدیؑ کے حکم سے مخالف ہو اوس کا ترک واجب ہے کیونکہ
حضرتؑ نے دین کو حضرت سید سید محمودؓ اور سید خوندمیرؓ پر محول نہیں فرمایا بلکہ اپنی ذات پر رکھا چنانچہ سابق میں اس کا ذکر ہوا اور
اس وجہ سے بھی آپکی تقلید واجب نہیں ہے کہ یہ حضرات معصوم نہیں ہیں اگرچہ خطا سے محفوظ ہیں مگر عصمت اور حفظ میں
کچھ فرق ہے۔ اور مہدیؑ کے احکام میں اجتہاد کی بالکل حاجت نہیں ہے کیونکہ حضرتؑ نے الہی احکام سے کسی حکم کو مبہم
و مجمل نہیں چھوڑا اور خدا طلبی کے جو امور تھے انکو واضح طور پر بیان فرمایا اس صورت میں ولایت کے احکام قیاس و اجتہاد کی
حاجت نہیں ہے کیونکہ مقدمات اور قضایا کی اختلاف سے قیاس کی ضرورت پڑتی ہے اور مقام ولایت میں سارے افراد امت کے
مقدمات میں اتفاق ہے یعنے مجاہدہ اور خدا طلبی کے احکام میں سب متفق ہیں۔ اور شرعیات کی یہ حالت نہیں ہے کیونکہ
قرآن شریف وحدیث اگرچہ سارے ضرورتوں کو جمع کرسکتی ہیں مگر امت کا ہر ایک فرد اس امر پر قادر نہیں ہے کہ وہ قرآن کے
حقایق کو دریافت کرسکے اس کے سوائے تمدنی ضرورتوں کا ہجوم اور بشری حاجات کا وفور اور آپس میں لین دین کے
مقاصد نے فقہا کو قیاس و اجتہاد کی طرف کھینچا۔ اور ائمہ مجتہدین کی تقلید اس وجہ سے ضروری ہے کہ

حضرت مہدیؑ نے ۔ (اون ہی کیطرف)

احال عليهم الارجاع فى الشرعيات فيجب تقليدهم فيها واما فى احكام الولاية
فلا يجوز اقتفاءهم كما قدمنا سالفا وبالجملة ان الدين ينقسم على عقايد
وعمليات اما العقايد فهى فى مقام النبوة لا تثبت الا بالقران والخبر المتواتر
والامر المجمع عليه وبما جاء به رسول الله من ضروريات الدين واما فى مقام
الولاية فبالاصول المذكورة وبقول المهدى عم ان ثبت نقله متواترا او مشهورا
بين اصحابه وتابعيه فهذه الامور تفيد اليقين واجماع اتباع الصحابة ان لم
يكن مخالفا لاجماع صحابته ملتحق بالقسم الثالث واما العمليات فهى فى
مقام النبوة تثبت بالامور المذكورة وبالخبر الواحد والقياس واما فى مقام
الولاية فبالامور المذكورة وبالخبر الواحد الذى روى عن المهدى عم بالرواية
الصحيحة واما قول اصحابه فيجب من نص عليه المهدى عم باقتدائه واما تقليد
غيره فلا يجب عليه العمل الا بعد مطابقته المشهورا و بالاصول المذكورة
ولا يخفى على الفطين المتدرب ان الحكم الثابت بالخبر الواحد والقياس اذا
عارض حكم المهدى يجب ان يختار قوله عم لانه معصوم ليس فى حكمه شائبة الوهم
وغاية المين والقسمان المذكوران يحتملان للخطاء فيه فلا يصح القول
ان الايمان لا يزيد ولا ينقص وان لا يقرأ الفاتحة خلف الامام وان
يدخل الفاسق فى النار وان ايمان ابى بكر الصديق افضل من ايمان
سائر الامة. وغيرها كما سنذكرها ونحن الآن نذكر عقائدنا
فنقول ان الله تعالى احد صمد لانه قال قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ. حى قيوم لانه قال اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ

اُن ہی کیطرف شرعی مسائل کا حوالہ فرمایا ہے۔ اس صورت میں شرعیات میں اُن کی تقلید ضرور ہے مگر احکام ولایت میں
اُن کی تقلید ناجائز ہوگی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے حاصل یہ کہ دین کے دو قسم ہیں عقاید و عملیات۔
عقاید مقام نبوت میں قرآن۔ خبر متواتر۔ اجماع سے۔ اور ان چیزوں سے جن کو رسول اللہ صلعم نے ضروریات
دین میں شمار فرمایا ہے ثابت ہونگے مگر مقام ولایت میں اصول مذکورہ اور مہدی عم کے اُن اقوال سے عقائد ثابت ہونگے
جو کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں متواتر مشہور رہوں۔ اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ وہ اقوال مہدی جو صحابہ و تابعین کے
زمانہ میں متواتر مشہور نہیں ہیں وہ واجب الاعتقاد نہ ہونگے۔ کیونکہ ایسے اقوال یقین کیلئے مفید نہیں ہیں
پس یہ امور جن سے یقین کا افادہ ہوتا ہے واجب الاعتقاد ہونگے اور یہ وہی اصول مذکورہ ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے اور تابعین کا
اجماع جبکہ وہ صحابہ کے اجماع سے مخالف ہو تیسرا اصل یعنی اجماع صحابہ سے لاحق ہے۔ عملیات مقام نبوت میں اصول مذکورہ
اور خبر واحد اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں اور مقام ولایت میں اصول مذکورہ اور خبر واحد سے جو کہ سیدنا مہدی سے مروی
اور بہ صحیح الاسناد ثابت ہونگے۔ اور صحابہ سے اُن لوگوں کی تقلید واجب ہوگی جن کی اقتدا کیلئے مہدی نے تصریح فرمائی
جیسا کہ مولانا سید محمود رض کہ آپکی اقتدا کرنیکے لئے حضرت سیدنا مہدی نے تصریح کی تھی چنانچہ آپنے فرمایا کہ میری صحبت کی مثال
انگیٹھی کی ہے کہ اس میں بعض کوئلے پوری سلگ گئے ہیں اور بعض کچھ سلگے ہیں۔ مگر جب سید محمود کے پاس حاضر ہونگے
سب سلگ جائینگے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جسکی اقتدا کیلئے حضرت مہدی نے تصریح نہیں کی ہے اون کی اقتدا واجب نہیں ہے
بلکہ ضرور ہے کہ اون کی اقوال مطابقت مذکورہ اصول سے کیجائے اگر مطابق ہوں تو اون کی اقتدا واجب ہے اور اگر
مخالف ہوں تو اصول مذکورہ واجب العمل ہونگے۔ دانائے تجربہ کار پر یہ امر چھپا ہوا نہیں ہے کہ جو حکم کہ خبر واحد سے
یا قیاس سے ثابت ہوا ہے اگر اوس سے سیدنا مہدی کا حکم معارض ہو تو آپکے قول پر عمل کرنا ضرور ہوگا کیونکہ آپ معصوم ہیں
آپکے قول میں خطا کا احتمال نہیں ہے اور خبر واحد و قیاس میں خطا کا احتمال ہے پس اس صورت میں یہ کلام
کہ ایمان زاید و ناقص ہو سکتا اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور مومن فاسق دوزخ میں جائیگا اور ابوبکر صدیق
کا ایمان تمام امت کے ایمان سے بڑھ کر ہے اور اُن کے سوا دوسرے احکام جو خبر واحد سے ثابت ہوئے ہوں احکام
مہدی کے مقابلہ میں جو ان احکام سے متعارض ہوں جائز العمل اور واجب الاعتقاد نہونگے جن کا ذکر عنقریب ہوگا
یہ امر بھی جاننے کے لائق ہے کہ مہدویہ کے عقاید کیا ہیں میں کہتا ہوں کہ مہدویہ کے عقاید وہی ہیں جو اہل سنت کے
عقاید ہیں مگر بعض مسئلوں میں جن کو ہم بیان کرینگے۔ خلاف ہے ملاحظہ فرمائی کہ مہدویہ کے عقاید میں سے خدا تعالیٰ
ایک اور بے نیاز ہے کیونکہ فرماتا ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ یعنے وہ ایک ہے اور بے نیاز ہے
اللہ تعالیٰ زندہ اور اپنی ذات سے قایم ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ اللّٰہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ
الْقَیُّوْمُ۔ (یعنے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی زندہ

القیوم۔ عالم الاشیاء لانہ قال لایعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات
ولا فی الارض۔ قدیر لانہ قال اِنَّ اللہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر۔ سمیع
وبصیر لانہ قال وھو السمیع البصیر۔ شائی لانہ قال یفعل ماشاء
ویحکم مایرید۔ کلیم لانہ قال وکلم اللہ موسیٰ تکلیما
ازلی قدیم ابدی لانہ قال ھو الاول والآخر والظاھر والباطن
وھو بکل شیءٍ علیم۔ خالق۔ لانہ قال ذلکم اللہ ربکم لا اِلٰہ الا
ھُوَ خالق کُلِّ شیءٍ فاعبدوہ وھو علیٰ کُلِّ شیءٍ وکیل۔ رزاق
لانہ قال ومَا مِن دَابّۃٍ اِلّا علی اللہ رزقھا وقولہ تہدیدا وازعاجا
ومن یرزقکم من السماء والارض ءالٰہ مع اللہ قل ھاتوا برھانکم
ان کنتم صادقین محی وممیت لانہ قال لہ ملک السموات
والارض یحیی ویمیت وھو علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر۔ قاھر۔ لانہ قال
ان اللہ ھو الواحد القھار۔ جائز الرویۃ لانہ قال من کان
فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ وقال وجوہ یومئذ ناظرۃ
الیٰ ربھا ناظرۃ وقال لاتدرکہ الابصار۔ لانہ نفی الادراک
لانفی الرویۃ وارادتھا مجاز فیترک بامکان الحقیقۃ لانہ
لایصار الیہ الاوقت التعذر لاکفو لہ ولاشریک لانہ
قال ولم یکن لہ کفوا احد۔ وقال سبحان اللہ عما یشرکون
لاحد لہ لانہ لایتم الابعد الادراک ذاتہ ممتنع ولیس فے
مکان وزمان لانہ خالق المکان والزمان کما قال

القیوم یعنے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی زندہ اور قائم رہنے اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے
کیونکہ وہ فرماتا ہے لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض یعنے اُس کے علم سے آسمان
و زمین میں ایک ذرہ بھی باہر نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ قادر ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللہ علیٰ کل شیء قدیر یعنے اللہ تعالیٰ
ہر ایک چیز پر قادر ہے اللہ سنتا اور دیکھتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وھو السمیع البصیر یعنے سنتا ہے اور دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ ارادہ اور
مشیت کرتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید یعنے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ ارادہ فرماتا ہے
حکم دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا
وعلیہم السلام سے بے حرف و بے صوت کلام فرمایا اللہ تعالیٰ ازلی ہے قدیم ہے ابدی ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے ھو الاول والآخر والظاہر
والباطن وھو بکل شیء علیم یعنے اللہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے کیونکہ وہ
فرماتا ہے ذلکم اللہ ربکم لا الٰہ الا ھو خالق کل شیء فاعبدوہ وھو علی کل شیء وکیل یعنے یہ تمہارا پروردگار ہے اُس کے سوا دوسرا کوئی
معبود نہیں ہے وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے تو اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر محافظ ہے اللہ تعالیٰ رزاق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا یعنے کوئی ایسا زمین پر چلنے والا نہیں ہے جس کی روزی خدا پر نہ ہو۔ اور نیز اللہ تعالیٰ دھمکی اور جھڑکی سے فرماتا ہے
ومن یرزقکم من السماء والارض ءالٰہ مع اللہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین یعنے زمین و آسمان سے تم کو رزق کون دیتا ہے
کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہے محمد تم ان کو کہدو کہ تم اسکی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ زندہ کرنے والا اور مارنے والا اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے
لہ ملک السموات والارض یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر یعنے اللہ تعالیٰ کیلئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے وہی مارتا ہے اور
زندہ رکھتا ہے اور وہی اللہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور زبردست قاہر ہے دنیا میں
اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ یعنے جو شخص دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں اندھا ہے اور نیز
فرمایا کہ وجوہ یومئذ ناظرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ یعنے بعض لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھینگے اس طریقہ پر کہ وہ تر و تازہ یعنے خوش ہونگے
اور نیز فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنے آنکھیں اسکو پا نہیں سکتیں اور اللہ تعالیٰ اُن کو دریافت کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
ادراک ذات کی نفی کی ہے رویت کی نفی نہیں فرمائی۔ اور ادراک سے رویت مراد لینا مجاز ہے اور مجاز اس حالت میں کہ حقیقی معنی ممکن ہو سکیں ترک
ہوتا ہے کیونکہ حقیقی معنی کا استعمال دشوار ہونیکی صورتمیں مجاز مراد ہوتا ہے۔ اللہ کا کوئی مثل اور شریک نہیں ہے کیونکہ فرماتا ہے ولم یکن لہ کفوا
احد۔ یعنی اس کا کوئی مثل نہیں ہے اور نیز فرماتا ہے کہ سبحان اللہ عما یشرکون یعنے جو لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں وہ اُس سے پاک ہے
اللہ کو حد نہیں ہے کیونکہ حد ادراک کے بعد ہوتی ہے اور اسکی ذات کا ادراک ممتنع ہے اور اللہ زمان و مکان میں نہیں ہے کیونکہ اللہ مکان اور زمان
کا خالق ہے چنانچہ فرماتا ہے ھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعنے اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان
اور زمین پیدا کئے اور پھر عرش کی طرف مستقیم ہوا اور نیز فرمایا انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من
المشرکین یعنے میں اوس ذات کی طرف متوجہ کیا ہوں جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور میں ہرگز مشرکوں سے
نہیں ہوں۔ اور نیز فرمایا

(ھو الذی)

هو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی
العرش وقال انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض
حنیفا وما انا من المشرکین وقال وهو الذی خلق السموات
والارض بالحق ویوم یقول کن فیکون لا حاکم سواه لانه
قال الیس الله باحکم الحاکمین۔ لا یدرك ذاته کما قال
لا تدرکه الابصار فانه یدرك الابصار۔ القران کلام الله
غیر مخلوق۔ لانه ازلی لا اول له فکلامه کذلك واحدوثه
المعتزلة فی حدوثه محدثة لا اصل له۔ یهدی من یشاء
ویضل من یشاء لانه قال کذلك۔ ولم یشاء ایمان الکل
لانه قال ولوشاء ربك لامن من فی الارض کلهم جمیعا
والعباد لا یخلقون بانفسهم اعمالهم لانه قال هو خالق
کل شیئ فاعبدوه۔ بل یکسبونها۔ وللمعتزلة فی هذا القول
حدیث یختلون الاغنیاء بهم وما هو الا سراب للظماء لتوقد
العطش فی الرمضاء۔ انه تعالی یرضی بالایمان ولا یرضی بالکفر
لانه قال ولا یرضی لعباده الکفر ولا یکلفهم الا حسب
استطاعتهم لانه قال لا یکلف الله نفسا الا وسعها
والاصلح لیس بواجب علیه بل هو لطیف علیهم یفعل
بمقتضی الرافة والجود لانه قال والله لطیف بالعباد عذاب
القبر للکافرین حق لانه قال النار یعرضون علیها غدوا

هو الذی خلق السموات ۔ الارض بالحق ویوم یقول کن فیکون یعنے اللہ وہ ہے جس نے آسمان و زمین
پیدا کئے اور جس دن اللہ نے ہو کہا سب ہو گئے۔ اوس کے سواے دوسرا کوئی حاکم نہین ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الیس اللہ باحکم الحاکمین یعنے اللہ تعالیٰ سب حاکمون کا بڑا حاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی
ذات اور صفات کا ادراک نہین ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وانہ یدرک
الابصار۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ازلی ہے تو اسکا کلام
بھی ازلی ہوگا۔ اور معتزلہ کی نئی نکالی ہوئی باتین جو قرآن شریف کے حادث ہونے مین مشہور ہین۔
الکل بدعت ہین۔ اللہ ہی ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہی گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ اُس نے فرمایا ہے یہدی من یشاء
ویضل من یشاء۔ اللہ تعالیٰ نے ساری خلائق کا ایمان نہین چاہا کیونکہ وہ فرماتا ہے ولو شاء ربک لامن
من فی الارض کلهم جمیعا۔ یعنے اگر اللہ چاہتا زمین پر سارے خلائق ایمان لاتے جب نہین
چاہا تو سب مومن نہین ہوے۔ اور انسان اپنے کام کاج کا خالق نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
هو خالق کل شیئ فاعبدوه۔ یعنے اللہ ہر اک شی کا خالق ہے جن مین سے بندونکے افعال
بھی ہین بلکہ بندے اللہ تعالیٰ کے فعل کا کسب کرتے ہین اور معتزلہ نے اس بحث مین گفتگو کی ہے
وہ بھی لوگون کو دھوکہ دینے کے لئے کافی ہے اور در اصل اون کی وہی بندشین لیکر ریتلی
زمین کے سراب ہین جو اُس بجھی ہوئی پیاس والے کو دھوکہ دیتی ہین جو ٹھہری نہین جیت
پڑا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان سے راضی ہے اور کفر سے راضی نہین ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے ولا یرضی لعبادہ
الکفر یعنے کفر سے راضی نہین ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اون کی استطاعت کے موافق تکلیف دیتا ہے کیونکہ قرآن
میں ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها اور اصلح اللہ تعالیٰ پر واجب نہین بلکہ وہ لطیف ہے اپنے لطف
و کرم کے موافق کرتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے واللہ لطیف بالعباد ۔ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر
مہربان ہے۔ عذاب قبر کافرونکے لئے حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ النار یعرضون علیها غدوا۔
(وعشیا)

وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب
نفخ الصور حق ـ لانه قال فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة
وحملت الارض والجبال فدکتا دکة واحدة فیومئذ وقعت
الواقعة وانشقت السماء فهی یومئذ واهیة ـ والبعث حق
لانه قال یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانهم
الی نصب یوفضون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة
ذالك الیوم الذی کانوا یوعدون ـ کتابة الاعمال
حق لانه قال وان علیکم لحافظین کراما کاتبین
یعلمون ما تفعلون وتطایرها الی الایدی حق لانه قال
فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا
یسیرا الخ واما من اوتی کتابه وراء ظهره فسوف یدعوا
ثبورا ـ ویصلی سعیرا ـ والسوال حق لانه قال فسوف
یحاسب حسابا یسیرا ولقوله تع لا یغادر صغیرة ولا کبیرة
الا احصاها ـ والجنة حق لانه قال واما الذین سعدوا ففی
الجنة خالدین فیها ما دامت السموات والارض ـ الا ما شاء
ربك عطاء غیر مجذوذ ـ ولقوله تعالیٰ ـ ان المتقین فی جنات
وعیون ادخلوها بسلام آمنین ـ والنار حق لانه قال فاما
الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق خالدین فیها
ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك ان ربك فعال لما یرید

وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب یعنے آگ انپر پیش کیجاتی ہے صبح و شام اور قیامت کے دن
اُن کو کہا جائیگا کہ اے آل فرعون تم سب سخت تر عذاب میں داخل ہو جاؤ ـ اور صور کا پھونکا جانا حق ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ
فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت الارض والجبال فدکتا دکة واحدة فیومئذ وقعت الواقعة وانشقت السماء فهی
یومئذ واهیة اور جب صور پھونکا جائیگا اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائینگے اور بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جائینگے پس اسی دن
قیامت ہو جائیگی اور آسمان چیر دیا جائیگا پس یہ دن بہت ہی سست ہو گا اور بعث حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم یخرجون من
الاجداث سراعا کانهم الی نصب یوفضون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ذالك الیوم الذی کانوا یوعدون ـ یعنے جس دن
قبروں سے باہر نکلیں گے جلدی گویا تھے اللہ کیطرف دوڑتے ہو نگے اس طرح اون کی آنکھیں ڈری ہوئی ہونگی
اور نیز ذلت کا غبار چھایا ہوا ہوگا یہ وہی دن ہو گا جس کا تم وعدہ کئے گئے ہیں اور نامۂ اعمال کا لکھا جانا حق ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون ـ یعنے تمہارے کاموں کے محافظ ہیں وہ کراما کاتبین ہیں جو تم
کرتے ہیں وہ جانتے ہیں ـ اور نامہ اعمال کا ہاتھوں میں اور اوڑ کر آنا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاما من اوتی کتابه بیمینه
فسوف یحاسب حسابا یسیرا اور نیز فرماتا ہے واما من اوتی کتابه وراء ظهره فسوف یدعو ثبورا ـ یعنے جو شخص سیدھے
ہاتھ میں کتاب دیا جائیگا اُس کا حساب آسان ہو گا اور فرماتا ہے اور جو شخص کہ نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے
دیا جائیگا تو وہ نقصان کیلئے بلایا جائیگا اور سوال حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فسوف یحاسب حسابا یسیرا ـ یعنے
قریب ہے کہ آسان حساب لیا جائیگا ـ اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها یعنے چھوٹے اور
بڑے گناہوں کو نہیں چھوڑتا تا اون کو نہ شمار کر لیوے اور جنت حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما الذین سعدوا
ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك عطاء غیر مجذوذ ـ یعنے وہ لوگ جو سعید ہیں وہ جنت میں ہمیشہ
رہینگے جب تک کہ آسمان اور زمین رہیں مگر جو چیز کہ اللہ چاہے ـ یہ ایسی بخشش ہے جو منقطع نہ ہو گی ـ اور نیز اللہ
فرماتا ہے ان المتقین فی جنات وعیون ادخلوها بسلام آمنین ـ یعنے پرہیزگار لوگ جنات اور چشموں پر رہینگے تم ان
میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ ـ اور دوزخ کا وجود حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ـ فاما الذین شقوا ففی النار
لهم فیها زفیر وشهیق خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك ان ربك ـ مگر وہ لوگ جو بدبخت ہیں دوزخ
میں اونکو دوزخ میں شور و فریاد ہے اور وہی ہیں ہمیشہ جب تک کہ آسمان و زمین میں رہیں گے مگر
جو چیز کہ تیرا پروردگار چاہے بے شک تیرا پروردگار وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے ـ

(اور نیز

ولقوله تعالیٰ ان جهنم لموعدهم اجمعين لها سبعة ابواب لكل
باب منهم جزء مقسوم. والصراط حق لانه قال وان منكم الا
واردها. والميزان حق لانه قال. ونضع الموازين بالقسط. و
الكوثر حق. لقوله تعالیٰ انا اعطيناك الكوثر. والكبيرة لا تخرج
العبد من الايمان لقوله تعالیٰ يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم
القصاص فی القتلی. ولقوله تعالیٰ يا ايها الذين آمنوا توبوا الی الله
توبة نصوحا. والله لا يغفر ان يشرك. لانه قال ويغفر ما دون
ذلك لمن يشاء. ويجوز العقاب علی الصغيرة لانه قال لا يغادر
صغيرة ولا كبيرة الا احصاها. والله يعفو الكبيرة اذا لم يكن
مرتكبها مستحلا لانه قال ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء.
والقرآن لا يدل علی دخول الفاسق فی جهنم بل يدل علی دخوله
فی النار وهی لا تختص بجهنم بل تعم لنار القبر ايضا كما ذكر
فی مسئلة عذاب القبر. فاذا احدث الاحتمال بطل الاستدلال
فلا يقطع بدخول الفاسق فيها والوعد حق لانه قال ان الله
لا يخلف الميعاد وله ملائكة لانه قال جاعل الملائكة رسلا
اولی اجنحة مثنی وثلث ورباع. والايمان يزيد وينقص لانه
قال ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم. والله ارسل رسلا من البشر
الا الدنيا للارشاد كما قال كان الناس امة واحدة

اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوْعِدُہُمْ اَجْمَعِیْنَ لَہَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْہُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۔ یعنے جہنم
اونکے وعدہ کی جگہ ہے اوس کو سات دروازے ہیں ہر ایک دروازہ کیلئے اون سے ایک حصہ قسمت کیا گیا ہے اور صراط حق ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُہَا یعنے تم میں سے ہر ایک اوس صراط پہ سے گزر یگا۔ اور
میزان حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ بِالْقِسْطِ۔ یعنے ہم ترازوں کو عدالت سے رکھینگے۔
اور کوثر حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ۔ یعنے ہم نے تمکو کوثر دیا ہے اور انسان کو
گناہ کبیرہ ایمان سے نہیں خارج کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ
فِی الْقَتْلٰی۔ یعنے ای مومنو اللہ تعالیٰ تم پر قصاص فرض کیا ہے قتل میں اور نیز فرماتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا
اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا یعنے ای مومنو اللہ کی طرف توبہ خصوص کے ساتھ کرو اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شرک کو نہیں
بخشتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ یعنے شرک کے سوائے جو کچھ ہے بخشدیتا ہے جسکو چاہتا ہے
گناہ صغیرہ پہ عذاب درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا۔ یعنے چھوٹے اور بڑے
گناہ کو شمار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ کو جب تک اوس کا کرنے والا اوس گناہ کو حلال نہ سمجھے بخشدیتا ہے۔
کیونکہ فرماتا ہے ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ یعنے جس کو چاہتا ہے شرک کے سوا سب بخشدیتا ہے۔ قرآن شریف
فاسق کے جہنم میں داخل ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اوس کے آگ میں داخل ہونے پر دال ہے اور جہنم سے مخصوص
نہیں ہے بلکہ نار قبر کو بھی عام ہے جیسا کہ عذاب قبر میں النار یعرضون سے مراد عذاب قبر ہے۔ پس جب لفظ نار
محتمل ہے تو فاسق کے جہنم میں داخل ہونے پر جو استدلال ہے ضعیف ہو گیا۔ پس فاسق کا جہنم میں داخل ہونا
ظنی ہوا جو قابل اعتقاد نہیں ہو سکتا کیونکہ اعتقاد امر قطعی پر مبنی ہے۔ اللہ کا وعدہ حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف
المیعاد۔ یعنے اللہ کا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور اوسنے فرشتے پیدا کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے جاعل الملائکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنی
وثلث ورباع یعنے اوسنے فرشتوں کو رسول کیا جنکو بازو دو دو تین تین چار چار ہیں۔ اور ایمان بڑھتا گھٹتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیزدادوا ایمانا
مع ایمانہم یعنے وہ اپنے ایمان کو اون کے اونکے ایمان کے ساتھ بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اونہیں میں سے پیغمبر اونکو اون کی جنس یعنے اومیون

بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه. واول الانبياء آدم واخرهم

محمد رسول الله لانه قال واذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض

خليفة. ولقوله تعالى. وما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن

رسول الله وخاتم النبيين. واطاعة الانبياء والخلفاء فرضة لانه

قال يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

ومحمد رسول الله افضل الانبياء لانه قال كنتم خير امة اخرجت

للناس. ولقوله تعالى ورفعنا لك ذكرك. صاحب المعراج

والمقامات الرفيعة لانه قال سبحان الذى اسرى بعبده ليلا

من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى. ولقوله تعالى. افتمرونه على ما يرى

ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عند ها جنة الماوى ١٠ الله

كتب انزلها على انبيائه لانه قال وانزلنا عليك الكتاب تبيانا

لكل شئ والمعجزة والكرامة حق كما يدل عليها الايات

الصريحة. وخلفائه اربعة الاول ابو بكر الصديق رضى الله عنه

والثانى عمر الفاروق رضى الله عنه والثالث عثمان رضى الله عنه والرابع

على ابن ابى طالب رضى الله عنه وافضلهم ابو بكر الصديق والفضيلة

على ترتيب الخلافة واساطير الشيعة بدائع الخلافة ثلثون سنة

وبعدها ملك وامارة وهم غير معصومين. والائمة من اولاد

فاطمة كذلك الا المهدى ولا يشترط ان يكون الامام افضل

... ولا يذكر الصحابة الا بالخير. ويزيد فاسق

بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه يعنے سب آدمی ایک جماعت تھے انہیں اللہ نے پیغمبر بھیجے جو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے

والے اور ان پر اپنی کتاب اتاری جس سے وہ آدمیوں کے اختلافات کا فیصلہ کردیں۔ اور پیغمبروں میں سب سے پہلے حضرت آدم اور سب کے

پیچھے محمد رسول اللہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة یعنے اے محمد فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ

بناؤنگا۔ اور یہ بھی خبر دیا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر یہ ہے کہ خدا کے

رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور نبیوں اور خلیفوں کی اطاعت فرض ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

واولی الامر منکم یعنے اے مومنو اللہ اور اسکے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ اور محمد رسول اللہ افضل الانبیاء ہیں۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے

کنتم خیر امة اخرجت للناس یعنے تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ اور نیز اللہ نے فرمایا ہے ورفعنا لک ذکرک یعنے

تمہارا ذکر ہم نے بلند کیا ہے آپ صاحب معراج ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

یعنے وہی ذات پاک ہے جس نے اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک رات میں سیر کرائی۔ اور نیز فرمایا ہے افتمرونہ علی ما یری ولقد راہ

نزلة اخری عند سدرة المنتہی عندہا جنة الماوی کیا تم اس چیز میں جھگڑتے ہو جو محمد نے دیکھا اور بیشک الحضرت نے سدرة المنتہی کے

پاس جنة الماوی ہے دوسری مرتبہ دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر کتابیں اتاری ہیں جیسا کہ فرمایا ہے وانزلنا علیک الکتاب تبیانا

لکل شئ۔ یعنے ہم نے تم پر ایسی کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کیلئے دلیل روشن ہے۔ اور معجزہ اور کرامت حق ہیں چنانچہ اس پر

صریح آیتیں دلالت کرتی ہیں۔ اور رسول اللہ کے چار خلیفے ہیں ایک ابو بکر صدیق اور دوسرے عمر فاروق اور تیسرے

عثمان اور چوتھے علی ابن ابی طالب ان چاروں میں ابو بکر صدیق سب سے بزرگتر ہیں اسی طرح خلافت کی ترتیب سے اسی طرح

بزرگی ہے اور شیعوں کے قصے کہانیاں اس میں بدعتیں ہیں اور خلافت کی مدت تیس برس کی ہے اور اس کے بعد

بادشاہ اور امیر ہوں گے اور سب لوگ معصوم نہیں ہیں۔ اور نیز وہ ائمہ بھی جو فاطمہ کی اولاد سے ہیں سوائے مہدی کے

سوائے ہیں غیر معصوم ہیں۔ امام کیلئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں سے افضل ہو۔ صحابہ

کا ذکر بھلائی کے سوا درست نہیں ہے اور یزید فاسق ہے

و ... لوگوں ...

ونشهد بالجنة للذين بشرهم النبی م۔ ونعتقدان للمهدیؑ خلیفة
من خلفاء الله قد جاء ومضیٰ۔ وهو عبد الله تابع لشریعة النبی م
المنزلة علیه وهو لیس بمجتهد علّمه الله تعالیٰ بلا واسطة۔ معصوم
عن الخطاء ادعی المهدیة بامر الله یجب اتباعه لانه خلیفة الله
والخبر الواحد الذی یعارض بقوله فهو غیر صحیح۔ وهو غیر مقلد
باقوال المجتهدین بل یعمل ما امره الله ورسوله۔ خاتم الولایة
المحمدیة مبیّن اسرار الحقیقة الاحمدیة اصالة۔ والرموز الشرعیة
اتباعا۔ وابتغاء الرویة واجب۔ فمن ابتغاها فهو مومن والانقطاع
عن الدنیا وصحبة الصادقین والعزلة وغیرها ماذکرناه
فی احکام المهدیؑ واجب ولا یجوز الصّلوٰة خلف من انکر
مهدیته وجیئه۔ وهو افضل من ابی بکر خلیفة رسول اللهؐ ویحتوی
جمیع خلایق النبیؐ بل یساوی فیها سوی النبوة والرسالة۔ فهو
لیس نبیا ورسولا۔ لانهما قد ختمتا علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم ویصح الخبر الواحد بقوله وعمله ویترک ما خالفهما
لانه معصوم لانه خلیفة الله فلا یترک قوله وعمله بالخبر الواحد
والاحکام التی قالها لا تقبل التاویل وخلفائه خمسة اولهم
السیّد محمود الملقب بالمهدی الثانی رض وثانیهم السیّد خوندمیر
الملقب بصدیق الولایة رض وثالثهم النعمة رض ورابعهم السلطان

ہم اُن لوگوں کے حق میں جنتی ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں جن کو رسول اللہ م نے جنتی ہونیکی خوش خبری دی ہے۔ اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ مہدیؑ جو خدا کا خلیفہ ہے پیدا ہوا اور بالآخر وفات پائی اور وہ اللہ کے بندے اور رسول اللہ م کی شریعت منزلہ کے تابع ہیں آپ مجتہد نہیں ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلیم ہے۔ آپ خطا سے معصوم ہیں آپنے مہدویت کا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا آپکے حکم کی اتباع فرض ہے کیونکہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ جو خبر واحد آپکے قول سے مخالف ہو وہ صحیح نہیں ہے۔ آپ مقلد نہیں ہے بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے حکم فرمایا ہے وہی کرتے ہیں آپ ولایت محمدیہ کے خاتم اور حقیقت محمدیہ کے اسرار کے مبیّن ہیں۔ اور یہ آپ کی اصلی خدمت ہے اور شرعی احکام میں آپ تابع ہیں۔ آپکے احکام سے رویت باری کی طلب فرض ہے اور جو شخص اوس کا طالب رہا وہ مومن ہے۔ اور دنیا سے انقطاع اور سچّوں کی صحبت اور غیروں سے تنہائی وغیرہ جو جو امور ہمنے احکام مہدیؑ میں ذکر کیا ہے فرض ہیں۔ اُس شخص کے پیچھے نماز درست نہیں ہے جو آپ سے انکار کرتا ہو یہ سارے امور حضرت خوندمیر رض کے عقیدہ میں مذکور ہیں جو آپکے وزیر اور آپکے صدیق تھے اور خبر واحد آپ کے قول و عمل سے اگر مطابق ہو صحیح ہے اور اگر مطابق نہو تو متروک ہے۔ کیونکہ آپ معصوم اور معصوم اس وجہ سے ہیں کہ آپ خدا کے خلیفہ ہیں اور آپ کا قول و عمل خبر واحد کی مخالفت سے متروک نہوگا۔ اور احکام جو آپنے فرمایا ہے تاویل کے قابل نہیں ہے آپکے پانچ خلیفہ ہیں اول سید محمود ثانی مہدی رض دوسرے سید خوندمیر صدیق ولایت رض تیسرے شاہ نعمت رض چوتھے شاہ نظام رض پانچویں ۔۔۔ رض اور ہم اون لوگوں کے جنتی ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں جن کو مہدیؑ نے جنت کی

بلکہ اُن اخلاق میں امام ع رسول اللہ م کے برابر ہیں آپ ابو بکر صدیق رض سے افضل ہیں اور نبی م کی سارے اخلاق کے جامع ہیں صرف نبوت اور رسالت آپ میں نہیں ہے کیونکہ نبوت اور رسالت نبی م پر ختم ہو گئیں پس آپ نبی و رسول نہیں ہیں۔

المهدیّ - ولا یجوز الصلوٰة الا بالفاتحة ولا یرفع الایدی عند الدعاء
بعد المکتوبة لان الاحادیث فی هذا الباب غیر آمرة برفعها
وقد ثبت انه ؐ سلّم وکبّر فی بعض الاحیان ولم یدع لنفسه
والدعاء والصدقة للاموات نفع لهم - ولا یحمل وزر احد علی
الآخر وتصدیق الکاهن باخبار غیبیه کفر واستحلال المحارم
ورد النصوص کفر - وسب خلفاء الله کفر وسباب اصحابهم
فسق - والامور الغیبة التی قالها النبی یعتقد بوقوعها - کمجی عیسیٰ ؑ
وخروج المسیح الدجال وغیرها واختلاف الحال ظنی والا یلزم نسخ
الخبر والامر المجمع علیه والخبر المتواتر معتقد علیه - فهذه الامور
هی العقائد - وانت تعلمون ان الامور التی ذکرناها مطابقة للکتاب
والسنة فلم تشاجرون منا - وکیف یتشاحنون بالبغضة والعناد
وان تمعنوا فی اقوالنا وتحدقوا فی احوالنا لا ینکروا امّا تقولنا
ولا یعرضوا ما تکلمنا وتاملنا - فیا ایها الاخوان قولوا بالانصاف
ان من هو متصف بالاوصاف المذکورة کیف یفری علی الله تعالیٰ
افتراء صریحا وکیف یختلق علیه اختلاقا فضیحا - وکیف یفند بانه
المهدیّ الموعود - وکیف یقول انه خلیفة الله الودود - بعد ان
یسبر به فی الآفات والبلیات - ویمتحن فی انواع المرازی والرزیات
ولیس من الدیانة ان یتمسک بالاحادیث المتعارضة المتضادة -

نماز سورۂ فاتحہ کے سوا درست نہین ہے گو امام کے پیچھے ہو - نماز مفروضہ کے بعد دعا مین
ہاتھ اوٹھانا ضروری نہین ہے کیونکہ احادیث ہاتھ اُٹھانے کا حکم نہین کرتین - اور یہ بھی ثابت
ہوا ہے کہ رسول اللہ ؐ نے دعا کے عوض مین اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام کہا ہے اور تکبیر بھی کہی ہے
اموات کیلئے دعا و صدقہ نافع ہے ایک کا جرم دوسرے کو سزا نہین دلاتا - کاہن کے غیبی اخبار کی
تصدیق کفر ہے - اور جو چیزین کہ اللہ نے حرام کین ہین اونکا حلال کر دینا اور منصوصہ احکام و اخبار کارد کرنا
کفر ہے اور اللہ کے خلیفو نکو گالی دینا معاذ اللہ کفر ہے - اور اُن کے صحابہ ؓ پر طعن اور گالی گلوج کرنا فسق ہے
وہ غیبی امور جنکی آنحضرت ؐ نے خبر دی ہے اُن کے وقوع کا اعتقاد چاہیئے جیسا کہ عیسیٰ ؑ کا آنا اور مسیح دجال کا
خروج وغیرہ اور اُن امور کے حالات و کیفیات مین جو اختلاف ہے وہ ظنی ہے ورنہ نسخ خبر ہو گا
اجماعی امور اور خبر متواتر معتقد علیہ ہین - پس یہ امور جو مذکور ہوے ہمارے عقاید ہین - اور تم
یہ جانتے ہو کہ جو جو امر ہمنے ذکر کیا ہے وہ کتاب و سنت یعنے قرآن و حدیث کے مطابق ہین اس صورت مین
ہم سے جھگڑنا اور بغض و عداوت سے بے سبب پیش آنا غالباً درست نہو گا - اگر تم ہمارے اقوال
گہری نظرون سے دیکھو گے اور ہمارے احوال باریک بینی سے ملاحظہ کرو گے تو گمان غالب ہے کہ
ہم سے روگردان نہو نگے - غرض بھائیو تم ہی انصاف سے فرماؤ کہ وہ شخص جو مذکورہ اوصاف سے موصوف ہو
اللہ تعالیٰ پر صریح افترا اور صاف صاف بہتان کس طرح کریگا اور کیونکر جھوٹ موٹ کہدیگا کہ مین ہی
مہدیٔ موعود ہون اور کیا کہہ سکیگا کہ مین اللہ کا خلیفہ ہون باوجودیکہ وہ اس دعویٰ کی وجہ سے
آفتون اور بلاؤن مین آزمایا گیا ہو اور قسم قسم کے تکلیفون اور مصیبتون مین امتحان کیا گیا ہو بغیر
الٰہی تائید اور جبروتی مدد کے کیونکر اس دعویٰ پر ٹھہر اور راسخ رہ سکتا ہے - اور یہ بات دیانت
کے خلاف ہے کہ مہدیٔ کی مجی مین ایسی حدیثون سے استدلال کیا جائے جو آپس مین متعارض ہون اور
اور لطف معانی کو جو ہم نے بیان کیا ہے ترک کیا جائے - (اور اہل حدیث)

سابقا بالمعانی اللطیفة ۔ والحقایق الشریفة بل الاصل فی معرفته هو الاتصاف
بالخصال الحمیدة ۔ وتخلقه بالخلایق السنیة والخلال السدیدة ۔ وهی التی
تخلق بها الانبیاء فبعث من هذه الخلایق فی الخلایق وظهر بهذه
الشمائل فی الخرائق کما ذکرنا فی اخلاقه وسرونا الحدیث
فی اعراقه ۔ فتوجهوا الیه ولا تکذبوا الصادق المصدوق الذی
شهدت علی صدقه ضبائر الملل ۔ وجموع من النحل ۔ بانه فی جمیع
الامور صدیق صادق ۔ ولاصلاح المفاسد الروحانیة حاذق ۔
حتی اصبح بصحبته اجبن الناس اشجعهم ۔ واصمهم اسمعهم
وابکمهم فی مصاقع الخطباء اصقعهم ۔ واجهلهم فی العلوم
والمدارك اعلمهم ۔ ادناهم فی الدنائة اعظمهم ۔ وارداهم
فی الرویات اکرمهم ۔ واشدهم فی الفسق اتقاهم ۔ واشهرهم
فی البخل اسخاهم ۔ فهذا هو املاء العدل فی الدنی ۔ واصل نفی
الجور والظلم عن الوری ۔ لاکن بعض الناس قد اغضوا العیون عن
طریق الهدایة ومو السداد ۔ ویرکنوا الی مفاوزة التولة من لاحب
الرشاد ۔ فیطعنوا علیه فی المسائل التی علیها جمهور العقلاء ۔ واطبقوا
علی صحتها جهابذة الحکماء ۔ فنحن لا نبحث فی هذه الوجیزة بهذه
الاساطیر الباطلة ۔ ولا نتوجه الی جواب تلك الاقادیل العاطلة
لاکن نذکر من جملتها المنوذ جایذ کر جمیع اراجیفها ۔ ویجزی الحازم
علیه ۔ وذلك انه لما استطی علیه
مجموعات ۔ اوتا لیفها ...

اور اصل محمدی کی معرفت مین بھی امر ہے کہ وہ ستودہ خصلتون اور پاکیزہ اخلاق
اور درست عادات سے متصف ہو جن کو ائمہ کلام نے عقاید کے کتابون اور کلامی
اسفار مین ذکر فرمایا ہے اور وہ وہی صفات ہین جن سے انبیا موصوف ہین ۔ پس ان
ان پیغمبری خصایل سے خلایق مین آپ مبعوث ہوئے چنانچہ جیسے سابق مین ذکر کیا ہے ۔
غرض تم کو اس تحقیق کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ۔ اور ایسے سچے اور نیکی خصایل شخص کو جس کی
سچائی کی تمام اہل ملت اور غیر حق شہادت دیتے ہین مت جھٹلاؤ اور یہ سمجھ لو کہ آپ سب امور مین
صدیق اور صادق ہین اور روحانی مفاسد کی درستی کے لئے حکیم حاذق ہین تاکہ نامرد آپ کی صحبت مین
دلیر ہوگیا اور بہرا سننے والا اور گونگا بڑے بڑے خطیبون کے مجلسون مین بلیغ ہوگیا اور نادان
علوم مین دانا ہوگیا اور ادنی اعلی ہوگیا اور روی کریم ہوگیا اور زیادہ بدکار ہوگیا اور بخل مین
مشہور تھا بہت بڑا سخی ہوگیا ۔ پس دنیا سے جور و ظلم دور کر دینے اور اس کو قسط و عدل سے
بھر دینے کے یہی معنی ہین مگر بعضے لوگون نے اپنی آنکھین ہدایت کی راہ سے بند کر لی
ہین اور ہدایت اور درستی کی عام راہ سے حیرانی کی جنگلون کی طرف جھکے ہوئے
ایسے مسئلون مین حضرت پر طعن کرتے ہین جن پر بڑے بڑے حکما کا
اتفاق ۔ ہم اس مختصر رسالہ مین ان لمبی چوڑی بیکار کہانیون پر بحث
نہین کرین گے اور ان جواب اور ان کے اوہام کی رد گرار
نہین کرین گے مگر ان کے خیالی مجموعہ سے نمونہ
کی طور پر کچھ ذکر کر دینا ان جھوٹی کہانیون کی
شہادت دینے اور عقل مند کو واقف
ہو جانے کے لئے کافی ہے (لہذا کچھ ذکر)

السطوة الالهية ـ واستولى عليه السبحات البهية ـ عف عن المشارب
والماكل ونص فى قيعان الالوهية بغير النواجى والذوامل ـ الى ان
مضى عليه اثنتا عشرة سنة فاكل فى هذه المدة اربعة صاع من طعام
واريد منها فنكو على ذلك وهم نوكى وكلموا فى هذا وهم كلمى ـ فهى
ضوضاء بلا عقل و فكر وغوغا بلا داهية وحذر ـ ولنت خبير بان من اتصل
بلمعات سنية وسطوات وضية ـ ليعى فى غاية التنزه والتجرد ـ لانه فى المراحل
الملكية خير التزود ـ فيكره عن الماكل والمشارب ـ حتى يضيئ فواده كالبرق
الواضب ـ وينطبع فيه سبحات الجمال ويرتسم فيه تجليات الجلال ولا يطرئ
على جسده اثار الكلال ـ بل يشاهد. قواه فى غاية الانماء ونمائها الكمال
ومعاينته هذه الفوائد هو عين الغذا ـ وادارة هذه النشوات اصل النشو
والنماء كما قال الشيخ ابن سينا فى الاشارات اذا بلغك ان عارفا امسك نفسه
عن القوت المرزوء مدة غير معتادة فاسمح بالتصديق فاعتبر ذلك من مذاهب
الطبيعة المشهورة ـ وقال ان الطبيعة التى فينا اذا اشتغلت عن تحريك
للمواد المحمودة بهضم المواد الردية انحفظت المواد المحمودة قليلة التحلل
غنية عن البدل فربما انقطع عن صاحبها الغذاء مدة طويلة لو انقطع
مثله فى غير حالته بل عشر مدته هلك وهو مع ذلك محفوظ القوة انتهى
وهو مختار الامام الرازى والمحقق الطوسى فى شرحيهما للاشارات ومنها
ايراده هو بانه قال حقيقة الايمان شوا الله تم فلو بيتا نسوا بهذا التعبير
واستوحشوا وطعنوا على ... ناضلين بانه غير مطابق للقرآن والا لذهب الى

لہٰذا کچھ ذکر کئے دیتے ہیں اور یہ وہ ہے کہ جبکہ آپ پر الٰہی جذبات اور دل قریب تجلیات کا
غلبہ ہو گیا آپ کھانے پینے کو مکروہ سمجھنے لگے ۔ اور الوحیت کے میدانوں کو بغیر کسی مرکب کے قطع کیا۔ آپ
پر بارہ برس گذر گئے اور اس مدت میں تقریباً ستر سیر غلہ کی قسم سے آپنے تناول فرمایا بعض لوگ اس پر طعن کرتے ہیں کہ
انکا یہ طعن حماقت کی وجہ سے ہے پس یہ سوچ سمجھے غل غپاڑا ہے ۔ اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ جو شخص عالی
ملکات اور مقدس جذبات سے موصوف ہوا ہو نہایت تنزہ اور تجرد سے متصف ہو گا ۔ کیونکہ تجرد ہی ملکی
مراحل میں بہترین توشہ ہے پس ایسا شخص بالضرور کھانے اور پینے کو مکروہ سمجھیگا تا آنکہ اسکا دل چمکتی بجلی
سا ہو جائیگا ۔ اور اس میں جمالی تجلیات اور جلالی تجلیات منعکس ہونگے ۔ اور اس کے جسم پر ناتوانی کے
آثار طاری نہونگے بلکہ اُس کی قوتیں ہمیشہ نشو نما اور کمال میں دکھائی دینگے ۔ اُن خوبصورت تجلیات کا
معاینہ عین غذا ہے ۔ اور ان پیالوں کی گردش اصل نشو و نما ہے چنانچہ شیخ الرئیس ابو عبداللہ ابن
سینا نے اشارات میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تم کو یہ خبر پہونچے کہ کسی عارف نے اپنے معمولی غذا سے
اپنے کو باز رکھا تو تم اس کو جھوٹ مت سمجھو اور اس کو سچ جانو کیونکہ یہ طبیعت انسانی کی عادات ہیں ۔ اور یہ کہا کہ الطبیعت
انسانی جب محمود ..... ملکات میں مشغول ہوتی ہے اور ردی اور بیہودہ اسباب کی تحلیل کر دیتی ہے اور اُس کی پاک نفس میں
محمود ملکات محفوظ ہو جاتی ہیں جنمیں بالکل ہضم و تحلیل نہیں ہے اور یہ نفس کو اُن کی بدل کا احتیاج ہے کیونکہ وہ ملکات ہمیشہ
نفس میں موجود رہتے ہیں تو ایسا شخص اکثر اوقات ایک طویل مدت تک غذا کو چھوڑ سکتا ہے ۔ جو اس کے سوا دوسرے
وقت اس مدت کے دسویں حصہ کی مدت میں بھی غذا سے ... نہیں رہ سکتا ہو اگر اس مدت میں جو بالکل دسواں حصہ مذکورہ
مدت کا ہے کوئی شخص غذا سے باز رہے گا تو ہلاک ہو گا مگر وہ شخص جس نے ملکات محمودہ کی غذا پائی ہے غذائے معمولی کو چھوڑنے پر بھی
قوی اور پر رونق رہتا ہے ۔ انتہیٰ امام رازی و محقق طوسی نے شرح اشارات میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اور انکو بعض اعتراضوں سے بھی ہے کہ حضرت
نے فرمایا ہے کہ ایمان کی حقیقت خدا کی ذات ہے اس تعبیر سے چونکہ اُن کو وحشت ہوئی لہٰذا یہ طعن کرنا شروع کیا کہ یہ تعبیر
ذات شریف کو موافق نہیں ہے اور اگر موافق ہوتی تو کسی نہ کسی امام کا یہ مذہب ہوتا (ہے کسی کا مذہب)

عبارات منها التصديق بالجنان والاقرار باللسان كما هو قول الامام
الاعظم رض ومنها التصديق بالجنان والاقرار باللسان والعمل
بالاركان وهو مختار الامام محمد ابن ادريس الشافعي رح وغيره من المحدثين
ومنها الايمان هو الحق البحت المقدس عن شوائب الحدوث والامكان
كما اشار اليه الله تع هو الله الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام
المومن المهيمن الخ فالايمان الذي هو مبداء المومن لايتعقل ان يكون
احد الشقين الاولين لانهما غير معقولين في حقه تع كما هو ظاهر
بالبداهة. فتعين الثالث فالله تع مومن بهذا المعنى لا غير. واطلاق
الايمان عليه تع تجوز. هذا هو النظر الجلي اما النظر الخفي الدقيق فهو
حاكم بان المومن اسم الصفة اي الذات التي تتصف بالايمان كالعليم
والقدير. فكما ان نفس العلم والقدرة هو الله تع كذلك نفس الايمان
هو الله تع نعم يواخذ عليه بان اسماء الله توقيفية الا ان يقال ان الكلام
في الذات وليس في الاسم فالمبادي هي نفس الذات ومشتقاتها متميزة
بالتفصيل كما هو مقتضى عالم النعوت والصفات لا يقال ان المبادي مشتركة
في الوجوب والامكان فلا يتصور كونها نفس ذاته تعالى لانا نقول ان
المراد بهذه المبادي هي التي موجودة ازلا وابدا والتي توجد في الممكنات
فانية لانها ممكنة فلا تبقى. ثم المراد بكل واحد منها هو التام
الكامل المستغني عن غيره في الوجود كعلم الواجب تع فانه

[illegible]

و معنی ہیں۔ یہ کہ ایمان قلبی تصدیق اور لسانی اقرار کا نام ہے جیسا کہ یہ امام اعظم رضہ کا مذہب ہے۔ دوسرا یہ کہ ایمان قلبی تصدیق اور
لسانی اقرار اور عمل بالارکان کا نام ہے چنانچہ حضرت شافعیؒ اور اکثر محدثین کا یہ مذہب ہے۔ اور تیسرا یہ کہ ایمان وہ خالص
حق ہے جو حدوث کے شوائب اور امکانی نقائص سے پاک ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ھو اللہ
الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن الی آخرہ یعنے اللہ تو وہ معبود حقیقی ہے مالک ہے پاک ہے
سلام ہے مومن ہے مہیمن ہے الخ۔ پس ایمان جو مومن کا مصدر ہے پہلے دونوں معنے کے اعتبار سے درست نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ
دونوں معنے اللہ تعالیٰ پر صادق نہیں آ سکتے اور یہ امر بھی ظاہر ہے جو محتاج بیان نہیں۔ پس تیسرے معنے یعنی ایمان حق محض ہے
اللہ تعالیٰ پر صادق آ سکتے ہیں یعنے اللہ حق محض ہے۔ اور مشتق یعنے مومن پر مصدر کا اطلاق یعنے ایمان کہنا مجاز ہے۔ یہ
تقریر نظر جلی کے اعتبار سے ہے۔ اور دقیق نظر اس بات کا حکم کرتی ہے کہ مومن اسم صفت ہے یعنے مومن سے وہ ذات مراد ہے جو ایمان سے
متصف ہو جیسے علیم و قدیر۔ پس جس طرح نفس علم و قدرت اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح نفس ایمان بھی اللہ ہے مگر اس پر یہ اعتراض
ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں یعنے انہی اسماء پر توقف کرنا چاہیے جن کا استعمال لسان شرعی میں ہوا ہے مگر چونکہ
شرعی لسان میں علم و قدرت و ایمان کا استعمال اللہ تعالیٰ کی ذات پر اسماء کے طور پر نہیں ہوا ہے لہذا اسم کے طور پر ان کا استعمال کرنا
درست نہ ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بحث ذات میں ہے اسم میں نہیں ہے یعنے علم و قدرت و ایمان نفس ذات ہیں اسم ذات
نہیں ہیں اور ان کے جو مشتق ہیں مثلاً علیم قدیر مومن یہ اسم ذات ہیں جو تفصیلی طور پر جدا جدا سمجھ میں آتے ہیں۔
چنانچہ سارے صفات کی یہی حالت ہے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ مبادی یعنے علم و قدرت وغیرہ وجوب
و امکان میں مشترک ہیں تو ان کا نفس ذات باری تعالیٰ ہونا درست نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں
کہ ان مبادی سے وہ مبادی مراد ہیں جو ازلاً و ابداً موجود ہوں اور وہ مبادی جو ممکنات میں پائے
جاتے ہیں فانی ہیں کیونکہ ممکن ہیں باقی نہ رہیں گے۔ پھر ہر ایک صفت سے مراد وہ صفت ہے جو بالکل وجود میں تام اور
[illegible] ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا علم۔ پس علم باری انکشاف تام بسیط ہے۔

انکشاف تام بسیط غایۃ البسط والاحتواء بحیث لا یعزب منہ ذرۃ لا فی السّماء ولا فی الارض وکذلک القدرۃ فانہ حاویۃ لتمام المقدورات فہاتان الصفتان لا تکونان سوی الذات والا یلزم التکثر فی حد ذاتہ وکذا سائر الصفات فانہا نفس الذات بہذہ المعانی فی الایمان الذی ہو حق بحت نفس ذاتہ وعین حقیقتہ - فہذا ہو الحق الابلج فتذکر وکن من الشاکرین - ولا یخفی علیک ان الایمان الذی یقبل الزیادۃ والنقصان انما ہو باعتبار المعنی الثانی لان الامام قال ان تصدیقی منوط بالعمل وامامن لم یعمل فتصدیقہ مردود فبملاحظۃ ہذا القول یعتبر اندراج العمل فی مفہوم الایمان کما ہو مذہب الشافعی وجمہور المحدثین - و واما الایمان بالمعنی الثالث فہو اللہ تعالیٰ تحقیقۃ والمومن من عبادہ فہو مومن ایضا ولا یتصف بہذہ الصفۃ القدسیۃ والسجیۃ الالہیۃ من عبادہ الا من کان انسانا کاملا والمراد بہ محمد صلعم لانہ مظہر حقیقی لتجلیات الذات وسیجنجل دری لاشعۃ الصفات فلا یحوم حول حماہ شرک جلی ولا خفی الا واحرقتہ سبحات جلال اللہ سبحانہ ولہذا قال تعالیٰ بلسان الرسول ما انا من المشرکین فاعدام الشرک مطلقا بالنسبۃ الیہ دلیل علی کونہ منفردا بعرفان التوحید الحقیقی والایمان التحقیقی وغیرہ من الانبیاء لیس کذلک لان ہذا الوصف مقصور علی محمد صلعم الا من کان متبعا لہ فی شریعتہ الموحیۃ وخلیفۃ اللہ فی انباء احکام ولایتہ المقیدۃ فہو ایضا

انکشاف تام بسیط ہے اور سب اشیاء کو اسطرح حاوی ہے کہ اُس سے آسمان و زمین میں کوئی ذرہ نہیں باہر ہو سکتا ہے اور اسیطرح قدرت پس وہ تمام مقدورات کو حاوی ہے پس یہ دونوں صفتیں اور نیز دوسری صفتیں سوائے ذات کی نہیں ہیں ورنہ دیگران صفتوں کو ذات علیحدہ شمار کریں تو اسکے ذات میں کثرت ہو جائیگی۔ اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ بیسمو رتیں اللہ تعالیٰ واحد حقیقی نہیں ہو سکتا اور یہ باطل ہے پس ضرور ہے کہ ہر ایک صفت اور معنی میں کہ جو عین ذات اور نفس حقیقت باری تعالیٰ اسمہ ہے گی اور عالم تفصیل میں علم کو قدرت سے اور علی ہذا القیاس ہر ایک صفت کو دوسری صفت سے امتیاز ہو گا مگر ایسی کہ عالم اجمال میں جسمیں کہ وحدت جمعی ہے بالکل دخل نہ ہو گا بلکہ وہ سب نفس ذات باری ہیں بلکہ یوں کہو کہ وہ بالکل ذات باری ہے مصلوب تعین ایمان جو حق بحت ہے نفس ذات باری عز اسمہ ہو گا پس کو یاد کر لو اور شکر کرو۔ اور یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ ایمان کی جس کی قبول کرتا ہے زیادتی کمی ہے تو دوسرے معنے کے اعتبار سے ہوگی۔ کیونکہ حضرت مہدی نے فرمایا ہے کہ میری تصدیق عمل سے اور جو عمل نہ کرے تو تصدیق اس کی مردود ہے جسکا مطلب ہے کہ تصدیق ہی مردود ہے پس اس فرمان مقدس کے ملاحظہ سے ایمان کے مفہوم میں بالضرور عمل داخل ہو گا۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور جمہور محدثین کا بھی مذہب ہے۔ اور ایمان تیسرے معنے کے اعتبار سے تو وہ خدائے تعالیٰ کی ہی ذات ہے اور اُسکے بندوں سے وہ شخص مومن ہوگا جس نے کہ اپنے صفات کو نابود کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ازلی اور ابدی وجود اور اُسکے سرمدی نور سے باقی ہے تو وہ بھی مومن ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اس پاک صفت اور الہی خصلت سے وہ شخص موصوف ہوگا جو انسان کامل ہو اور انسان کامل سے حضرت رسول اللہ صلعم مراد ہیں کیونکہ آپ ذاتی تجلیات کے حقیقی مظہر اور صفات کے شعاعوں کیلئے روشن آئینہ ہیں۔ آپکی دل کے اردگرد شرک جلی یا خفی ہرگز گھوم نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جلال کی تجلیات جلا دیتی ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کی زبان سے یہ کہلا دیا کہ ما انا من المشرکین کہو یعنی میں مشرکین سے نہیں ہوں کہہ دو پس خاص آپکی طرف نسبت کر کے مطلق شرک کا منعدم کر دینا اس امر کی دلیل بین ہے کہ آپ حقیقی توحید اور تحقیقی ایمان کے عرفان بالکل منفرد ہیں اور دوسرے انبیاء کو اس میں شرکت نہیں ہے کیونکہ وصف خاص جناب محمد رسول اللہ صلعم کیلئے مقصور ہے مگر وہ شخص بھی اس حقیقی توحید کے عرفان سے موصوف ہو گا جو انکی شریعت منزلہ کا تابع اور آپکی ولایت مقیدہ کے مقدس احکام بیان کرنے میں اللہ جل شانہ کا خلیفہ ہے کیونکہ حضرت مہدی نے اس آیت کی

تفسیر میں ارشاد فرمایا ما انا من المشرکین

من المشرکین ہو محمد والمہدی لکونہما مظہرین تامین لانعکاس
بوارق ذاتہ والطباع شوارق صفاتہ - وھذا التفسیر لیس فیہ
مظنتہ ریب لانہ قول من کان معصوما لتمکنہ بمنشور الخلافۃ الالٰہیۃ
فاطلاق المومن علیہما خاصۃ انما ہو بملاحظۃ المعنی الثالث واما باعتبار
المعنیین الاولین فالانبیاء کلہم مومنون وغیرہم من الصدیقین والصالحین
والفاسقون فہم مومنون باعتبار المعنی الاول ھذا ہو التحقیق واعلم
ان الامور التی ذکرت فی ھذہ الرسالۃ کافیۃ لمن کان لہ عقل سلیم ولو
امعنت فی اقوالنا ثم لاحظت احوالنا لرایت اکثر فقرائنا متوکلین
متضرعین فی عبادۃ اللہ وعلی البلاء متحملین - ساھرۃ الاحداق
فی عبادتہ ساکبۃ العبرات فی طاعتہ لا یرکنون الی الدنیا بل یرجعون
الی اللہ - کما ہو ظاہر من قصۃ صفدر خان واسمعیل خان
وغیرہما من اہل الایمان والایقان ھذہ ما تیسر لنا
من الکریم المنان وآخر دعوانا ان الحمد
للہ رب الانس والجان

تمت بالخیر

اما من المشرکین - سے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدیؑ مراد ہین - کیونکہ یہ
دونون ذات وصفات کے تجلیات کو اپنے نفوس مین منعکس کرنے کیلیئے پورے مظہر ہین -
اس تفسیر مین کسی قسم کا شک واقع نہین ہوسکتا کیونکہ یہ اُس معصوم کا فرمان ہے جو
... خلافت گرامی کی نشر ... سے معزز ہوا ہے - پس ایمان کے تیسرے معنی کے اعتبار سے
خاص حضرت سیدنا رسول اللہ اور مہدیؑ مومن ہونگے اور مذکورہ دونون معنون کے اعتبار سے سارے
نبیہم اور صدیقین اور اولیاء اللہ اور مومنین صالحین مومن ہون گے - مگر وہ مومنین جو تارک العمل اور
فاسق ہون ایمان کے پہلے معنے کے اعتبار سے مومن سمجھے جائین گے کیونکہ دوسرے معنی مین
عمل کی شرط ہے اور یہ قاصر العمل ہین - غرض یہی تحقیقی بحث ہے جو بیان ہوئی - اور اس بات کو
جان لو کہ جن امور کا اس مختصر رسالہ مین ذکر ہوا ہے وہ غالباً اُس شخص کیلیئے کافی ہین جس کو کہ
عقل سلیم دی گئی ہو - اگر تم ہمارے اقوال مین غور کرو اور ہمارے احوال مین ملاحظہ کروگے تو
ہمارے اکثر فقراء کو متوکل اور اللہ کی عبادت مین روتے ہوے اور بلاؤن مین صبر کرتے ہوئے
دکھائی دینگے - اور اللہ کی عبادت مین اون کے آنکھین جاگتی ہوی اور آنسو بہاتی ہوی
نظر آئینگی چنانچہ صفدر خان اور اسمعیل خان اور دوسرے مومنین کے حالات سے یہ امور
ظاہر ہوتے ہین - یہ ہماری اخیر تقریر ہے جو اللہ تعالی کی عنایت سے انجام کو پائی اور آخر
کلام اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے اس کثیر الافکار متوزع البال سے اس رسالہ کا
ترجمہ کرایا واللہ اعلم بالصواب

وعندہ ام الکتاب =

۴، ۷ تمت تمام ۹۲

صورة ما كتبه الأستاذ العلام - الحبر القمقام - علامة الزمان - فهامة الدوران
فخر الاماثل قطب الافاضل - مركز العلماء فى العلوم النقلية - مرجع العقلاء
فى الاصول العقلية - صاحب الادراكات البهية - ذو المدارك السنية
الالهية قوام الدنيا والدين العلامة السيد نصرة الدين ادامه رب العالمين.

الحمد لله واثنى عليه ثم اصلى على الانبياء والاولياء وعلى الهما واصحابهما - اما بعد
فان الرسالة المسماة بالقول المحمود فى المهدى الموعود التى يبحر بها غور عقل من
صنفها - وتتبين منها جزالة فضل من الفها هو مولانا الاعظم مفخر علماء العالم
العلامة الكامل والفهامة العالم الحبر الفاضل وبكثير من الافاضل يتفاضل
ولذا صار علماء مدينة الوصول عند المناظرة منه الحف من المغازل واضعف من
الجوازل ذلك فضل الله الكريم الباذل جعله الله لنا كالثمال للارامل هو البحر العجاج
والماء الثجاج والسراج الوهاج المزين بكل الحلى من الخفى والجلى اخو الذكاء المنجلى السيكى
اعلى الله درجته فى اعلى عليين وجعله مقارنا للشهداء والصديقين هو الذى نقد الدلائل
فيما بعين للعقول وامعن النظر فى ايراد مباحث المنقول بحيث يطيع الاسجاع
بجواهر لفظه ويقرع الاسماع بزواجر وعظه حتى اذا نظر فيها احد قائما بالقسط
ولقط منها فقد نشب فى كفه الحابل ومن اعرض عنها فقد باع آجلا بالعاجل
والحق انه لم ينسج احد حلة على منواله ولا سمحت قريحة بمثاله فطوبى لمن سمعه واتقى وضبط
ما قال به الشيخ واوعى - فان الجنة له المأوى - فانها حرية تسطر بماء الذهب على الالواح
الزبرجدية وحقيقة ان يعدل باليواقيت على الصفحات العسجدية تحقيقا اتهار القمر

واقحمت بلاغتها مصاقع الخطباء نوحتها متلفتة بافانين وعباراتها منقمة على فضا مين
منها انها متضمنة لسوانح الامام المهدى الموعود فى آخر الزمان - منها انها كافية عافية فى
اجوبة علامات تغلغل المخالفون بها فى كل آن - منها انها موضحة للاحكام التى بينها الامام
الموعود بحيثية خلافة الله - فافصحها ببراهين متقنة وبكل الكلمة بلا ريبة واشتباه
شرع فى تبيانها على شارع علماء الاصول واتقنها فى عبارات دقيقة مبرهنة كما هو داب ارباب
المنظار والعقول - وذيل فى اواخرها العقايد المهدوية واستنبطها بالنصوص الساطعة
والاحاديث المتواترة والامور المجمع عليها سواء كانت فى الامور الشرعية والحقيقية والحق
ان المصنف العلام مقدام فى استخراجها وترتيبها - ومدقق فى مشايخنا فى تدوينها وتهذيبها
جزاه الله خير الجزاء - واسكنه بحبوبة جنانه فى الرغائب والنعماء - فالذى بين فهو بالاعتقاد
اولى والذى افصح فيها بحسن بيانها فهو بالاسناد والاحتجاج احرى - وترجمها الاديب
الاديب بجزالة اللفظ وبراعة المعنى ببيان طلق عجيب - له اليد الطولى فى البلاغة
والغاية القصوى فى البراعة - هو فى تنقيح الانشاء لا يحتاج الى الاوائل - وحقيق ان
اقول انه فى العلوم العربية بارع فاضل ومحقق بين العلماء والافاضل وهذا الكلام لا ريب فيه
ولا ظلام - بل انعقدت عليه عقود الزحام من العلماء الاعلام - كيف لا والسيد الممدوح الذى
صنف هذه الرسالة اروى واصل - وهو فى النسب فرعه ونسله - فذلك شمس و
هذا منها الاشراق - ليس بينهما فى الحقيقة افتراق - اشرف اسما وابو الشريف كنية
بنا نى حسى وحد سمى انه المنتسب الى الشمس فهو الشمسى فالشمس نجاره والقمر
رهنه والنجوم جواره - حفظه الله له العيش الاخضر واعطاه الابيض والاحمر -

تمت

رسالہ قول المحمود ۔ مصنفہ علامۃ العصر فاضل الدہر مولانا وجدنا الفاضل الحاج سید علی
تعالیٰ جس کو مولانا نے بلدۂ مبارکہ مکہ معظمہ مین تصنیف فرمایا تھا مولانا مولوی سید اشرف صاحب
بیجاپوری صاحب نے اس رسالہ کو اپنے قلم سے صحیح نقل کیا اور بعض قدردانون کے تحریک سے اُس کا ترجمہ بھی صا[ف]
و سلیس زبان اردو مین کیا ہے ایک زمانہ سے غیر مطبوعہ حالت مین پڑا ہوا تھا اگرچہ بعض بزرگان قو[م]
مثلاً جناب حسین شاہ میان صاحب اہل دائرہ نو و حاجی میان صاحب اہل کا لاڈیرہ نے اس رسالہ کو صرف
بلحاظ ہمدردی دین طبع کرنے کا عزم بالجزم کیا اور روپیہ فراہم کر کے مولانا مولوی سید اشرف صاحب
کی خدمت مین روانہ فرمایا تھا مگر عدم فرصت سے اس کی طبع کی طرف مولانا کو توجہ کرنے کا موقع نہ دیا تو انھو[ن] نے
روپیہ واپس کر دی بہرحال یہ رسالہ اب تک غیر مطبوع تھا بندہ نے مولانا ممدوح سے رسالہ مذکور لیکر خاص
اپنے صرفہ سے طبع کرایا ہے ۔

یہ رسالہ خوبی بیان و ادا و معانی و توضیح مسائل و تحقیق دلائل مین اپنا آپ نظیر ہے جو
صاحب اس رسالہ کو پڑھینگے وہ اُس کی دل و دین گے اور مصنف علامہ کی اس مختصر تصنیف کی
قدر کرین گے ۔

اور اس بندۂ ناچیز نے جو سعی اس رسالہ کی طبع و اشاعت مین کی ہے وہ قابل [تحسین]
خیال فرمائین گے ۔

الراقـــــــــــــــــم

چھجو میان ابن روشن میان صاحب نبیرہ مولانا سیدنا الفاضل العلامہ مصنف
القول المحمود ۔